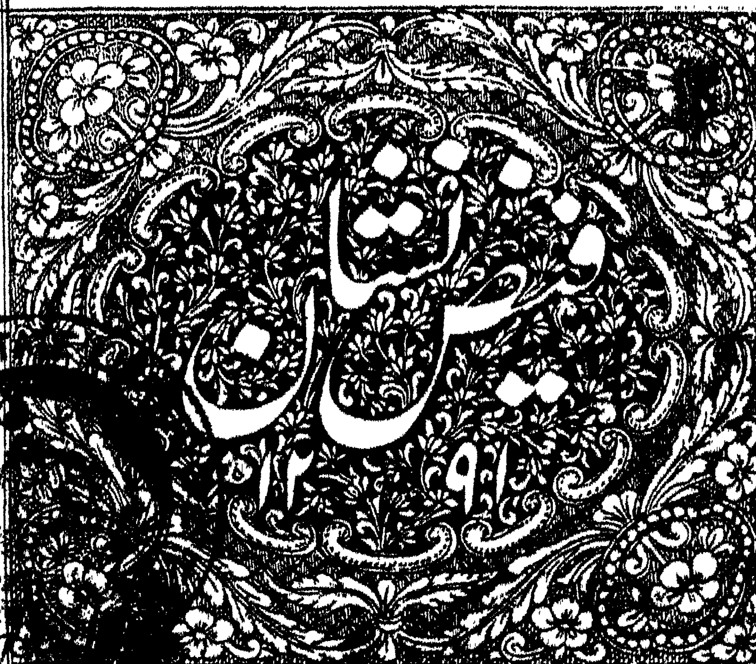
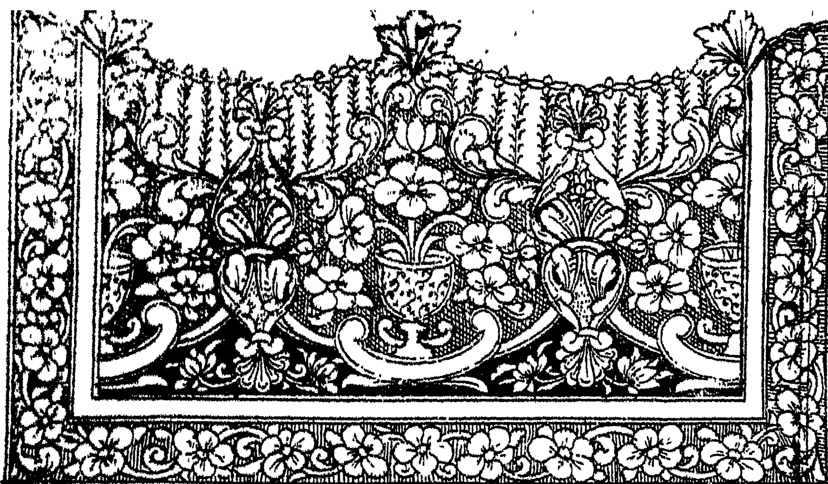
ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

استاقس مستطرفات سخن و سخنوری اصل اصول شعر و شاعری بدیع نظام ملک الکلام
مصدر الفصاحت منبع البلاغت اعنی دیوان لطافت عنوان الملقب بہ



تصنیف عظیم اعاظم روسا و امرا ہندوستان سلالہ اکابر اعاظم عربستان و خراسان فائز اقصی مراتب علم و دولت
مرکز دائرہ سلطنت و وزارت جناب نواب معتمد الدولہ والا جاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ و اسکنہ فی دار الکرامہ

مطبع مصطفائی طبع گردید
در زمن مصطفا محمد خان ۱۲۹۱



بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) (۲)

مشکل ہی انتظار تمہارے ظہور کا — کیا کیجیے علاج دلِ ناصبور کا

پوشیدہ کیون حجاب مین عالم ہی نور کا — مدت سی غلغلہ ہے تمہارے ظہور کا

کب گوش دل سی عرض ہوا خواہ کی سنی — کس درجہ ہے مزاج ہوا پر حضور کا

دم بھر سرای دہر مین اے چرخ کجروش — آرام دی مجھے کہ مسافر ہون دور کا

زیبِ قصور خلد اگر ہو وہ رشکِ حور — ہو اعتراف حور کو اپنے قصور کا

استاد جبرئیل کا مین ہون شعاع نور — دعوے ہو بو علی کو یہان کیا شعور کا

محروم ہون یہ جلوۂ دیدار یار سے — پتھر نظر پڑا کہین کوہ طور کا

پروردگار کس سی کرین عرض حال دل — ملتا نہین دماغ بتِ پر غرور کا

وحشت مین مو سر کی مقابل ہین مو تن — جامہ ہی میرا رشک لباسِ سمور کا

[illegible] — [illegible]

بخشا ہی کیا خدا نی شرف بت کی نام کو
پتھر بھی جو ترا شیے پتلا ہے نور کا

۲۰ — عاشق جو میل طبع ہے علم عروض پر
دیوان میں بھی بحر بہار و بحور کا — ١٧

خزان کی ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا
بہار کیسی نشانِ بہار تک نہ رہا

ہوا بدل گئی رحمت ہی میری رونی کو
کہ دل میں پیرِ فلک کی غبار تک نہ رہا

بغیر میرے نہ آتا تھا چین یاد م بھر
وہی ہون میں کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

حساب روز جزا سے مجھے فراغت ہے
کیے وہ جرم کہ جنکا شمار تک نہ رہا

وفور عشق میں کیا جانیں مجھسی کیا ہوتا
بھلا ہوا کہ شبِ انتظار تک نہ رہا

اب آئے ہیں وہ دلِ سوختہ کی پرسش کو
جلے کو ہو گئی مدت بخار تک نہ رہا

چمن سے دہر کی مجھ ناتوان کی رخصت ہے
کہو گلون سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا

پس از فنا مری مٹی خراب ہو جاتی
بھلا ہوا ترے دل میں غبار تک نہ رہا

کسی نے پھول بھی رکھی نہ لا کی تربت پر
ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا

تہِ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا
وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ رہا

چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش
بدن میں شیرِ فلک کی بخار تک نہ رہا

فنا کے بعد قلق ہے نہ اضطراب نہ غم
کوئی نشان ترا یادگار تک نہ رہا

جو میرے پنجہ وحشت سے چھوٹا دامن دشت
قبائے اطلس گردون میں تار تک نہ رہا

خلش مٹی یہ رخ صاف کی نظارے سے
ہماری طبع میں مضمون خار تک نہ رہا

جلا دیا یہ تپ غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

کیا وہ نالہ سوزان چھٹے جو اوس گل سے
وہ چمن تو گیا چمن ورنگ کا تاک نرہا

۳

مر سے تو نشۂ الفت اوتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تاک نرہا

۲۱

جنبش لب سے دہن اونکا نمایان ہوگیا
منکشف باتون مین مجہپر راز پنہان ہوگیا

کس طرح ٹوٹی خلش تیر نگاہ ناز کی
سینۂ مجروح مین دل شکل پیکان ہوگیا

مثل دریا بھر لیا دامن در مقصود سے
قطرۂ اشک ندامت آب نیسان ہوگیا

سیر یہ دکہلائی ہے سوز درون نے یار کو
شب کو جو نالہ کیا سرو چراغان ہوگیا

مدتین گذرین کہ ہمنے عشق بازی چھوڑ دی
اب تصور زلف کا خواب پریشان ہوگیا

دود دل نکلا جو یاد کاکل دلدار مین
آسمان موج ہوا سے سنبلستان ہوگیا

خنجر ناز ملیحان سے عجب لذت ملی
چاک پہلو سینۂ زخمی دل نمکدان ہوگیا

رونگٹون نے خار کی صورت نمو کی جسم مین
آب اشک چشم گریان آب باران ہوگیا

بوسے پر لہرائی جب ہنس کر دبویا یار نے
دل ہمارا غرق موج آب دندان ہوگیا

اے پری تسخیر کرتا ہے مرا نقش حصیر
کنج عزلت مین ترا وحشی سلیمان ہوگیا

خلد مین تنہا پہونچ کر کسقدر صدمے اوٹھائے
ہر گل جنت مجھے داغ عزیزان ہوگیا

تھا جو مرقد مین تصور شعلۂ رخسار کا
استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہوگیا

ناتوانی سے بہت وحشت مین گہبرایا ہے دل
تار آہن مجکو ہر تار گریبان ہوگیا

میرے اشکون سے نمو صحرا کی اتنی بڑہ گئی
آگ خارستان جہان تھا اب نیستان ہوگیا

آہ بے تاثیر نے مجکو نہ رکھا قید مین
غش نگہبان ہوگیا وا قفل زندان ہوگیا

یوسفِ دل گر پڑا تھا اوسمین انکھون کیطرح
خشک قسمت سی مری چاہِ زنخدان ہوگیا

بوسۂ خالِ سیہ پر فنچ کر ڈالا مجھے
ایک ہندو کی لیے قتل مسلمان ہوگیا

زیب جانان دیکھکر وحشت مری جاتی رہی
تارِ کاکل سی رفو چاکِ گریبان ہوگیا

سخت جانی ٹھوکرین کھلوا رہی تھی پست مین
مرکے مین سنگِ سرِ گورِ غریبان ہوگیا

ضعف مین بھی گردشِ قسمت کہین جاتی نہین
خشک ہوکر رہ رودن کا خارِ دامان ہوگیا

۴

خانمان برباد عاشق کا پتا کیونکر ملے
پھرتے پھرتے دشت مین گردِ بیابان ہوگیا

۱۶

عارضِ گلرنگ پر گیسو پریشان ہوگیا
لالہ زارِ روی رنگین سنبلستان ہوگیا

پھولنے پھلنے لگی مسواک منہ مین یار کے
ہر نفس رشکِ نسیمِ باغِ رضوان ہوگیا

امی پری وحشی کو تیری اسقدر پتھر لگائے
چار جانب کو حصارِ سنگِ طفلان ہوگیا

ضبطِ آہِ گرم سی پھکنے لگی سب استخوان
ایک دم مین طائرِ دل مرغِ بریان ہوگیا

راہزن ہی رہ روون کو میری وحشت کا فروغ
داغ سوزان دیدۂ غولِ بیابان ہوگیا

جب نقاب اوٹھی قمر کا خاق کو دھوکا ہوا
خال و خط چہری کا داغِ ماہِ تابان ہوگیا

کس قدر پہونچی پہ شکستین ہاتھاپائی سی تری
گھر ہمارا گنبدِ گورِ غریبان ہوگیا

توڑ کر جب موی سر چھلا بنایا یار نے
حلقۂ انگشترِ دستِ سلیمان ہوگیا

اونکی آرایش ہی میری واسطی سامانِ قتل
سرمہ آنکھون مین کمانِ تیرِ مژگان ہوگیا

نیچہ وحشت کی ہاتھون سی قیامت آئیگی
چاک جسدن صبحِ محشر کا گریبان ہوگیا

مردی جی اوٹھی جو پھیکی زلف جھاڑی یار نے
زہرِ افعی انکی حق مین آبِ حیوان ہوگیا

برق چمکی خندۂ دندان نما سے یار کے
آنکھین یہ جھپکین کہ رخ نظرون سے پنہان ہو گیا

مین وہ بیکس تھا کہ مثل اشک ٹپکی آب تیغ
جوہر شمشیر قاتل چشم گریان ہو گیا

تیری زلفون پر لگی رہتی ہی خوش چشمون کی آنکھ
سنبلستان ملاحت نرگستان ہو گیا

اوس پری کی کان تک پہونچی خبر مجھ زار کی
بخت مور ناتوان بخت سلیمان ہو گیا

٣١	عاشق آخر گردش چشم سیہ نی جان لی میرا جسم زار پامال غزالان ہو گیا	٥

مین صفا سی رونق ایوان دلبر بنگیا
دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بنگیا

حسن روز افزون نی یہ رتبہ بڑھایا یار کا
شعبدہ آنکھون کا اعجاز پیمبر بنگیا

مستی حب علی مین مین نی جب پانی پیا
جام ہونٹون پر حباب حوض کوثر بنگیا

اب بتون کی تیر مژگان سی نہین وحشت مجھی
سنگ طفلان کا ہمارے گرد سنگر بنگیا

بچپنے سے پرورش آغوش آفت مین ہوئی
زہر غم قسمت سی اپنی شیر مادر بنگیا

خوی خجلت وصل مین پونچھی سی چھپنے کا نہین
آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بنگیا

کیون نہ راحت سی بسر ہو کوچۂ دلدار مین
نقش پائے یار مجھ لاغر کا بستر بنگیا

شعلۂ شمشیر قاتل نے جلایا اسطرح
جسم لاغر طوطیائے چشم جوہر بنگیا

خون پا خار مغیلان کا گریبان گیر ہی
دامن صحرا مگر دامان محشر بنگیا

مجھکو حیرت ہی عجب دریا ہی اس کو زمین بند
اشک تھا آنکھون مین جب ٹپکا سمندر بنگیا

اشتیاق کاکل مشکین مین جب لکھی غزل
خامہ میری ہاتھ مین زلف معنبر بنگیا

نکہت گل موم کی پھولون مین ہو ممکن نہین
بوی فقر آتی ہی اوسمین جو تونگر بنگیا

بیوفائی سی تری اس درجہ تنگ آیا ہی دل
شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر بنگیا

مجھہ سی لاغر کو خراشِ سینہ قاتل ہوگئی
ناخنِ غم فرقتِ ابرو مین خنجر بنگیا

حسرتِ دیدارِ روئے یار مین نکلی ہی روح
ابرووں کا شوق مرغِ جان کا شہپر بنگیا

اپنے باغِ حسن کا اوسنے تماشا دیکھکر
آئینہ جب رکھہ دیا پھولون کی چادر بنگیا

سر پٹک کر خانۂ زندان مین مین نے جان دی
در مین رخنے پڑ گئے دیوار مین گھر بنگیا

اسقدر موزون کیا مین نے سراپا یار کا
خود بخود ہر صفحۂ دیوان مسطر بنگیا

آفتابِ داغِ سودا جب ہوا پرتو فگن
ذرہ ذرہ ریگ کا خورشیدِ محشر بنگیا

تیری دیوانگی تن سی گردِ صحرا جب جھڑی
خاک تودہ راہ مین قد کے برابر بنگیا

بچپنے سے مشقِ خونریزی جوانی تک ہی
نشترِ مژگانِ قاتل بڑہ کی خنجر بنگیا

سروِ قدِ یار جب دیکھا خرامان باغ مین
خانۂ باغِ تن مین دل دھڑک صنوبر بنگیا

مر گیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے
دورِ تیر اور دورۂ چرخِ ستمگر بنگیا

میرے ابرِ چشمِ تر سی جائیگا بجلی کہان
اوہی گیسو تمہارا لاکہہ اژدر بنگیا

جسنے توڑا او عطا اسنے بتِ پندار کو
دوش پیغمبر اوسے مسجد کا منبر بنگیا

اوس ستم ایجاد کو زیور سے ہی منظور قتل
چھلا اونگلی مین نہین پہونچا کر چکر بنگیا

موم ہوجاتا ہی آہن نغمۂ دلدار سے
شعلۂ آوازِ اعجازِ پیمبر بنگیا

بچپنے سے اوس لبِ جان بخش مین اعجاز تھا
پر اوڑانے کو اگر چھو کا کبوتر بنگیا

عکس سی آئینہ مین آنکھین لڑائین یار نے
دونون جانب کو صفِ مژگان سی لشکر بنگیا

سیری نالی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین
منہ اگر کہسار کی جانب کیا در بنگیا

۱۲	بادۂ خون جگر سے مست رہتا ہوں مدام زہر غم تھا عاشق شراب روح پرور بن گیا	۶

تپ سے یہ ہجر کا بدن ہر داغ اخگر بن گیا ۔ آگ بستر میں لگی آتشکدہ گھر بن گیا

اوٹھی جب شمشیر قاتل میری گردن جھک گئی ۔ سپر سرکشوں کی جان بازوں کا افسر بن گیا

موج آئی جب ہوائے تیز سے اوبھری حباب ۔ مینڈھا دریا کا ترے سینے کی ٹکر بن گیا

نامۂ دلدار غیروں کو پہونچ سکتا نہیں ۔ آج کل تار نظر دام کبوتر بن گیا

خوب تکلیف ملاقات احبا سے چھٹے ۔ وادیٔ غربت وطن آواروں کا گھر بن گیا

شکل استغنائی منعم ہے ہماری احتیاج ۔ ہم اگر مفلس ہوئے تو دل تونگر بن گیا

کام مجھ لاغر کو کیا قفل در دلدار کی ۔ رخنہ دروازی کا میری واسطے در بن گیا

سر کٹا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو ۔ سخت جانی سے گلے کا طوق خنجر بن گیا

آبشارین دیکھکر آنکھوں سے دریا بہ گئے ۔ جو لباس جسم تھا پانی کی چادر بن گیا

تن بدن کی فکر بھولے انتظار یار مین ۔ دل ہمارا حسرت دیدار کا گھر بن گیا

پر گئین آنکھیں مگر جاتی نہیں روئی کی خو ۔ خون فشان جو زخم تھا وہ دیدۂ تر بن گیا

[illegible]

۱۱	نشۂ فکر رسا سے کیوں نہ عاشق مست ہوں سر جھکا جب کاسۂ زانو کا ساغر بن گیا	۷

بنا ہی روح مجھ افسردہ دل کو نشہ پانی کا ۔ مئے گلگوں کو سمجھا پھول باغ زندگانی کا

ہوا چرچا یہ عالم میں ہماری قصہ خوانی کا ۔ کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنوں کی کہانی کا

ملا اچھا عوض ہمکو وفا کا جان فشانی کا ۔ خدا سے کیا گلہ کیجے بتوں کی قدردانی کا

جو آہِ آتشین سے مشعل داغ جگر پھونکی
فتیلہ بجھ گیا دم مین چراغِ آسمانی کا

عدم کو روح کبکی جا چکی تھی ہجر جانان مین
امید وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا

اوڑا دیتی ہین سنکر حال دل ایسے ہوا پر ہین
غرورِ حسن روز افزون ہی موسم ہی جوانی کا

لکھون احوال جوشِ اشک یا آہِ شرر افشان
یہان مضمون ہی دست و گریبان آگ پانی کا

ہوی پیری مین گو موئے سیہ سارے سفید اپنے
مگر دھبا نہ دل پر سے مٹا داغ جوانی کا

ہوا سیراب ایسا پیکے آبِ تیغِ جانان کو
کہ پھر اوترا نہ بسمل کے گلے سے قطرہ پانی کا

نہا کر اوسنے دریا مین نچوڑا زلف شبگون کو
عقیق البحر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

۸	ہزارون ولولے تھے دل مین کیسی شورش تھی عبث پیری مین عاشق ذکر کرتی ہو جوانی کا	۱۴

ہون مسلمان تو جنت مین گذارا ہوگا
ایک دن پاس سے حورون کا نظارا ہوگا

ہین شبک روح جبین گی نہ خزان دیکھین گے
ساتھ اب بادِ بہاری کا ہمارا ہوگا

بحرِ الفت مین تنِ زار سے بچ جائیگی جان
ڈوبتے کی لیے تنکے کا سہارا ہوگا

زیر سر ہاتھ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
بالش سر کبھی زانو بھی تمہارا ہوگا

قید ہون گالیان دو قتل کرو بندے ہین
غیر سے آپ کا ملنا نہ گوارا ہوگا

جو یونہین گرمی بازار حسینان ہوگی
ایک دن یوسف دل بھی نہ ہمارا ہوگا

گلِ رخسار کا وحشت مین تصور جو بندھا
دشت مین دامن گلچین کا نظارا ہوگا

بجلیان کان مین پہنو گی جو اے شعلہ طور
چشم عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا

نیل بوسے کا نہین گال پر اے نازک تن
کان کا موتی نہ سوتی مین اوتارا ہوگا

روون دریا کے کنارے اگر ای بحر صفا
آگ بھی اٹھے پھر مین نہ اوتارا ہوگا

اسی امید مین درگاہ کو ہم جاتی ہین
ساتھ اونکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا

وحشت زا رہون گھبرا کے نکل جائیگی روح
جو گریبان کبھی ہاتھون سے نہ پارا ہوگا

موج فریاد اسیران ستم ہے زنجیر
درِ زندان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا

۹ — اہل دنیا کے بہت ہاتھ سے تنگ آیا ہون
عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا — ۱۷

رستی مٹ جائیگی تنا بھی کم ہو جائیگا
سرو تیرے پاؤن پر گر کے قدم ہو جائیگا

گو ستی دستی ہے جب اوسکا کرم ہو جائیگا
خط پیشانی مرا نقش درم ہو جائیگا

چشم و ابرو کی صفت مین شعر اگر موزون کرون
خامہ میرا شاخ آہوئے حرم ہو جائیگا

جھوٹی قسمین کھائین لاکھون چھوکر زلف کو
سنہ مرے دشمن کا کالا مرتے دم ہو جائیگا

تیغ کھینچی ہے اگر تو پاؤن کو جلدی بڑھا
مجکو تکلا تی آتی کیا غصہ نہ کم ہو جائیگا

بت کدہ کی طرح پوجین گو تری حمام کو
سیم تراشی سنگ پا تیرا صنم ہو جائیگا

گور پر وہ آئین گو دیدار پھر ہوگا نصیب
صاف عینک یار کا نقش قدم ہو جائیگا

اولٹی باتون سی اگر منظور ہے عالم کا قتل
دم تمہاری ہیبت کا سیفی کا دم ہو جائیگا

گنج زر ہو جائیگی گنج شہیدان کی زمین
سکہ زر آپ کا نقش قدم ہو جائیگا

سنہ اگر دیکھوگے لیکر دانت ای شیرین دہن
شیشہ مصری تمہارا برق دم ہو جائیگا

کنگھی باندھی جو وحشت مین درِ دلدار پہ
پاؤن کیا پائے نگہ پھر بھی درم ہو جائیگا

قابل پرسش نہین بیمار الفت کا مزاج
آج کل مین راہیے ملک عدم ہو جائیگا

بے تمہارے موسم گل مین جو پھولیگا چمن
نرگس شہلا کی آنکھون پر ورم ہوجائیگا

تیرے صدقے سے بڑھیگا رتبہ ہر ناچیز کا
بینڈھا آہوے حرم پتلا صنم ہوجائیگا

ٹالتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو
اشتیاق اپنا تمہارا حسن کم ہوجائیگا

منہ بنا کر دانت پیسو گالیان دو کوس لو
نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہوجائیگا

١٠

سر کٹین گی جو یونہین عاشق وہان دو چار کی
کوچہ اوسکا جادۂ ملک عدم ہوجائیگا

١٣

جب آپ نے دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا
صاحب کا جو کہ قصد تھا بندا سمجھ گیا

مجکو وہ غیر غیر کو اپنا سمجھ گیا
اچھا نہین برے کو جو اچھا سمجھ گیا

مشرب مین اپنے مال کا رکھنا حرام ہے
دولت کا نشہ نشۂ صہبا سمجھ گیا

جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ
جنت کو کربلا سے معلیٰ سمجھ گیا

اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے
جو دل مین سوچا آپ نے بندا سمجھ گیا

سہو سخا نہ سینے تک جو مراد ست آرزو
چڑیا کو اوس کٹوری کی عنقا سمجھ گیا

مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے
تھوڑی سی فکر کی تو بہت سا سمجھ گیا

√ انکار کے کنائے کو عاشق سمجھتے ہین
مطلب کو لن ترانی کی موسیٰ سمجھ گیا

دریا بہا لے ہجر مین ایک ایک اشک سے
نکلے جو چار آنسو تو چہ کا سمجھ گیا

دل دیکھ شب کو سونگھ لیے اونکے سر کے بال
سستا بہت مین زلف کا سودا سمجھ گیا

سو بار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا
مین خط یار کو پر عنقا سمجھ گیا

رندون کو بھی برا نہ کہا پھر تو شیخ نے
غیبت کو جب گناہ کبیرا سمجھ گیا

بلا اضافت ١٢

۱۱ — عاشق لیا ہے بوسۂ قرآن جو روبرو
کیسا وہ اپنے رخ کا کنایا سمجھ گیا — ۱۵

ہمکو کالی سے سوا اون مار کا کل ہو گیا
آنکھ ملتے ہی چراغ زندگی گل ہو گیا

نشۂ مے نے کیا آہن دلون کو موم دل
نغمۂ داؤد ساقی شور قلقل ہو گیا

کیا اثر ہے ہاتھ مین اوس ساقی گلفام کے
باغ مین جس گل کو توڑا ساغر مل ہو گیا

اسطرح وہ قتل کرتے ہین کہ بدنامی نہو
جس سے روٹھے کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

اسقدر غم کھائے ہمنے بھوک بھی جاتی رہی
خون دل کا نعمت خان توکل ہو گیا

عقدۂ زلف دراز یار کی کثرت کو دیکھ
فلسفی اس دور مین ثابت تسلسل ہو گیا

وصل کی شب بات باقی تھی کہ وہ رخصت ہوے
صبح کے ہوتی ہین اب ہمکو تامل ہو گیا

ای فلک دست خزان ہی کیون نہ نالان ہو چمن
غنچۂ گل سوکھہ کر منقار بلبل ہو گیا

اسقدر مضمون غم لکھنے کی ہین نے شوقی
ایک عشرہ مین کمیت خامہ دلدل ہو گیا

خوف کیا روشن دلون کو خانۂ تاریک سے
قبر مین جا کر چراغ عقل کب گل ہو گیا

بادہ خواری پر ہماری زندگی ہے ساقیا
کم ہوئی آواز قلقل تو یہان قل ہو گیا

قید مین تھا مشغلہ مجکو جو ضبط آہ کا
قطع میرے پاؤن سے زنجیر کا غل ہو گیا

خاکساری بڑھ گئی جتنا مرا رتبہ بڑھا
ہر ترقی مین ترقی پر تنزل ہو گیا

پیشتر ایسی سیاہی اونکے بالون مین نہ تھی
بخت میرا بستۂ زنجیر کاکل ہو گیا

۱۲ — بال سے باریک اپنا جب تن لاغر ہوا
سلسلہ سے زلف کے عاشق توسل ہو گیا — ۲۳

رنگ دکھلاتا ہی پرتو روی آتشناک کا
کہین سونے کی نظر آتا ہی تنکا تاک کا

پھر کسی سی یہ نہو طرز اوس بت سفاک کا
کان ہون دیکھی اگر وہ حال مجھ غمناک کا

کھل گیا رونے سی پردہ مجھ گریبان چاک کا
آبرو رہتی جو مین بیوند ہوتا خاک کا

صاف آدم مین نہوتا اوس مسیحا کا جو نور
جان پڑ کر بولتا کسطرح پتلا خاک کا

چھٹتے ہی آب روان سی دیل جسم پاک کی
ہر حباب بحر کیسہ بنگیا دلاک کا

اس سی پہناتی ہین جامہ طفل کو شکل کفن
روز اول سی ہو خوگر آخری پوشاک کا

شام سے گنج شہیدان مین نہ آپکی تیر آب
پان گذر ہوتا نہین کسکی روح پاک کا

صید گاہ دہر مین خیاط قسمت نو سیا
جامہ تن مین گریبان حلقہ فتراک کا

اوٹھ گئے اس دار فانی سی جو ہین غمزدے
کون شکوہ پھر کریگا گردش افلاک کا

منہ جو دکھلا دو فنا ہو جائین یون بیمار شہر
آئین عزرائیل پھیرنی کو جنگل خاک کا

کل تو تھی سعدی کی بالی آج بنوائی ہی نتھ
میری مرنے سی بڑھا پایا اوسنی زیور ناک کا

شیشہ جا سی ہی کب اپنی غزل سٹی ہوئی
کب زمین شعر سے اوٹھا بگولا خاک کا

آپ صحرا مین جو میری قتل کا بیڑا اوٹھائین
پان کی صورت بنی ہر ایک پتا ڈھاک کا

کسب تجہہ علم ریاضی کا ریاضت سی نہین
عرش تک پرتو گیا ہی شعلہ ادراک کا

اسطرح معدوم ہم ہو جائین منت کش نہون
بار ہو دوش ہوا پر بھی نہ اپنی خاک کا

آبلے دل مین پڑی ہین خوشہ انگور سے
آفتاب حشر دو ساقی ہی سایہ تاک کا

بعد مردن بھی نہین اوٹھتا مین ایسا بار جان
پھینکا دیتی ہی صبا پشتارہ میری خاک کا

وحشیون کی چال اڑائی توسن صیاد نے
چشم آہو بنگیا حلقہ ہر اک فتراک کا

معجزہ اوس شوخ عیسی نی دکھایا دشت مین
کرکری ایسی ہوئی تیری لبون کی سامنے

موسم گل مین ہر ایسا ہے مجھہ زخمی کا تن
کوچۂ دلدار سے آگی بڑھی جاتی ہے کیون

بن کی آدم سامنے آیا بگولا خاک کا
بیٹھیون کو صاف شکر پر ہو دھوکا خاک کا

زخم کے انگور کو انگور سمجھا تاک کا
پھینک دے یہ جلدی صبا پشتارہ میری خاک کا

۱۳

رشتۂ گیسو اگر ملجاے **عاشق** یار سے
باندھیے شیرازہ اوراق دل صد چاک کا

۱۹

چاند تاری کا جو خیمہ ایستادہ ہو گیا
اس زمانی مین ہر اک بیدید ایسا ہو گیا

مجکو قاتل کی نزاکت پر اچنبھا ہو گیا
جب گئی گلشن مین وہ پھر عود کر آئی بہار

ملکے مہدی عطر تلوون مین لگایا یار نی
سامنے میری اگر وہ بے حجاب آتی نہین

بند آنکھین کر کے جاتی ہین عدم کو دہر سے
صاف طینت کو کدورت سے کسیکی ڈر نہین

اوڑ گیا ایسا ہوائی تیر سے مین ناتوان
ایک عالم جھک گیا ساقی کی فیض عام سے

طاقت و تاب و توان تن مین نہین غافل ہے روح
اونکی تلوون سے ملین آنکھین تو آنسو تھم گئی

چرخ انجم پر سنہری برج بالا ہو گیا
جس کو نین مین ہت پھوٹی تھی وہ اندھا ہو گیا

تیغ مین نی کھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہو گیا
حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہو گیا

دو قدم گھر سے جو نکلے فتنہ برپا ہو گیا
کاش یہ کہکر بلا لین آؤ پردا ہو گیا

ایکبار آنی مین ایسا یاد رستا ہو گیا
چاندنی کا فرش کب مٹی سی میلا ہو گیا

تیر کے پتلے سے ای صیاد دبلا ہو گیا
جام مے دریا دلی سے ظرف دریا ہو گیا

قافلہ یارون کا منزل سے روانا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے پایاب دریا ہو گیا

مارِ کاکل آئینے مین دیکھ کر سمجھا وہ شوخ
سبزۂ خط اسقدر سمٹا کہ سنبل ہوگیا

چوری چوری سی گیا کیا ہیرا پھیری سی گیا
دور سی دیکھہ آتی ہین جب سی مچلکا ہوگیا

دل کو بہلایا بہت آنسو مگر تھمتے نہین
ترک الفت کی تو اور اک روگ پیدا ہوگیا

تجکو میرے قتل کی شادی جو اے سفاک ہی
میرے تو منہ پر بھی لہو زخمون کا سہرا ہوگیا

خوف ہی قاتل نشانِ دست نازک مٹ نجاے
زخم اچھا تھا بہت اس سے پھر برا ہوگیا

مجکو نازک دل جلا کر دیا اے نازنین
دل ترے ہاتھون ہتیلی کا پھپھولا ہوگیا

۲۰	ایک سودائی نہین عاشق پری پیکر ترا کیا زرِ داغِ جنون کا ایک توڑا ہوگیا	۱۴

کیا گھٹا مرنے سے پہلو مین جو قاتل آیا
جبر نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا

کر چکا طوفِ حرم دیر پہ اب دل آیا
حق سے پھر کر طرفِ مذہبِ باطل آیا

اپنے نزدیک رخ و زلف ہین دونون یکسان
آج تک ہمکو نہ فرقِ حق و باطل آیا

یار کے گھر مین رسائی نہین سوائی اسکے
ساز غیرون سی نہ دربان سی مجھی مل آیا

حسن صورت کی فریبون مین پھنسی ظاہر بین
اپنا عاشق ہون کسی پر نہ مرا دل آیا

کس طرح کاٹی خدا جانی شبِ فرقت مین
نہ اجل آئی تسلی کو نہ قاتل آیا

بزم رنگین ہوئی عکسِ مئی گلگون سے
شیشہ کیا آیا کہ رونق دہِ محفل آیا

بعد مرنے کے یہ ہاتھون سی سر اپنا پیٹا
سنگ تربت بھی سرہانے کی طرف لا آیا

دولتِ حسن سی بہتر نہین کوئی دولت
در پہ آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا

اب تو دق ہو کی یہ کہتا ہی تمہارا بیمار
وہی اچھا ہی کہ جسکا نہ کہین دل آیا

اشک سوکھی تو ندامت یہ رہی دریا پر
گر گئے پاؤن مری جیب ساحل آیا

تھک گئی ہونٹھ دعا سی نہ چلی باد مراد
اپنا بیڑا نہ قریب لب ساحل آیا

جور گلچین کا عوض کسنی لیا گلشن مین
کوئی سننے بھی نہ فریاد عنا دل آیا

حال رونیکا پڑھا خط مین تو فرماتی ہین
یہ عریضہ بھی ڈبو دینے کے قابل آیا

اللہ اللہ یہ دم بھر کو مسافر سی حجاب
پٹی جب باندھ لی آنکھون مین تیغ قاتل آیا

روح آیا ملک الموت کے بدلی شب ہجر
جان مین جان مری آئی جو قاتل آیا

دیکھکر حال کو مجھ زار کی یہ حیرت ہے
گر پڑی ہاتھ سی تلوار جو قاتل آیا

تمسے رخصت جو ہوی ساتھ کسینی نہ دیا
دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مری دل آیا

روز اک سیر ہی اس بزم گہ دنیا مین
اوٹھ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا

۱۸	نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت مین کوئی بھی کام نہ عاشق دم مشکل آیا	۱۵

ابکی سے جوش آمد فصل بہار کیا
مستون ہی خود اونچھنے لگی ہوشیار کیا

قطرہ مین ڈوب جائیگا یہ چشم زار کیا
بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم کنار کیا

ای محتسب نہ مست می بیخودی کو چھیڑ
کیسی شراب نشہ کہان کا خمار کیا

ساقی سوال بوسہ کی تقصیر ہو معاف
بہکی زبان نشہ مین ہے اختیار کیا

بہ بہ کے آنکھین روزن دیوار ہو گئین
دیکھین ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا

فقرون سی قتل کرنے لگی بات بات مین
تیغ زبان یار بنی ذوالفقار کیا

سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھیے
رکھتی ہین صاف آئینہ ہم خاکسار کیا

بھڑکانے سے رقیب کے تم آگ ہو گئے | میری طرف سے دل میں بھرا تھا غبار کیا
کھنچے لہو سے گرد ترے گھر کے دائرے | پرکار کے ہیں پاؤں یہ پائے فگار کیا
تیور ہمارے آنکھ لڑانے سے بجھ گئے | تیغ نگاہ یار ہوئی آبدار کیا
جب اوس پری سے بوسہ گیسو طلب کیا | فرمایا جن ہوا ترے سر پہ سوار کیا
میخانے کو ہوا سے بہاری جو لی اوڑی | مستوں کو دم میں آکے لگی ہوشیار کیا
شرب مدام صحن چمن میں نہ چھوٹیے | واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا
صیاد سے وہ دام میں آرام سے لائیے | کنج چمن میں ہے بطِ مے کا شکار کیا
سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے | بوسے کی پھر طلب کی ہو امیدوار کیا
کچھ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ہے | سینہ سے نکل پڑے گا دل بیقرار کیا
اے ہجر یار جبر نکر جان زار پر | آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا

٢١	صیاد دہر قاتل عالم لقب ہوا عاشق کا قتل تمکو ہوا سازوار کیا	١٦

گیسو حجاب روی دل آرام ہو گیا | نور سحر سواد سر شام ہو گیا
چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا | سجدے کے پاس آکے وہ بت رام ہو گیا
رسوائے خلق عاشق ناکام ہو گیا | تمنے برا کہا جسے بدنام ہو گیا
محفل سے کیا اوٹھایا یہاں کام ہو گیا | تم اے مسیح موت کا پیغام ہو گیا
روشن سواد زلف سیہ فام ہو گیا | دُر کان کا چراغ سر شام ہو گیا
سودے میں غنچوں کے گلی پڑ گئی شراب | گردن کا طوق دور خط جام ہو گیا

یادِ مسیح لب میں مجھے موت آگئی
حسنِ گلو کے عشق میں ناکام ہو گیا

تشبیہ میں نے عرش کو دی تیری فرش سے
نقشِ قدم چراغِ سرِ بام ہو گیا

کچھ قندِ لب سے تلخ ہی ناکام کو شاد ہو
تمغے نبات کی تو مرا کام ہو گیا

خط پر جو مہر ہوتی ہے تلووں سے ملتی ہے
عمدہ ہے پای بوس کا پانام ہو گیا

مرنے کے بعد ہے یہ کرامت فقیر کی
سائل ہوا جو گور سے بہرام ہو گیا

تاریخ وار حال جو اپنا کیا رقم
نامہ مرا صحیفۂ ایام ہو گیا

مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک جیب کو
پیوندِ خاک عاشقِ ناکام ہو گیا

صدقے صنم کے میں جو گیا تنگدی کا طوف
ملبوسِ تن میں جامۂ احرام ہو گیا

نکلے جو میرے نالۂ سوزان و اشک گرم
برجِ فلک بھی گنبدِ حمام ہو گیا

افشائے رازِ عشق کیا اشکِ چشم نے
بہکا یہ طفلِ اشک کہ بدنام ہو گیا

یوسف ہی خالِ رخ حبشی ہے نہ دو مثال
گیسو کی عکس سے یہ سیہ فام ہو گیا

صیاد کو اسیر کیا شوقِ قتل میں
تیروں سے چھد کے جسم مرا دام ہو گیا

صبحِ شبِ فراق کا ہونا محال ہے
مشکی مگر یہ ابلقِ ایام ہو گیا

قاضی گیا جو بزم میں گل ہو گیا چراغ
پگڑی اوتارنے کا سرانجام ہو گیا

۱۷	وہ رشکِ مہر کوٹھے پہ آیا ہے دیکھنے **عاشق** جب آفتابِ لبِ بام ہو گیا	۱۹

رنج پایا باعثِ رنج و محن یاد آگیا
جب اوٹھایا داغِ نو چرخِ کہن یاد آگیا

دم اوکھڑنے میں بتِ پیمان شکن یاد آگیا
مرگ کی تلخی میں وہ شیرین دہن یاد آگیا

اسقدر خائف ہوا مین عشق کی افتاد سے
جو کنوان دیکھا مجھے چاہِ ذقن یاد آگیا

تنگ آکر ہجر مین پھاڑا گریبان سحر
شب کو جب دستِ جنون کو پیرہن یاد آگیا

خلد بھی میرے لیے خالی نہین آسیب سے
سیب جنت دیکھا سیبِ ذقن یاد آگیا

بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہین
جامۂ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا

ہاتھ آیا تھا لباس شب مین دامن یار کا
پو کے پھٹتے ہی گریبانِ کفن یاد آگیا

ہجر مین برسا جو پنبہ دیکھی جو چادر ابر کی
موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا

مین نے بحرِ عشق مین گر کر نہ مارے ہاتھ پاؤن
دست و پا بھولے جو وہ گردابدن یاد آگیا

عشق کاکل نے بڑھایا رشتۂ طول امل
تنگ آیا زندگی سے جب دہن یاد آگیا

شام صحرا پھر گئی آنکھون مین بوے زلف سے
دیکھکر چشم سیہ کا لاہرن یاد آگیا

سیل اشکِ چشم نے دیو فلک کو بھر دیا
جب گڑھی مین گور کے چاہِ ذقن یاد آگیا

شاہدِ مضمون گلِ تحسین کے سہرے باندھے ہین
طبع کو نازِ عروسانِ چمن یاد آگیا

گو پریشان خود بھی ہون زلفِ پریشان کی طرح
کوئی بھولے سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا

موت کی ہچکی لگے کیونکر نہ ضبط آہ سے
روی ساقی شیشۂ پنبہ دہن یاد آگیا

محجوب تمکو دیکھکر ہر کافر و دیندار کو
قصۂ یوسف زلیخا نل دمن یاد آگیا

پاؤن رکھا بتکدے مین آیا زاہد کا خیال
داخلِ کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا

آج چاندی کے ورق کی طرح چمکی چاندنی
چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

کیون نہ چلے گھبرا کے عاشق جانبِ دشتِ عدم
آؤ گے کیونکر جو ہستی کا چمن یاد آگیا

غم ہی چشم مست کا خطِ زمرد رنگ کا
ساغرِ مے پر چڑھایا اوُر کاسہ بنگ کا

کعبہ سے مطلب نہین سجدہ ہوا اپنا تبکدہ
آب زمزم سے سوا ہے تجکو پانی گنگ کا

سخت مشکل تجھسے نازک دلکو ہی عشقِ صنم
یہ نہ سمجھا تھا ہے شیشے سے لڑنا سنگ کا

بیع سکون ہے ابھی تو سرکی جھل مشتاق آئین
میرے قاتل کا ارادہ ہو اگر جنگ کا

دیکھکر وہ سبزۂ رخسار اپنا ڈر گئے
صاف ثابت ہو گیا بوا ہی نشہ بنگ کا

عقدۂ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز ہے
دیکھنے والا ہون مین اوسکی دہان تنگ کا

جمع رہتے ہین حسینان جہان اوسکی حضور
خانہ باغ یار مین پھولا ہی گل ہر رنگ کا

ہاتھ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب وہ کرتی ہین سلام
سر جھکایا اسنے مانی نے ہر اک سرہنگ کا

اب سزا پاتی ہین وہ تھا عرش پر جنکا دماغ
کاسۂ سر ٹھوکرین کھاتا ہی ہر سرہنگ کا

تول میزان نظر مین اک ذرا سی ہی ہمین
سنگ پاسی اوسکے رتبہ بت کو ہی پاسنگ کا

زیر گردون کسنے پایا بھر کے جام آفتاب
دور مین خالی ہی ساغر چرخ مینا رنگ کا

سخت ہم پچتائی کیون زاہد کی کہنے پر چلے
بت کدہ سی ہو گیا پلہ کئی فرسنگ کا

ہوگا سر پر کسطرح آنکھین لڑا کر یار سے
دیکھیے پہلے شگون آے دل شکست رنگ کا

غیر ہے پہلو مین اونکے کیون نہ لڑکر جان دون
دل مین کٹتا ہون تو کرتا ہون ارادہ جنگ کا

ایکدن وہ عاشق جو اسی قاتل نہون ہر روز قتل
تیغ ابرو پر ابھی آجائے دہبا زنگ کا

مین وہ بیکس ہون جو پیچھے قافلے سے رہ گیا
گوش گردون تک گیا نالہ دہان زنگ کا

ضعف ایسا ہی کہ برسون مین چلا ہون ایک گام
دشت مین کانٹا بنا راہی مری فرسنگ کا

جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سر پیر ناز نیر
فندق پا کو ملا رتبہ گلِ اورنگ کا

۱۴	طول موئے سر کو عاشق کسطرح منسوب کرون ہجر کی شب ہے نمونہ کاکل شبرنگ کا	۱۹

بتا دے پیر فلک تو نے ہی جہان دیکھا — ضعیف دوسرا مجھسا بھی ہی جوان دیکھا
چھپا نہ سوز درون میری تیرہ بختی سے — سراغ آگ کا پایا جہان دھوان دیکھا
صفا ہی قلب سے ہم غیر کے نہین محتاج — حصول جام مین جم نے اگر جہان دیکھا
عجیب ہے کشتی عمر روان کی صنعت مین — نہ کھین نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا
عدم کو حسرت دیدار لے چلی دل مین — مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا
بہار جانے سے برباد یون ہوئی بلبل — نہ مشت پر کہین دیکھی نہ آشیان دیکھا
عروج زیست مین دو دن مقام عبرت ہے — غذای مور سلیمان کا استخوان دیکھا
بنائی زلف جو مہندی لگا کے ہاتھون سے — یہ بجھ کا شعلۂ رنگ حنا دھوان دیکھا
نہ مے پرستون کی جلسے نہ جام گردش مین — کچھ اسکے سال نیا دور آسمان دیکھا
چڑھی ہین ضعف مین اب تیر آہ زور وتن — قد خمیدہ کو جب حلقۂ کمان دیکھا
بجز لحد نہ رہا کچھ نشان صاحب نام — سنا یا پیر فلک نے جسے جوان دیکھا
گرا سکی نہ دو رنگی جہان کی ہمسکو — ہمیشہ ابلق ایام زیر ران دیکھا
متاع حسن کا طرار زلف حافظ ہے — وہ چور ہے جو خزانے کا پاسبان دیکھا

۲۸	بلند عرش سے اوسکو کیا ہے عاشق نے زمین شعر کو بھی تو نے آسمان دیکھا	۳۰

کیا خط سے نشان لب جانان نہ ملیگا — جب خضر ملے چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دوزخ کو نکل جائینگے اس وحشت دل سے
جنت مین اگر ہمکو بیابان نہ ملیگا

غیرون کی بندھی گی جو ہوا کوچۂ صنم مین
سرمے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا

کیا خاک بیابان سے چھپے گا تن عریان
دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا

مرجائینگے لیکن نہ مزا جائیگا دل سے
ہم حور کو چاہین گے جو انسان نہ ملیگا

دیوانہ ہون پر سب ہین کرامات کی باتین
اس طرح کا پریون کو سلیمان نہ ملیگا

زلف سیہ یار اگر خلد مین پہونچی
اندھیر ہی جنت مین مسلمان نہ ملیگا

تنہائی سے افزون ہے مجھے فاقے کی لذت
کھانا نہین کھانیکا جو مہمان نہ ملیگا

بیکار ہے کہدو ملک الموت نہ ڈھونڈین
یہ گمشدۂ دشت و بیابان نہ ملیگا

قسمت مین نہین درد کی لذت بھی اوٹھانا
مین کھاؤن اگر زخم نمکدان نہ ملیگا

ناصح نہ بیان کر مزۂ میوۂ جنت
یون سیب ملین سیب زنخدان نہ ملیگا

جیتا ہون مین جبتک مری دیوان کی ہے قدر
مجموعۂ اوراق پریشان نہ ملیگا

ہے دشمن جان اوسکی محبت مین خدائی
کیا اب بھی وہ غارتگر ایمان نہ ملیگا

ہم سلسلۂ زلف سے ڈھونڈین رہ یار
ظلمات مین کیا چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دکھلائے جو بندون کو وہ خالق کرم اپنا
مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہ ملیگا

کیا ڈر ہے جو قاتل نہ ملا آج گلے سے
کل حلق سے کیا خنجر بران نہ ملیگا

وحشت مین مٹیگی نہ مری پاؤن کی کھجلی
ہر روز جو صحراے مغیلان نہ ملیگا

وحشت مین نہ چھوڑے جو مری پاؤنکی چھالے
پانی تمہین اسے خار مغیلان نہ ملیگا

بس آج کی رات اور بغل مین ہے وہ مہرو
کل ہمسے مزاج شب ہجران نہ ملیگا

اے ترک ہوا خواہ تری ساتھ چلین خاک
آندھی کو غبارِ رہ جولان نہ ملیگا

پھانسی وطن آوارون کو رسّی سی بنیا
کیا حلقۂ گیسوی پریشان نہ ملیگا

زلفون مین رخِ پاک کا ہوگا نہ نظارا
سر رشتۂ زنّار سے قرآن نہ ملیگا

جس طرح رخ و زلف مین تیری ہے محبت
اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا

عالم ہے گرفتار تپ ہجر صنم مین
عیسے ہوئے بیمار تو درمان نہ ملیگا

آئینہ مین سب دیکھ لو حالِ دلِ پُردرد
مجھسا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا

کاٹو گے سنورنے مین اگر چار پہر رات
آئینہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا

مین بیکس و تنہا ہون امانت مجھے کہنا
ایسا کوئی اے گور غریبان نہ ملیگا

۲۱	عاشق جو یہ بیرنگی بازار سخن ہے گلشن مین کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا	۲۰

کبھی تو سرمہ گین اے چشم مست یار ہونا تھا
ہمصا بھی پاس رکھنا تھا اگر بیمار ہونا تھا

سیہ ہونا تھا تو پیدا نہ یون بیکار ہونا تھا
ستارے کو مرے خال رخ دلدار ہونا تھا

سنا ہے اوس بت سفاک کو شوق عیادت ہے
مسیحا کو بھی دم بھر کی لیے بیمار ہونا تھا

بھری ہے آگ عشق گلرخان کی میرے سینے مین
تجھے اے بلبلِ دل مرغ آتشخوار ہونا تھا

مکدر ہو نگاہ یاس عاشق سے دم مردن
سگ و حون کو خاطر پہ تمہاری بار ہونا تھا

سمجھتے عشق خط یار نے تاثیر دلمین کی
صفا کو بدلی اس آئینہ مین زنگار ہونا تھا

نہ ہوتا دہر مین ہندوے زلف یار کا شہرہ
مسلمانون کو کافر سبحہ کو زنار ہونا تھا

فغانِ بے اثر سے بلبل شوریدہ کیا حاصل
ہماری طرح تجکو شاکی صیاد ہونا تھا

علاجِ عاشقِ رنجور کو آوے نہ آفت کی
مسیحا کی مقدر مین مگر بیمار رہنا تھا

چھٹے ہی کیونکر نہ اپنا خون اوس کافر کی گردن سے
رگِ جان کو ہماری رشتۂ زنّار رہنا تھا

اوسے سمجھے کرمین کسی کی دامنِ دولت مین وہ جا تا
تنِ کاہیدہ کو وحشت مین نوکِ خار رہنا تھا

اوٹھائی آنکھین جب مجکو خوابِ مرگ آپہونچا
نصیبِ خفتہ تجکو پہلے ہی بیدار رہنا تھا

نہ ہاتھ آیا صنم قربان کعبے کی پھری خالی
عوض حج کی فدائی خانۂ دلدار رہنا تھا

پھرین آنکھین جو وقتِ مرگ میری آ پہونچی تو رو بیٹھے
دمِ آخر بھلا مجھ زار سے بیزار رہنا تھا

شرارِ آہِ آتشِ زا مری جاتی نہ گردون پر
مگر نیرِ فلک کو مرغِ آتشخوار رہنا تھا

جلا کر قصرِ تن کو خود بھی جل بجھنا تھا مین تھم
دلِ سوزان چراغِ خانۂ نادار رہنا تھا

فسونِ سازوں کی دم مین آئی گل ہاون شرفی اپنے
کسی شوریدہ سر کا طرۂ دستار ہونا تھا

وہ پیسا ڈوبتا ہی جو نہ اوٹھی بادہ خواری مین
زرِ قارون کو صرفِ خانۂ خمار رہنا تھا

خدا کا پاس لازم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی
بتون کی غم مین کعبے کو جو ماتمدار رہنا تھا

۲۲	تحیر ہے مجھے عاشق بنائی رنگ گردون سے کسے اس نیلگون پردے مین ماتمدار رہنا تھا	۱۸

آفاق نورِ عارضِ جانان سے بھر گیا
اے مہر و ماہ دور تمہارا گذر گیا

ڈوبے بغیر ضبطِ غمِ دل سے مر گیا
آنسو پیے تو پیٹ مین پانی اوتر گیا

پیدا ہوا نظیر یہ دل پر گذر گیا
کھچوا چکے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا

خفت ہوئی فراق کا جب دن گذر گیا
لو آج جیتے جی ترا بیمار مر گیا

کیسا شبِ وصال سے وہ ماہ ڈر گیا
خورشید جب غروب ہوا منہ اوتر گیا

حد سے زیادہ لطف نزاکت گذر گیا
کنگھی اوٹھائی ہاتھ مین شانہ اوتر گیا

مشتاق آج کسکی صدا کے ہین تیرے کان
کل جو کراہتا تھا وہ بیمار مر گیا

اے چرخ پیر تیری عداوت نہ کم ہوئی
وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا

گلشن مین دشت وکوہ سے وحشت ہوی ہوا
دیوانگی نے ساتھ نچھوڑا جدھر گیا

رسوا ے خلق دیکھکے کیسی نگہ پھری
چڑھکر نظر پہ آنکھ سے تیری اوتر گیا

ہمنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی
کیا سخت تھا وہ وقت جوائی ل گذر گیا

دریا ے اشک نے تن خاکی گھلا دیا
دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا

سناٹا ہو گیا تری کوچے مین اے پری
دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا

بیمار ہجر یار کی شب یون گذر گئی
سو بار ہمنشین یہی سمجھا کہ مر گیا

پکا مرے علاج مین جراح کا بھی دل
ناسور سو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا

آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا
تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا

جوبن بڑھا دیا عرق شرم وصل نے
کیسا پسینے مین وہ نہا کر نکھر گیا

۲۴	عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ مین فرمایا مجکو کیا جسے مرنا تھا مر گیا	۲۳

اوس مہر نے دیکھا نہ پھپھولا مری دل کا
چمکا نہ کسی روز ستارا مری دل کا

اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہے جنازا مری دلکا
صندوق مین سینے کی ہے مردا مری دل کا

پھونکیگا دو عالم کو جلانا مری دل کا
اچھا نہین بڑھ جا ے جو شعلا مری دل کا

اتنی تو تعلی نہ کرا ے گنبد گردون
بھرنے دے ذرا تو ابھی چھالا مری دل کا

ہے قطع رقیبوں سے اشارہ مرے ڈر سے
تلوار پہ ابرو کے ہے قبضا مرے دل کا

کشتوں کو بھی سکتا ہے تڑپنے سے ہمارے
حیرانی بسمل ہے تماشا مرے دل کا

جب آئے مری خاک پہ اک زلزلہ پایا
ثابت ہوا مرقد میں تڑپنا مرے دل کا

نالوں کا جو رخ ہے طرف عرش معظم
معلوم نہیں کیا ہے ارادا مرے دل کا

مستی میں اوٹھاتی نہیں کیوں آگ گرے کے
دیتے ہیں کباب آپکو دھوکا مرے دل کا

اب سوزن عیسیٰ نہ کہیں ٹوٹ کے رہ جائے
نکلے گا کسی طرح نہ کانٹا مرے دل کا

دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا
خال رخ قارون ہے سویدا مرے دل کا

آنکھوں سے لہو ٹپکے گرا خاک پہ اک دن
آنسو کی طرح کھل گیا عقدا مرے دل کا

اوٹھ جائے نہیں جلد حجاب تن خاکی
جامہ ہے بدن کا مرے پردا مرے دل کا

اے بت ہوا نالوں سے ترے جلوے کے قابل
ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مرے دل کا

اوٹھ جاتی ہو محفل سے جہاں غیر کو دیکھا
عاقل ہو سمجھتے ہو اشارا مرے دل کا

مجبور کی تقصیر نہیں قابل الزام
میرا ہی مچلکا کہ مچلکا مرے دل کا

اب نشتر مژگاں کی شکایت نہ کرونگا
لو پھوٹ بہا آج پھپھولا مرے دل کا

غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا
درد دل عالم ہے مداوا مرے دل کا

ساقی جو کرے یاد تو مر جاؤں خوشی سے
ہچکی کبھی لیتا نہیں شیشا مرے دل کا

پھینک آؤں جو کوچے میں ترے یہ تو نہوگا
مجھ پر ابھی بھاری نہیں مردا مرے دل کا

مجنوں کے سوا کون ہے اس درد سے واقف
سوتا ہے تہ خاک شناسا مرے دل کا

زاہد تجھے کیا وجہ حرارت نہیں معلوم
ہے اخگر دوزخ میں ہی نقشا مرے دل کا

رونی مین نظر ہی طرف کوچۂ دلدار
قبلے کی طرف بہتا ہی دریا مری دل کا

۲۴

عاشق یہ کبھی سنگ حوادث سی نہ ٹوٹا
پتھر سی بھی مضبوط ہی شیشا مری دل کا

۲۵

بندۂ بت نہوا قائل قرآن نہوا
مجھسے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا

میرا آغوش کبھی مسکن جانان نہوا
قلب مومن نہوا مین رگ شریان نہوا

تیری کوچے مین بنی قبر نہ اس مجرم کی
خلد مین مسکن آلودۂ عصیان نہوا

داغ چمکا نہ کبھی میری سیہ خانی مین
ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا

حال کھل جاتا ابھی طول شب فرقت کا
ای سحر ہاتہ مرا تیرا گریبان نہوا

قبر پر میری پڑہا فاتحہ پڑہنی ہنس کر
ای صنم کھیل ہوا سورۂ قرآن نہوا

بہا گئی وسعت صحرای عدم وحشت مین
مین وہ مجنون ہون کہ منت کش زندان نہوا

دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا
زاہدا آج وہ غارت گر ایمان نہوا

ہاتہ پائی سی جو یوسف ہین وہ نہین نفرت سے
چاک دامن بھی ہوا دست گریبان نہوا

شب تنہائی مین جز مرگ نہ کام آئی رفیق
کوئی پرسان دل زار غریبان نہوا

عیسی لب کی سنا کرتی تھے شہرے کیسے
تالب گور علاج تپ ہجران نہوا

وصل کی شب نکلیا اوس گل غنچہ نی تنہا
ہاتہ میرا شجر سیب زنخدان نہوا

لو لگی رہتی ہی وحشت مین پری رویونکی
ایک شب بھی غم تاریکی زندان نہوا

ضعف نی وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا
میری ہاتھون سی کبھی چاک گریبان نہوا

انقلاب آئی زمانی مین ہزارون لیکن
وصل کا روز مثال شب ہجران نہوا

آگ جنگل مین لگانی کو پھپھولی پھوٹی — انسے سیراب کوئی خار مغیلان نہوا

قید سو بار یہ وحشی ہوا چھوٹا سو بار — ایک دن قفل نصیب در زندان نہوا

جیسا پریون مین ہی ماتم تری دیوانی کا — اسقدر غلغلۂ مرگ سلیمان نہوا

خضر خط کو سکندر نے ہراول نکیا — وجہ یہ ہی جو عیان چشمۂ حیوان نہوا

دیکھتے ہی چمن دہر نہ پھر جھپکی آنکھ — چشم نرگس سا کوئی دیدۂ حیران نہوا

گل یہ مشغول رہی اپنی خود آرائی مین — گوش زد نالۂ مرغان گلستان نہوا

پیاس کیا خون کف پا سی بجھے کانٹونکی — ہمسے سامان کچہ ای دشت مغیلان نہوا

کوئی دامن نہ تری جامہ درون ہی چھوٹا — کوہ و صحرا سی حجاب تن عریان نہوا

کوئی آفت کی بلا آ سے نہین ڈرتا مین — وہ جفاکش ہون کہ خوف شب ہجران نہوا

۲۵	اوّل شب دم آخر ہے تمہارا عاشق انتظار دم صبح شب ہجران نہوا	۲۳

پلکون نے تمہاری دل مضطر کو جلایا — فریاد نے میری صف محشر کو جلایا

اللہ رے سوز تپ فرقت کی ترقی — مجکو مری بستر کو مرے گھر کو جلایا

ای آہ ابھی برق سی کیا دون تجھے تشبیہ — خرمن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا

اس درجہ ہوے گرم سخن آپ کہ جسنے — دم بھر مین نقاب رخ انور کو جلایا

بیتاب کیا اور تری کم سخنی نے — اس سینے نی داغ دل مضطر کو جلایا

آہون نے مری خرمن مہتاب کو پھونکا — چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا

بچپن مین یہ تھی گرمی داغ دل سوزان — اشکون نے مری دامن مادر کو جلایا

گرمی نہ جلانے سی مٹی سنگ و لون کی
چونا ہوا جب آگ نی پتھر کو جلایا

حال تپ فرقت نے بنایا ید بیضا
اس خط نے کف دست پیمبر کو جلایا

فصدون سی حرارت نہ گھٹی میری لہو کی
پٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا

جم قبر مین تڑپا نہ پیا جام جو اوس نی
آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا

بیتابی دل سی ہی مری تیرگی بخت
فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا

پردہ نہ کھلا دوزخیون جنتیون کا
نالون نے مری عرصۂ محشر کو جلایا

داغون نی تپ ہجر کی پھونکا بدن اپنا
انگارون نی کیا سینۂ مجمر کو جلایا

ٹپکا جو دم قتل مری اشک کا پانی
اس آب نی آب دم خنجر کو جلایا

گل کھائی محبت مین تو ایذا انہین ہوتی
طاؤس کی داغون نی نہ اک پر کو جلایا

بس دیکھ لیا تجکو بھی ای داغ غم ہجر
پھونکا نہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا

فریاد شب غم نے کیا چرخ پر اندھیر
اس برق نی کیا خرمن اختر کو جلایا

پیرو انہین دشمن کی جو تو دوست ہی میرا
نمرود یہ خوش تھا کہ پیمبر کو جلایا

یاد قد دلبر مین کیا سرو چراغان
نالون سی اگر سرو و صنوبر کو جلایا

آدم کے زمانے سے ہی بنیاد حسد کی
شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا

قابو مین یہ دشمن کو رہا خوف گڑون سے
گو دل مین رہی آگ نہ پتھر کو جلایا

۲۶	آہ دل سوزان کی ترقی ہی یہ عاشق سو مرتبہ اس چرخ ستمگر کو جلایا	۱۵

کہنے سی رقیبون کی کچہ ارشاد نکرنا
راضی ہون کہ بھولی سی مجھی یاد نکرنا

وحشی ہون مگر ضبط کا پابند رہا ہون
ای طوق و سلاسل کہین فریاد نکرنا

ای پیر فلک دولت و حشمت نہین مقبول
دنیا ہی عجوزہ مجھے داماد نکرنا

ہین قافلہ سی چھوٹ کے رہجاؤن جو ای دل
مانند جرس نالہ و فریاد نکرنا

سر عشق کا کھلتا ہی دل درد طلب سی
اس علم مین پابندی ہر استاد نکرنا

خلوت مین بھلانا نہ مری یاد کو دل سی
بھولے سی بھی غیرون مین مجھی یاد نکرنا

چھوڑا ہی عوض مال کی اشعار کو اپنی
ای چرخ یہ دولت مری برباد نکرنا

لیتا بھی نہین نام مرا وہ بت کمسن
کسنی یہ پڑھایا ہی سبق یاد نکرنا

بیکار سمجھ خواب کی باتون کی خیالات
پیری مین جوانی کو کبھی یاد نکرنا

شیرین سی نہ اتنا بھی کہا آکی کسی نی
ہنسوائیگا یہ ماتم فرہاد نکرنا

سرمہ جو ہو مد نظر دیدۂ حق بین
ای چرخ مری خاک کو برباد نکرنا

ہر وقت عبادت کی ہوا باندہ نہ ای شیخ
نیکی کو خدا کے لیے برباد نکرنا

شیرین تجھی منظور ہی مہندی جو لگانا
پابندی خون سر فرہاد نکرنا

دیوان دلا اشک کی طوفان مین نہ ڈوبے
شعرون کو مرے نوح کی اولاد نکرنا

۱۴	محروم کہین وصل کی دولت سی نہ رہ جای عاشق کا لقب عاشق ناشاد نکرنا	۲۷

ای فلک صبح شب وصل کا ہنگام آیا
دم نکل جائیگا رخصت کا اگر نام آیا

توڑ کر دل کو دکھاتی ہین وہ چشم مخمور
شیشہ جب ٹوٹ گیا بزم مین تب جام آیا

منہ لگاتا یہ رقیبون کا نہین اچھی بات
دیکھہ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا

بزم عشرت کا ہی ساماں چمن مین موجود
غنچہ و گل سی کھلا شیشہ گیا جام آیا

یار کو حال سنایا ہی تو کس دھوکی سے
ساری نامی کو وہ جب پڑھ گئی تا نام آیا

شب تنہائی مین دو نون نی خبر لی ساتھی
سوت ادھر آئی ادھر وصل کا پیغام آیا

گور یاد آئی جو کعبے مین نہ دیکھا کوئی بت
مین کفن سمجھا اگر جامۂ احرام آیا

خط کو پھاڑا جو مشابہ مری خط سی دیکھا
کھینچی قاصد کی زبان میرا اگر نام آیا

جان و دل کٹ رہی راہ طلب قاتل مین
نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا

دیکھون مینا ہی فلک مین بھی کہان تک شراب
کھول کر منہ کو یہ کہتا ہون کہ بھر جام آیا

گو سنا فاتحہ کو بدلے او سی تھا منظور
گور پر آیا اگر صورت بہرام آیا

کہین دل آپکی زلفون مین نہ اوچھا پایا
رات کو کوئی مسافر نہ سر شام آیا

مصحف رخ مین مد ابرو ہی تو نقطی ہین خال
لوح بانتھا ہی تو گیسوی سیہ فام آیا

۲۸

جبر سہنا ہی بڑی بات اگر سچ پوچھو
جان عاشق نے جو دی دی تو کیا کام آیا

۲۰

ہوی ہین خاک کی پیوند مہربان کیا کیا
ستم سی سپہر فلک کی مٹی جوان کیا کیا

عدم مین دہر مین کعبی مین دیر مین گھر مین
پھری تلاش مین تیری کہان کہان کیا کیا

بہت فراق مین حسرت سی ہم نے تجھہ چاہی ہین
مزی اوٹھائیگی حیات مین یہ زبان کیا کیا

رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور
لٹے ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا

نگاہ یار کی حسرت مین رات کاٹی ہے
گلے پر آج تو خنجر ہوی روان کیا کیا

سوا فلک کی شکایت کرین تو کس سے کرین
ہوی رقیب ہمارے ہی مہربان کیا کیا

نصیب سگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ
ہزارون خاک ہین لیتی ہین استخوان کیا کیا

شراب خانی سی نکلی اذان کہتی ہوے
چڑہا جو نشہ بہانی لگی زبان کیا کیا

کرو نہ خواہش برباد سی دل عالم
مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

گئی جو سوی چمن اوس پری کی نکہت زلف
ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا

چڑہا جو اوڑ کے فلک پہ غبار توسن یار
بڑہا زمین کی صدقی مین آسمان کیا کیا

طلب سی بھی نہ ملا شہد خوان دنیا سی
ہوی ذلیل پئ لذت زبان کیا کیا

فنا کی بعد بھی صحبت رہی تو حورون سے
دیے حسین خدا نی یہان وہان کیا کیا

کہا جو مین نی ہر اک جا برا کہا تمنے
تو ہنس کے بولی بتا دو کہان کہان کیا کیا

بتون کی ناخنون سی ماہ نو ہوی شرمندہ
بنائین ہین ید قدرت نے ہڈیان کیا کیا

تری فقیر نی وحشت مین کی مذمت مال
اوڑائین دامن دولت کی دھجیان کیا کیا

ہزارون کھاتی ہین گل فصل گل جب آتی ہی
شگوفی پھولتی ہین زیر آسمان کیا کیا

نہ آئی گنج شہیدان مین وہ ہمکو بھی
گلے کرینگے مری جان نیم جان کیا کیا

کبھی نہ دیکھا ادھر تیوریان چڑہائین بہت
خدنگ کوئی نہ چھوٹا کبھی کمان کیا کیا

۲۹	ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق ہمارے پاؤن پڑین آکے بیڑیان کیا کیا	۱۹

سب کو مرنے کا ہمارے غم ہوا
دور عالم حلقۂ ماتم ہوا

کل جہان پہونچا نہین دست خیال
آج گردن مین وہ بازو خم ہوا

قطرۂ اشک ندامت جب گرا
دامن صحراے محشر نم ہوا

الفتِ گیسو نے میری جان لی	اژدہے سے ربطِ آخر سم ہوا
کیا کرامت ہے لبِ جان بخش مین	آئی جسمین روح عیسیٰ دم ہوا
صبحِ وصلِ یار تھی عیسی نفس	دامنِ شب دامنِ مریم ہوا
قصرِ تن وحشت مین شکون ہی گرا	سوج کر گو پاؤن ہر اک تھم ہوا
سر جو رکھکر سو گیا وہ مست ناز	کاسۂ زانو سے جامِ جم ہوا
نکہتِ گل ہے سبک روحون کی مے	جاے مینا قطرۂ شبنم ہوا
حسنِ جانان کی ترقی دیکھکر	شکلِ مہ خورشید تابان کم ہوا
میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور	بے حجابی دوسرا عالم ہوا
اب پریشان آپ بھی رہنے لگے	ربط وہ کنگھی کا سر سے کم ہوا
عظمتِ پیرِ مغان مین شک نہین	جام جسکو بھر دیا وہ جم ہوا
خشک ہوکر شاخ آہو بن گئے	کیا جنونِ زلف خم در خم ہوا
کون پھر دیکھیگا سینے کا ابھار	آئینہ جب صاف نامحرم ہوا
پوچھکر باہر سے مجکو پھر گئے	کچھ اگر آنکھون مین باقی دم ہوا
اشک جو ٹپکا توے پر بوند تھی	سینۂ سوزان نہ ہرگز نم ہوا
پاک بینون کی اگر کھینچی شبیہ	نقشِ مژگان پنجۂ مریم ہوا

۳۰	زلف تک عاشق ہوا پہونچی نہین پھر مزاجِ یار کیون برہم ہوا	۱۳

آپ کے ہنسنے کا باعث دلِ نالان سمجھا	خندۂ گل کا سبب مرغِ غزلخوان سمجھا

چاک کرنیکو مرا پنجۂ وحشت دوڑا / ماہ نو جب نظر آیا یہ گریبان سمجھا

یہ دم قتل نظر آئی اتھلی مجکو / مورچے کو ترے خنجر کی سلیمان سمجھا

زندہ درگور ہوا جب گئی وحشت میری / داغ سینے کے مٹے مرگ عزیزان سمجھا

ہستہ صفیرون کی صدا آئے ہے مری کان سے بھر / طوطی آئینہ کو مرغ غزلخوان سمجھا

ششت عبائی سے مری تیغ ہوا اوسکی آری / سیر اقاتل دہن زخم ہین دندان سمجھا

عشق گیسو مین کبھی سلسلہ جنبان ہوا / کاکل یار کو مین خواب پریشان سمجھا

کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھون کو کنشت / اصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا

بیت ابرو سے ہوا بیت ہلالی کا گمان / سر کی افشان کو مین سر دیوان سمجھا

سفر ملک فنا مین جو زبان ہوگئی بند / عدم آباد کو مین شہر خموشان سمجھا

دامن گرد سے لپٹا دم جولان مین بھی / توسن یار کو جب عمر گریزان سمجھا

جان کر رات دوالی کی وہ جاگا شب وصل / گنبد چرخ کو تارون سے چراغان سمجھا

۳۱	روح کی طرح یہ عاشق ہو تجھے رنج عزیز پہونچی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا	۱۵

خدا بت کو کردے جو بندہ ہمارا / نچھے بتکدے مین مصلا ہمارا

مٹے داغ چمکا نہ سودا ہمارا / اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا

گلا زیر تیغ صنم رات دن ہے / سروہی کا مالا ہے مالا ہمارا

مراد آئی ہم وہ جو کشتی مین بیٹھے / بنا خضر کی ناؤ بیڑا ہمارا

گئی جان بیمار کو تھے کے نیچے / فلک سے نہ اوترا مسیحا ہمارا

لگا تیر عشق آپکا ہنستے ہنستے
چھدا دل لگی ہین کلیجا ہمارا

کہا ماہ کامل تو کہتے ہین ہنسکے
تصدق ہو پہنچا و ہالا ہمارا

تن زار گلگون جانان جو رونا ہی
سما جاوے پتلی مین پتلا ہمارا

بہار سخن سے بڑھا رنگ محفل
کھلا نکتہ سنجون سنے غنچہ ہمارا

کبوتر کی جا طائر جان اوتارو
لکھو تل مین رکھوا کے چھلا ہمارا

سیہ خانہ روشن ہوا نور رخ سے
چو تم آسئے چمکا نصیبا ہمارا

اوترتی ہین صحرای وحشت مین پریان
بنا نقش نقش کف پا ہمارا

کیا تیغ ابرو سے نہ ہر بار دو دو
ہوا چو گنا دل کلیجا ہمارا

پیا خون دل اسقدر یاد لب مین
لہو مین کے نکلا پسینا ہمارا

۴۴	ڈبو دیتے رو رو کے عاشق زمین کر نہوتا جو مٹی کا پتلا ہمارا	۱۹

دل لہو ہوکر بہا وہ سبا کفن مین رنگیا
خون سی بڑھ جانہ یہ ساتہ وطن مین رنگیا

تفرقہ تا حشر اپنی جان و تن مین رنگیا
روح آوارہ ہوئی مرد کفن مین رنگیا

کٹ گئے دامون سہی نہ یوسف کا مر سودا بنا
اسقدر داغ فراق کا سکہ چلن مین رنگیا

حسن کیا نہ سیر ہلال لب سے ای رشک قمر
ماہ نخشب کرگیا اس جا دہن مین رنگیا

آمد فصل بہاری سی بڑھا جوش جنون
پڑگئے اک ناسور ہو داغ کہن مین رنگیا

نقش ثانی نقش اول سی نہ بہتر کھینچ سکا
نقطۂ شک اوسکی تمہید سخن مین رنگیا

فصل گل آتی ہی جیسی ہاتہ رسی سی بندھو
یہ سبب ہی بو گریبان پیرہن مین رنگیا

ای فلک کیا رحم کھایا بیکسون پر تا بصبح
چادر مہتاب سی مردہ کفن مین رہگیا

فصل گل مین دیکھہ لیگا جام کا پھر دور
اس برس جو گردش چرخ کہن مین رہگیا

دیکھکر میرا لہو قاتل کو سکتا ہوگیا
خنجر آئینہ سا دست تیغ زن مین رہگیا

جامۂ عریان تنی ہی وصل ہونے سی عزیز
بوی یوسف کا اثر اس پیرہن مین رہگیا

بول اوٹھی بت مری فریاد کی تاثیر سی
ہیکلے بت ناقوس دست برہمن مین رہگیا

نغمۂ داؤد و شور ارغنون بانگ رباب
اوس حسین کے جلوۂ صوت حسن مین رہگیا

نازنین کانون کا پردہ بالش گل سی کھلا
نقش برگ یاسمین نازک بدن مین رہگیا

خون کی دھبی پڑین کیونکر نہ خط شوق مین
دل ہمارا ایسکے نامی کی شکن مین رہگیا

حال اپنا ہی بحر دنیا مین حریصو دیکھہ لو
رزق تو پایا مگر کانٹا دہن مین رہگیا

جوش مستی سی ہوی سب کے چراغ عقل گل
شعلۂ آواز قلقل انجمن مین رہگیا

سلطنت ہی مثل یوسف ہو اگر غربت نصیب
مصر سی جا کر زلیخا کے وطن مین رہگیا

۲۳

دیکھکر عاشق کی حیرت اونکو سکتا ہوگیا
حرف رخصت آکی سینے سی دہن مین رہگیا

۲۴

پاک دامن ایسا وہ عیسی عالم ہوگیا
پیڑ کے سایہ خاک پر تصویر مریم ہوگیا

حسن کی دولت لٹا کر بھی وہ یوسف ہی عزیز
بادشاہ مصر ابراہیم ادھم ہوگیا

خود فراموشی سی ہمکو شادی و غم ایک ہے
ماہ ذی الحجہ گیا ماہ محرم ہوگیا

خاکساری اوج پر پہونچی تو پستی ہوگئی
بار منت سی سر گاو زمین خم ہوگیا

فرط طاعت سے یہ تاثیر تلفظ ہوگئی
حرف جو نکلا دہن سی اسم اعظم ہوگیا

رہگئی حسرت کبھی عریان نہ دیکھا غسل مین
چھانتیو نپر سایہ اون لفونکا محرم ہوگیا

ہے پرستش تیغ نگاہ آبدار یار کی
پاس آکر زخم کے تیزاب مرہم ہوگیا

تیری نالے سنکے اک عالم کو حیرانی پڑی
خضر سمجھا صور اسرافیل کا دم ہوگیا

آبداری ہے یہ دندان مسی مالیدہ کی
مثل انگشتانہ رنگ انگلی کا نیلم ہوگیا

لعل لب کی یاد مین رو رو کے مین نے جان دی
خون آنکھون سے بہا اتنا کہ بیدم ہوگیا

نشۂ مے سے تمہارا خوی خجلت اوڑ گیا
آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہوگیا

لعل لب پر آپکے رہتا ہے کیون نام رقیب
کیا دہان تنگ کا حلقہ بھی خاتم ہوگیا

تیغ سے چرخ کہن کی پس گئی لاکھون جوان
ظلم کی کثرت جو کی یہ زال رستم ہوگیا

پٹ گئی کشت امید عاصیان پر اوس سی
یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہوگیا

بوسۂ محراب ابرو سے شفا ہمکو ہوئی
کعبۂ رخ کا پسینا آب زمزم ہوگیا

ای سلیمان آج سودے مین پری تسخیر کی
جب تصور آپکا باندھا مجسم ہوگیا

ناف ہے یا گوہر یکتا ہے یا در نجف
بڑھ گیا ذرہ بہت یا کچھ قمر کم ہوگیا

جو تعلی ہو یہان بے صرف کی ممکن نہین
سن بڑھا جب ایک روز زندگی کم ہوگیا

ہے کف مار سیاہ زلف کنگھی عاج کی
موی پیچان کھولنا مشاطہ کو سم ہوگیا

مثل شمع بزم جلکر صبح تک ٹھنڈی ہوے
فرقت دلبر مین کافور سحر دم ہوگیا

قاف مین بھی اوس پری کی ہجر مین جلتے رہے
جو ذرا اٹھا کوہ کا باب جہنم ہوگیا

آئی ہے برسات جب سے میکشی ہے عین تقوی
ابر رحمت مانع خوف جہنم ہوگیا

زرد سے رخ آئینے مین دیکھکر رونے لگے
جتنی کشت زعفران پھولی ہمین غم ہوگیا

١٨	اوسکو عاشق یون اولجھنے کی کبھی عادت نتھی زلف کا بوسہ لیا ہمنے تو برہم ہو گیا	٣٤

رخصت کا نام سنکے مرا جی دہل گیا
کیسا یہ حرف آپکے منہ سے نکل گیا

صیاد و باغبان کا چمن سے عمل گیا
کانٹا سا عندلیب کے دل سے نکل گیا

حب وطن مین سوی عدم کیجیے سفر
دو دن سرای دہر مین بھی جی بہل گیا

وحشت مین سلسلے کا نہ پابند مین ہوا
نالے کی طرح قید سے باہر نکل گیا

اوسنے کیا اشارۂ ابرو جو غیر سے
دل پر ہمارے خنجر بیداد چل گیا

اک آہ سرد سے ہوی ستا زہ داغ تن
جھونکا نسیم کا چمنستان مین چل گیا

کھویا دل ایک یوسف ثانی کی عشق مین
صد شکر میری پاس سے گرگ بغل گیا

فصل بہار مین ہوی بیمار تندرست
ناصح نہ پر دماغ کا تیرے خلل گیا

پہچانی دوستون نے نہ مجھ ناتوان کی شکل
چہرہ مریض عشق کا تیرے بدل گیا

بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب
آخر مسیح بھی کف افسوس مل گیا

ہاتھ آیا لالہ رویون کی سودے مین یہ ثمر
داغون سے میرا نخل تن زار پھل گیا

کف لایا کیا ہی رندون سے پیکے محتسب
کم ظرف تھوڑی جوش مین آکر ابل گیا

کتنا ہی اے پری ترا دیوانہ ہوشیار
قید خودی سے موسم گل مین نکل گیا

دین تلخ ہو کی بوسی کی سائل کو گالیان
شیرین لب آپکی غصے مین کیا زہر اوگل گیا

پاس ادب سے کعبۂ مقصود جان کر
کوئے صنم مین سجدہ کنان سر کے بل گیا

وحشت مٹی ہے خنجر ابرو کے وار سے
دل مین ہوا جو درد تو کچھ جی بہل گیا

دانتون مین زلف کو جو دباتی ہو بار بار
۳۵ | مرغان باغ بہول گئی اپنی چہچہے

مہر تابان آتش غمکا شرارا ہو گیا
دل ہی روشن جو حضرت کا نظارا ہو گیا
موسے دل کو تجلی کا نظارا ہو گیا
معجزہ عیسے کا لب سی آشکارا ہو گیا
شب جو میری قبر پر وہ ماہ پارا ہو گیا
یار کی خاطر سی کی اغیار سی بہی آشتی
آئی فصل گل گریبان چاک کر دست جنون
وحشیون کا ہجر مین سینہ کلیجہ پہٹ گیا
سخت جانی سی مری دانتون پسینا آگیا
منزل دنیا مین اوٹھہ سکتی نہ تہی دی آہ کی
چشم نابینا مین نور آیا تمہارے فیض سے
ای زمین مہر فلک کا مٹ گیا سارا فروغ
دل ہوا آماج گہ تیر نگاہ ناز کا
موشگافی کی جو مضمون دہان تنگ مین
دفتر ایجاد مین اب تیری جانباز و نکام
سجدہ کی بہی خاک چہانی شکل مجنون مین تو ان

کاٹی کا خاک سانپ کا جب سر کچل گیا
عاشق جو مین چمن مین ہتا غزل گیا | ۱۷

دود دل سی گنبد گردون غبارا ہو گیا
نور بزم بادشہ آنکھون کا تارا ہو گیا
طور سینا کا عوض سینہ ہمارا ہو گیا
کر دیا گویا جو گوی نگے سے اشارا ہو گیا
سنگ تربت کا مری سنگ ستارا ہو گیا
ناگوارا بہی محبت مین گوارا ہو گیا
جامہ اپنی صبر کا اب پارہ پارا ہو گیا
جامۂ تن دامن دل پارہ پارا ہو گیا
دست قاتل مین جو خنجر تہا وہ آرا ہو گیا
وہ عصا پایا کہ چلنے کا سہارا ہو گیا
جہانکنے سے دیدۂ روزن ستارا ہو گیا
نام کوٹھی کا شہنشہ کی جو تارا ہو گیا
بزم مین جب غیر سے تیرا اشارا ہو گیا
یار کے موسے کمر سے استعارا ہو گیا
طبق ارض و سما کا گوشوارا ہو گیا
کچہ دنون لیلی و شون کا بہی نظارا ہو گیا

۱۷	اوس مسیحا کی لب شیرین کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت ہمین عاشق گوارا ہوگیا	۴۳

تحلیل اسقدر ترا بیمار ہوگیا
بستر کا ایک تار تن زار ہوگیا

ہجر دہان تنگ مین یہ زار ہوگیا
دور فلک مین نقطۂ پرکار ہوگیا

سیل سرشک کرنی گرانی مین کیا کمی
نالہ ستون قصر تن زار ہوگیا

گرمی مین آفتاب ستی تنبیا گیا جو زنگ
وہ خط سبز روکش زنگار ہوگیا

آتا ہے لیکے آئینۂ مہر صبح کو
ترک فلک بھی محو رخ یار ہوگیا

دل اوس صنم ستی پھیر لیا دیکی نقد جان
یوسف کا اپنے آپ خریدار ہوگیا

بھر آئے غار دشت مین پائو فگار کے
سبزہ بجاے مرہم زنگار ہوگیا

تنگ آ کی قصر تن مین جو تڑپا دل حزین
ہر چاک سینہ رخنۂ دیوار ہوگیا

آئینہ خانہ بنگیا حیرت زدون کا گھر
جوہر کا حلقہ روزن دیوار ہوگیا

دنیا کے دوستون مین نہین ستی فاکی بو
دل اپنا اک زمانے سے بیزار ہوگیا

حور و پری ستی کب ہی دماغ اختلاط کا
خو کردۂ مصاحبت یار ہوگیا

بھواون کا مین نہ اوس گل حجبی کو عطا
تو کیلیے گلے کا مرے ہار ہوگیا

کوسے صنم ستی اوٹھہ نہ سکا گر ضعف سے
چھاتی کا سنگ سایۂ دیوار ہوگیا

لکھتا تھا وصف زلف جو آیا خیال رخ
خط شکست سے خط گلزار ہوگیا

چھل چھل کی سنپڈلیون سے لہو اسقدر بہا
بیڑی کا حلقہ دیدۂ خونبار ہوگیا

جسدن ستی جبر عشق کیا دل پر اختیار
آسان سب زمانے کا دشوار ہوگیا

۱۹	ارزان یہ کردیا مری یوسف نی نرخ حسن عاشق جو بوالہوس بھی خریدار ہو گیا	۳۷

صفحہ افشان سی مطلا ہی کتابی رو کا — مد بسم اللہ قرآن ہوا ابرو کا

تیرہ تر دن شب یلدا سی بھی ہی فرقت مین — ہی گمان مشعل خورشید پر اب جگنو کا

سیکڑون پھاندہین کسطرح بچی آہوی دل — حلقہ حلقہ جو قدم تک ہی تری گیسو کا

تیغ اک میان مین رہتی ہی کلاہ کج سے — نیمچہ کھینچے کبھی دوسرے بھی ابرو کا

تن جو عریان ہی تو کردامن صحرا ٹکڑے — رحمت ای دست جنون زور دکھا بازو کا

آنکھ کے تل کو ہوی دیکھ کے لاکھون وحشی — فاش یہ چشم فسون ساز کی ہی جادو کا

غم کا بادل جو سیہ خانۂ دل پر چھایا — صاف اشکون نی مری جلوہ دیا جگنو کا

نظر آتی ہین وہم فکر دہان کے مضمون — دل سکندر ہی تو آئینہ بھی ہی زانو کا

چشم وحشی کو جو آئینے مین دیکھا اپنی — سامنا ہو گیا اک آہو سے اک آہو کا

الجھے گیسوی پر پیچ سے پیچ جا کے جو دل — زہر اوس ابروی خمدار مین ہے بچھو کا

وصل کی شب ہی ملو کپڑون مین تم عطر عروس — رخ جو مصحف ہی تو آئینہ بھی ہی زانو کا

بینی یار سے سب بھول گئی خود بینی — ناک مین آگیا دم آج گل شبو کا

نامۂ شوق نی دکھلائی یہ تالیف قلوب — خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا

حسرت زخم دگر مین نہ تڑپتا بسمل — بند منہ ہو گیا کیا نیمچۂ ابرو کا

قید سی قبل دل زار بہت تھا آسان — تیر مژگان سی بچا زلف مین پھنس کر چوکا

اوسکے دانتون کی تصور مین یہ آنکھین اشکبار — دانۂ الماس کا ہی قطرہ مرے آنسو کا

شرم سے روئی جو نہیں رالگ وہ سرگوشت وصل	درِ شہوار سے پر کاسہ ہوا زانو کا
نامہ کرتا ہون جو اوس بے دردان کو تحریر	ہر صریرِ قلم اک غلغلہ ہے کوکو کا

۳۸	چاند سے داغ چمکتے ہین دل عاشق ہین کبک کی طرح ہے وارفتہ کسی مہرو کا	۹

رخ مین عالم ہی چراغِ طور کی تنویر کا	آفتابِ حشر گردہ ہو تری تصویر کا
ساکنانِ عرش تھراتی ہین میری آہ سے	ہو چکا ہے نسرِ طائر تک شکار اس تیر کا
ایک دوری مین ہزارون کو ملایا خاک مین	کیا بگاڑا تھا جوان مردون نے چرخ پیر کا
ہے خدا سے یہ دعا شوقِ شہادت مین صنم	میرا زنار گلو ڈورا ہوا اوس شمشیر کا
ای کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سینے کی پار	طائرِ دل ہو گیا طعمہ عقابِ تیر کا
سینے غود الزام اوٹھایا جب گلہ تم سے کیا	مین تو ای معجز بیان قائل ہون اس تقریر کا
جائیگی جان آج کل مین جو یہی ہین بیوار ہم	اور ہون مہمان دو دن خانۂ زنجیر کا
اس سے آنکھون مین مری ظلمت گناہون کی نہین	تیری رحمت سے ہے رتبہ مضمحل تقصیر کا

۳۹	بسکہ میرے دل مین ہے جوشِ مضامین انی نون اس مین مین اور عاشق قصد ہے تحریر کا	۱۶

جو مصور کھینچ لے نقشا مری تقدیر کا	جوشِ خجلت رنگ اوڑا دی بلبلِ تصویر کا
اوس پردے سے ہوئی دونی تجلی حسن کی	تو نقابِ روئے بت شیشہ بنی تصویر کا
ہو لطافت سے مرکب تیرے نامے کی لپیٹ	حال ای کاتبِ صفا کھلتا نہین تحریر کا
ناتوانی دشت مین اوٹھنے نہین دیتی ہے پاون	گھانس جو لپٹی تو عالم ہو گیا زنجیر کا

جو مسافر تیری کوچے مین گیا مارا پڑا
راہ زن ہونے لگا نقش قدم رہگیر کا

باعث سودا کسی کی کاکل پیچان نہین
تھا ہمین آباد کرنا خانۂ زنجیر کا

قتل کرنے سے مری قاتل لہو روتی ہے تیغ
چشم خون افشان بنا جوہر تری شمشیر کا

دیکھکر صورت شب ہجر انکی رنگ ایسا اوڑا
مٹ گیا جو کچھ کہ لکھا تھا مری تقدیر کا

تیغ ابرو کے لیے سو ہو گئے جوہر کی جا
بال سے رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین تپ ہجران سے ہے
ہو گیا عالم مری پلکون مین آتش گیر کا

ظالمون کی جھجک کے ملنے مین سراسر ہے دغا
کاٹ ہے اوتنا سوا جتنا ہے خم شمشیر کا

اس تن خاکی سے رونق کھوئی جوش اشک نے
رنگ اوڑ جاتا ہے باران سے گلی تصویر کا

باغ مین مجھہ ناتوان وحشی کا کیونکر دل لگے
سوچ بوئے گل سے ہوتا ہے گمان زنجیر کا

اب کہان جو صحبتین رنگین اداؤن سے رہین
قسمت برگشتہ نے اولٹا ورق تصویر کا

اسلیے قرب کمان سے بھاگتا ہے دور تیر
ربط کب ہوتا ہے عالم مین جوان و پیر کا

۱۰	ناتوان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا بیڑیون کی جا ہوا عاشق نشان زنجیر کا	۴۰

خط دیکے مجھ مریض کی گھر کا پتا دیا
قاصد کو اوس صنم نے مسیحا بنا دیا

سرخی نے لعل یار کی لاکھا جما دیا
عکس مژہ نے آنکھون مین سرمہ لگا دیا

جھولی مین سات غیر کی تمنے چڑھائی پینگ
نالون نے میرے عرش معلّا ہلا دیا

ہم زندہ زیر خاک ہین بستر کی گرد سے
سوے کمر کی یاد نے ایسا گھلا دیا

اشکون مین آتا ہے دل افسردہ لخت لخت
اس سیل نے اوکھیڑ کے مردہ بہا دیا

بجلی گرائی خرمن انجم پر آپ نے — شب کو جو پردۂ رخ تابان ہٹا دیا

رونے سے نکلا اس دل افسردہ کا غبار — سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا

ہیرا کھلایا فرقت دندان یار نے — اس زہر نے کلیجے کو ٹکڑے اوڑا دیا

خود رفتگی سے ہمکو ملا اتحاد یار — دیوانگی نے پردۂ غفلت اوٹھا دیا

۱۴ — باران سے کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا — ۱۵

اشکون نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا

اوسکا بچپن کم ہوا تو اپنا سودا بڑھ گیا — طوق ادھر پہنا اودھر منت کا گنڈا بڑھ گیا

گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنون کا بڑھ گیا — پاؤن سے جا جسقدر زنجیر کا حلقا بڑھ گیا

عاج کی شانے سے نکلے دانت مار زلف کے — آرسی دیکھی غرور حسن دونا بڑھ گیا

دشت گردی ہم ترقی پر ہوا طوفان اشک کا — پھوڑے چھالے پاؤن کے سو تو نشہ دریا بڑھ گیا

ایسا لٹکا کان کا پتا کہ اوبچھا پاؤن مین — آتش خسار سے سونے کا بالا بڑھ گیا

دل نہ ٹوٹا بیوفائی پر وہ ہین ثابت قدم — تمنے جتنی کی کشش الفت کا رشتا بڑھ گیا

وصل کی شب میہمان تھی ہم سرائے دہر مین — صبح ہوتی ہی چراغ زیست اپنا بڑھ گیا

کاٹی عسرت مین فراغت ہوتی ہی پہونچی اجل — نعمتین جب آئین دسترخوان اپنا بڑھ گیا

ہون وہ مجنون ناتوانی سے قدم اوٹھتا نتھا — دشت گردی کی جو کثرت کی قدم اپنا بڑھ گیا

عید کو ابکی نہ دیکھا اوسکے ابرو کا ہلال — سال بھر سے بھی زیادہ یہ مہینا بڑھ گیا

ایڑیون تک پہونچی کنگھی سے تری چوٹی کی بال — جنتری مین جس طرح جو تار کھینچا بڑھ گیا

ہم نشین کی آنکھ پر غفلت کی پردے پڑ گئے — مرگئے ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑھ گیا

وحشت گردی سے خلش خاروں کی وحشت میں گئی
بن گیا پاپوش پا اتنا پھپھولا پڑ گیا

آنکھ سے قطرہ نہ ٹپکا موج زن ہے بحر اشک
کچھ گھٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا پڑ گیا

۴۲	رہ گئے محفل میں کتنے رہ گئے در پر بہت پہونچا اوس تک جسکا اے عاشق نصیبا پڑ گیا	۷

بخت وارثوں کا اثر جراح تھوڑا پڑ گیا
فصد سے سودا بڑھا مرہم سے پھوڑا پڑ گیا

شعلۂ آواز نے دکھلایا گانے میں اثر
بن گیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا پڑ گیا

زہر اب کھا کر مرینگے قتل لاکھوں ہو چکے
سبز جوڑا اوسنے پہنا سرخ جوڑا پڑ گیا

نیش عقرب نیش پشے کا شب ہجران بنا
صبح تک پھوڑے سے سو حصے دو دوڑا پڑ گیا

فصل گل کی جاتی جاتے عمر آخر ہو گئی
توسن باد بہاری سے یہ گھوڑا پڑ گیا

سیری یوسف سے گران قیمت کوئی یوسف نہیں
دیکے نقد جان خریدا اوسکو تھوڑا پڑ گیا

۴۳	عشق سے عاشق اجاڑے جب لیا ملک جنون داغ پڑنا سو رعامل پر کڑوڑا پڑ گیا	۲۳

کیا بخت پیرہن ہے اوس یار گلبدن کا
حسرت ہے میرے دل کو تکمہ ہو پیرہن کا

باد بہار رخ ہے ہر دم نفس دہن کا
دیتی ہوا اس چمن کو پانی چہ ذقن کا

زیور کی دھن نہ مائل آرایش بدن کا
بل خوب صورتی کا غرہ ہے بانکپن کا

برق نگہ ٹھہرتے دیکھی نہ ایک جا پر
شوخی میں چتونوں کی انداز ہے ہرن کا

جینے سے تنگ تھا یہ منزل کہ جہاں میں
آئی جو سوت سمجھا قاصد ملا وطن کا

ہوتا ہے دل پریشان تو ہیں اغ تنگے
افسوس ہے اوجسڑنا پھولی ہوئی چمن کا

فریاد نے اوڑا دی باغ جہان کی رونق
پتا ہوا ہے دم مین ہر پہول اس چمن کا

صندوق شہر بین ہے سوزِ جگر سے مرقد
ہے شمع کا فتیلہ جو تار ہے کفن کا

سر جھک گیا قدم پر اللہ ری ناتوانی
اوٹھتی نہین ہے گردن ہے بوجہ لاکھ من کا

مہکا ہے باغ عالم گلگشت گلرخان سے
دیتا ہے پھول کی بو پتا بھی اس چمن کا

عریان تنی ازل سے ہے سرنوشت انسان
دو روز جسم خاکی مہمان ہے پیرہن کا

برسون رہا ہون گریان ہے فصد خون تنک
آنکھون سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا

اب باغ زخم تن سے اوڑتا ہے طائر جان
نالہ ہے دمبدم کا کھٹکا مرے چمن کا

کیا جانے کس طرح کے صدمے اوٹھا رہا ہون
رہ رہ کے ٹوٹتا ہے کیون بند بند تن کا

شلِ درخت سوکھے اعضا مرے خزان مین
صدمہ ہوا یہ دل کو بربادیِ چمن کا

یہ چرخ نے دبایا مانگا جو رزق مین نے
آٹا ہوا ہے پس کر ہر استخوان بدن کا

اسے آسمان کہان تک اپنے دشت غربت
خوگر ہے جسم اپنا آسایشِ وطن کا

جنگل مین بعد مجنون جھنڈے گڑے ہمارے
ہر خار پر پھریرا اٹکا ہے پیرہن کا

مصحف رہا حمائل ہر وقت زندگی مین
ہے قبر مین بھروسا لکھے ہوئے کفن کا

دین بت کی لاکہ قسمین مانی نہ ایک اوسنے
اللہ ری تکبر اوس طفل برہمن کا

کی ترک لاکہ الفت جاتی نہین ہے عادت
برسون کی لاغری بھی گینڈا ہوا بدن کا

دیکھین جو میرے منہ پر وہ آنسوون کا سہرا
پتلی پہ جھک کے پلکین گھونگھٹ بنین دلہن کا

۱۵	عاشق حواس سب ہین وقت نفس شماری فریاد کو پہونچنا ہے کام پنجتن کا	۴۴

قد سرو ہے چمن کا منہ پھول یاسمن کا
تل مشک ہی ختن کا لب لعل ہی یمن کا

تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ کے گیسو
دیتا ہی مشک کی بو جو نگ ہے نورتن کا

وہ جان جان جدا ہے دل مردہ سا پڑا ہی
تابوت بن گیا ہی سب استخوان تن کا

شمشیر تیز ابرو ترچھی نظر ہے جادو
کالی بلا ہی گیسو اوس ترک تیغ زن کا

ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو
ابرو ہی شاخ آہو وہ پھاند ہی ہرن کا

برسون کا کیون ہی ساماں ہے جان تن مین مہمان
کتنا غنی ہو انسان محتاج ہی کفن کا

مر جائینگے سفر مین ہو نخچین کی خاک گھر مین
ضعف آگیا نظر مین بھولے پتا وطن کا

پتلی کا ہی تماشا بگڑے گا دم مین نقشہ
کیا روح کا سہارا کیا آسرا بدن کا

دل جسم سے جدا ہے اوس لف مین بسا ہے
سنسان یہ سرا ہی غم ہے بنای تن کا

ہے جسم سست بنیان دل ہی بہت پریشان
دو دن ہی روح مہمان پھر کوچ ہی وطن کا

قاتل فقط وہ کیا ہی سر عضو اک بلا ہی
بھونچال ہی سوا ہی بدنام ہے چلن کا

مرد جوان ہی جاہل دولت پہ ہی جو مائل
ایمان ہی مہر غافل دنیا ہی پیرزن کا

حافظ اگر خدا ہے بندہ کو خوف کیا ہی
خالق وہ روح کا ہی صانع ہی وہ بدن کا

بندش بھی بی خلل ہی مضمون بھی بدل ہے
شہروں مین آج کل ہی شہرہ مری سخن کا

۲۹	ناموں کا ہے بہانہ ہوتا ہوں خود روانہ عاشق مرا فسانہ قصہ ہے نل دمن کا	۴۵

رنگت کا خشم ابرؤن کا بل گیا
لاکھ ستینے آپ جوبن ڈھل گیا

بدمزاجی سے تری سب چل بسے
آج جو جانے کو تھا وہ کل گیا

تا سحر تھا شب سے اونکا انتظار
صبح کیسی اپتو دن بھی ڈھل گیا

زندگی کل تک ہوس امید پر
آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا

جب گیا ہیلے وہ یار جنگ جو
اسپہ تیغ اوسپر تمنچہ چل گیا

سرکشون کا سر جھکایا تیغ نے
جو عدم پہونچا وہ سر کے بل گیا

راستی پر اب مزاج یار ہے
گیسوؤن کا ابروؤن کا بل گیا

شمع باندھا قامت دلدار کو
غیر میری گرمیون سے جل گیا

داغ دل سے زلف کا سودا بنا
سکۂ داغ جنون بھی چل گیا

یاد مجکو آئے کیا شام شباب
دن ضعیفی کا بھی اپتو ڈھل گیا

قبر انسان ہے در شہر عدم
جو سوار آیا یہان پیدل گیا

بعد میرے اوٹھ گئی ساری حیا
روئے کیا آنکھون کا پانی ڈھل گیا

غیر نے باتون مین پھیرا یار کو
بیٹھ کر بیٹھے وہ فقرا چل گیا

جب پھرے گرد آتش رخسار کے
جسم پروانے کی صورت جل گیا

گل کھلایا تو نے کیا باد بہار
نخل تن داغ جنون سے پھل گیا

ہونٹھ دانتون مین دبایا یار نے
دل مرا دکھتا کلیجا مل گیا

اوسنے ضد سے پھینکدی لوح مزار
میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا

غیر کو اکثر ڈرایا یار نے
مجکو جب تاکا تمنچہ چل گیا

آج جس بیمار کی ہے جستجو
راہی ملک عدم تھا کل گیا

زلف کو شانے نے سیدھا کر دیا
پیچ مین کون آئیگا وہ بل گیا

چشم تر برسون رہی ہم ہجر مین — طفل اشک چشم آخر پل گیا
چشم گریان زلف کی غم مین گئی — اثر دستے کی فکر مین باد ل گیا
تھا ہمیشہ بات کا تمکو نباہ — حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا
بانگہ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی — اینتو تیوری کا بھی دیکھو بل گیا
جسنے دیکھا پاؤن کا میرے ورم — ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا
جب چھری پائی نہ پایا مجکو سا آ — وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا
حسن روز افزون گیا یہہ خبر — آفتاب نوجوانی ڈھل گیا
تیغ ابرو کا تو بوسہ لے چکے — قتل کیجے وارا اپنا چل گیا

۴۶ — اب ہے عاشق رہرو ملک عدم
آج یارا ہی ہوا یا کل گیا — ۳۰

بیڑیون کو سوز غم نے دم مین پانی کردیا — سیرے پیانون نے مجھے داؤد ثانی کردیا
آہ نے یون گل چراغ زندگانی کردیا — جان کو دم مین ہوا ایک کو فانی کردیا
عمر کھو کر حسرت دیدار مین بیتائی ہم — داغ عشق یار کو داغ جوانی کردیا
زلف کو ہمنے کبھی اژدر کبھی عقرب کہا — آفت ارضی بلا ہے آسمانی کردیا
کھول کر آغوش لپٹے خوب سا میرے گلے — آپ نے وا آج باب مہربانی کردیا
سوت کا کھٹکا نہیں جبتک امید وصل ہے — داغ حسرت کو چراغ زندگانی کردیا
نیند آنے کے لیے سنتی ہو میرا حال تم — زار نالی کو مری تمنے کہانی کردیا
سنکے میری حال کو اوسنے کی آنسو گر پڑے — درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کردیا

منہ پہ منہ بیمار کی رکھکر ہنسا وہ لالہ رو
زرد رخسارے کو میرے زعفرانی کر دیا

حسرت عمر گذشتہ میں ہوے ہیں ناتوان
تونے ہمکو پیر اسے یاد جوانی کر دیا

یہ عیادت کو کھڑی ہیں آنکھ کھل سکتی نہیں
خاک سارا جسم اے ناتوانی کر دیا

خواہش دیدار روے یار میں ہم مر گئے
اس ہوا نے گل چراغ زندگانی کر دیا

سب جماعت عاشقوں کی آج قربانی ہوئی
تمنے خطبہ عید کا شمشیر خوانی کر دیا

دل میں سیکے چوٹ ہے خاموش رہ اے ہمنشین
مر گیا میں تونے کیوں ذکر جوانی کر دیا

کم سنی کا یار کی صحبت میں لازم تھا لحاظ
تونے بیخود اے شراب نوجوانی کر دیا

دیکھکر تمنے نگاہ ناز سے مُردے جلاے
تیغ کو پانی تو آب زندگانی کر دیا

جی گیا ملک عدم میں تو نالان رہا
مجکو قسمت نے دراے کاروانی کر دیا

عکس جام چشم ساقی نے دیا ہے بے نقاب
یار جیہ آب روان کا جامدانی کر دیا

نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہے نازک مزاج
مثل مصحف خط کو پیغام زبانی کر دیا

۴۷	کھینچتا ہوں روز عاشق فکر سے تصویر یار عشق نے طبع رسا کو میری مانی کر دیا	۲۳

بے بادہ یار باغ میں مست سرور تھا
ہر پھول دست شاخ پہ جام بلور تھا

دیکھا تو وجہ روشنی دل قصور تھا
نقطہ سواد مردمک چشم حور تھا

دل میں کبھی نہ کبر نہ سر میں غرور تھا
افتادگی کی راہ سے میں بے قصور تھا

آنکھوں میں میری جلوہ روے حضور تھا
ہر سنگ راہ ضعف میں اک کوہ طور تھا

آئی جو سنگ حادثہ دہر سے شکست
سیلے بنا ہے خانہ تن میں قصور تھا

طوفان اشک چشم کا ہی مختصر یہ حال
مین نوح وقت تھا تو یہ آب تنور تھا

کیا جلد خسروان جہان کی نشان مٹے
ہر قصر مثل سایۂ بال طیور تھا

وحشت جو لے گئی تھی مجھے کوہسار مین
ہمراہ کوہ کن تھا مگر دور دور تھا

ٹھہرا نہ باغ دہر مین کھٹکے سی سوت کے
ہر موی جسم صورت بال طیور تھا

ہے بت کدے مین بندۂ شاکر لقب مرا
کعبے مین تھا خلیل جو عبد شکور تھا

دکھلائین ان بتون نے بہت دنیا زیان
میرے خدا سے کون زیادہ غیور تھا

عاصی ثواب کار کو یکسان کفن ملا
طاعت کی طرح قابل خلعت قصور تھا

ہوتا غنا حرام نہ کیون شرع خاص مین
مصحف مین نسخ حکم کتاب زبور تھا

دیکھا تو غرق خوی خجالت ہوئی صنم
داغ جگر مین مہر قیامت کا نور تھا

رولتی ہین استخوان سر و دست خاک مین
جو دست ظلم تھا جو سر پر غرور تھا

مجکو قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی
ہر سنگ رہ مین مرتبۂ کوہ طور تھا

سکر سبا تھا غیرت بلقیس تھا حبیب
کیا لطف شہر طیب و رب غفور تھا

گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی
میرا سریر تختۂ چوب قبور تھا

محتاج ہم جلوس کی ہوتی نہ بعد مرگ
مردی کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا

آیا کبھی نہ برہمنون مین وقار بت
بندون مین پر صفات خدا کا ظہور تھا

تھا مغفرت کا لطف گناہ شباب مین
مانند جرم رحمت حق کا وفور تھا

بیعت کرینگے سو سو عمران حضور سے
پہلے سے اسلیے ید بیضا مین نور تھا

ہوتا جد انفعال گنہ قرب کا سبب

۲۵	عاشق یہ کیسا کریم کو نزدیک دور تھا	۴۸

سو سے کے بعد مین جو سر طور تک گیا — شوق وصال شمع تجلی چمک گیا

اسے قیس جنون کی ہین یہ صحرا نوردیان — سایہ پڑا ہر راہ مین ہمراہ تک گیا

کیونکر بیان لطافت پوشاک یار ہو — مخمل کو فرش خواب مین دامن اٹک گیا

یہ غم ہوا کہ دل پہ مرے داغ پڑ گئے — پہلو سے یار شب کو جو تل بھر سرک گیا

دو چار آنکھ جو ساقی سے ہو گئی — دو چار جام ایسی چڑھائی کہ چھلک گیا

دل کو چرا کے آہ سو میری ہوا یہ خوف — طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا

تمنے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ — دیکھو جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا

کاکل کا بوسہ لیکے سینے سے اضطراب ہین — مچھلی کی طرح ہونٹہ مین کانٹا اٹک گیا

پہنا جو کفن تو بہت سنہ چھپا گئے — جو عہد کا آشنا تھا لب گور تک گیا

پہلو بدل بدل کر وہ لیٹے جو وصل مین — بائین طرف سے دہنی طرف دل سرک گیا

اعضا کی لاغری سے نکلنے نہ پائی روح — کانٹون مین اور تار رگ جان اٹک گیا

لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہے — انگیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا

نکلی لہو کی دہار چھری چل گئی یہان — قاتل نے فصد لی تو مرا دم پھڑک گیا

معشوق چھین لائی بہت جبر و قہر سے — ہم بھی وہین اڑے کہ جہان دل اٹک گیا

کیا ٹمٹمے داغ جگر کا ہوا فروغ — بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا

افراط شوق دید مین گم ہو گئی نگاہ — جس جام کو بہت سا بھرا وہ چھلک گیا

شاید یہ نسل آدم و حوا ہوئی ہے خلق — دنیا ہے زال جبسے شباب فلک گیا

اللہ رے شوق قرب فقط دل نہیں ہٹا — ہر استخوان جوڑ سے آگے سرک گیا

اس غم سے لاغری ہے کہ روکا نہ یار کو — دبلا ہوا مین یار جو دامن جھٹک گیا

دعوت مین تم نہ آئے تو لذت نہ کچھ ملی — کھانا گیا شکم مین مگر بے نمک گیا

جس راہ سے طلب ہے چلینگے اوسی ہے ہم — مجنون سڑی تھا راہ طریقت بھٹک گیا

ملک عدم کو لیگئے کاندھونپہ لادکے — کیا رہ نورد منزل ایجاد تھک گیا

آنسو کے بدلے پیپ نکلتی ہے آنکھ سے — پتلی کا دل بتون کی محبت مین پک گیا

رہ رہ گئی جو ٹوٹ کی تلوون مین خار دشت — چبھتا نہین یہ پانون سے کانٹا کھٹک گیا

۴۹

تنہا جو مشورے کو بلایا نہ آئے وہ
عاشق مزاج یار مین کچھ اور شک گیا

۲۶

تیز مضمون کرے کیون نہ طبیعت پیدا — وصف کرار سے ہو جاتی ہے جودت پیدا

دیکھے تفسیر تو ہو جائے حقیقت پیدا — کہ ید اللہ کے مضمون سے ہے قدرت پیدا

در مضمون مناقب کو لٹاتا ہون آج — بڑہ کے حاتم سے بھی کی مینے سخاوت پیدا

جو زبان کرتی ہے اوصاف گل عارض شاہ — اوس سے ہوتی ہے کلید در جنت پیدا

قطعہ

جنگ خیبر مین ہوا حکم خدا ناد علی — ہوگئی لشکر اسلام کو قوت پیدا

ساتھ آواز کے موجود ہوے شیر خدا — شاہ کیا آئے ہوئی فتح کی صورت پیدا

بعد خیبر کا مینے سے ذرا غور کرو — معجزہ تھا جو ہوئی شیر مین سرعت پیدا

گیا آشوب پیمبر کی زبان پھیرتی ہے — جو گئی ہوگئی آنکھون مین بصارت پیدا

قطعہ

مغفر نے دیکھا جزیرے مین کسیکو نائم — اور اصلاح سے ہے آب یم قدرت پیدا

قطعہ

وہ علی تھے یہ کسی اور کا اعجاز نہین — قبل میلاد تھے آثار ولایت پیدا

آج ایثار کرون دل کو تو کچھ دور نہین — نظم اوصاف سے ہو دل مین مسرت پیدا

کیا عجب لفظ کی جا روح دہن سے نکلے — ولولہ ہے کہ ہوے شاہ ولایت پیدا

فخر کرتے ہین ملک اور مباہات خدا — مصطفے خوش ہین ہوئی دین کی نصرت پیدا

کیون نہ اقطار جہان مین ہمیر گھیرے — جب علی سا ہو ولی بہر حمایت پیدا

دشمن و دوست مین تیرے جو نہوتی تفریق — کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جنت پیدا

معرفت تیری وہ دولت ہے کہ جسکا ہے یہ فیض — کثرت صرف سے ہوتی نہین قلت پیدا

اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اے شاہ — شیر صحرا مین نہوتی کبھی جرأت پیدا

حق نے ذرات سے اقرار ولایت کا لیا — ضلع آدم سے ہوئی جب کہ یہ خلقت پیدا

بحر کرتا جو نہ اقرار ولایت کا شوق — آب شیرین مین نہوتی کبھی لذت پیدا

نام کی تیرے جو پہلے سے نکرتی حرمت — غیر ناطق مین نہوتی کبھی حرمت پیدا

معرفت آپکی جنّی سے جمادی کو لیے — اوسقدر اوسکی ہے دنیا مین شہرت پیدا

آپکا عرش کے پہلو مین چمکتا تھا نور — ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا

لکھے کعبے مین وہ نقش شکست اصنام — نقش پا سے جو کرے مہر نبوت پیدا

کیسے ترکے مین ملی قوت ترک گندم — کسنے اجداد مین کی ایسی قناعت پیدا

قتل بیٹون کا گوارا ہو شفاعت کے لیے — ایسی بھی ہوتی ہے دنیا مین مروت پیدا

۵۰

کثرت کار مین ہے قلت فرصت عاشق
مدح گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا

۱۳

دنیا کو انقلاب ہی میری بیان سی کیا | کوس رحیل دہر بجایا فغان سے کیا

جب کر چکے حلال کیا عذر گفتگو | غصہ تو بے سر اہم نکلتا زبان سی کیا

توڑا جو ضعف نی تو ہوئی روح بیقرار | آرام ہو مکین کو شکستہ مکان سی کیا

بٹھلا کے بزم غیر مین پوچھو نہ حال کچھ | دانتون مین ہون زبان کی صورت بیان سی کیا

یہ راستی پسند ہی دل کو وہ نازکی | کچھ طول و قصر سرو و گل بوستان سی کیا

بیٹھا ہون راہ گنج شہیدان عشق مین | بخشش ہی میری گرد رہ کاروان سی کیا

سیتا پہ میری کہتے ہین وہ ہم بھی مر گئی | دل اوٹھ گیا جہان سی تم اوٹھی جہان سی کیا

قاتل سے پھیر لائے دل بیقرار کو | دیکھو جگر ہمارا کہ لائے کہان سی کیا

بت نی نہ بعد قتل بھی پوچھا کنشت مین | زہی خدا کے گھر سے ملی امتحان سی کیا

محمل مین دیکھتی نہین یوسف جمال کو | پردے پڑے ہی ہین گرد رہ کاروان سی کیا

جب ہڈیان جلین تو ہوا داغ کا ظہور | ہی ابتدای سوزش غم استخوان سی کیا

سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت مین | وہ بانسری بنی تھی مگر استخوان سی کیا

۵۱

عاشق عروج خاک ہو میرے کلام مین
فلک زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا

۲۰

کیون نامہ بر اوس بت کا مری گھر نہین آتا | ناراض خدا سے جو پیمبر نہین آتا

نقطہ دہن یار کا پائین جو پھرین گرد | پرکار کی صورت ہمین چکر نہین آتا

اللہ کی جا دل مین ہی پہ شرط ہی اتنی | بے یاد کسی کے بھی کوئی گھر نہین آتا

ہم مل گئی مٹی مین ہوئی صاف نہ تجھسے | آئینہ ہو رخ آپ کا باور نہین آتا

کہتے ہو جنازے پہ ترے آئین گے اک روز
کیا کیجے بہانے سے یہ ہمن مر نہین آتا

بوسہ نہ دیا لب کا تو پچتاؤ گے اے یار
پھر چشمۂ حیوان پہ سکندر نہین آتا

شہباز نگاہ غضب یار بلا ہے
پہونچا ہے کبھی نامہ کبوتر نہین آتا

یون آتے ہین غش ضعف مین پھیرے سے نگر کے
اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہین آتا

کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبث طول
جو دل مین ہے شمہ بھی زبان پر نہین آتا

کیا وقت ہے ہنستی ہے اجل حال پہ میرے
مرتا ہون مین اور یار کو باور نہین آتا

بل جب سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جاے
وہ پیچ تجھے زلف معنبر نہین آتا

بیوجہ کیے قتل کئی نامہ بر اوسنے
اب ہاتھ کبوتر کی جگہ پر نہین آتا

خال لب دلدار سے ہے مجکو تعجب
سنتے ہین کہ کافر لب کوثر نہین آتا

پیری مین غش آتے ہین مجھے بیٹھے بٹھاے
پھرتا ہے فلک ایک بھی چکر نہین آتا

وہ مال سے تو ہم ہین کرامات سے مغرور
کیا پاس فقیرون کے تونگر نہین آتا

معشوق وفادار زمانے مین ہے نایاب
مین جسکا ہون طالب وہ میسر نہین آتا

روتا ہون لہو ہجر مین گھٹتی نہین قوت
دریا ہے روان آنکھ سے چکر نہین آتا

تاثیر ہے تقریر مین کیا اوس بت بے مہر
درد دل مایوس زبان پر نہین آتا

اک روز گھڑی بھر تو سنے دل کی کہانی
رحم اوسکو بھلا دیکھین تو کیونکر نہین آتا

۵۲	عاشق کے جو مرنے کو مناتے ہین شب و روز کہتے ہین کہ قاصد تو کھلے سر نہین آتا	۳۷

نہ کرتے جو دفن تم تو خاک مین مین خود سما جاتا
نہ دیتے غسل تو مین خون مین اپنے نہا جاتا

ہمارے نالۂ سوزاں سے اونکے گھر کا کھیا جاتا
غریبوں میں کسیکا جھونپڑا بیشک جلا جاتا

الگ غیروں سے کوچے میں اگر میں اوسکو پا جاتا
قدم پر گر کے ساری سرگذشت اپنی سنا جاتا

لحد بہتر ہے سو درجے وہاں پرسش تو ہوتی ہے
نہ پوچھا تمنے محفل میں بھلا پھر کوئی کیا جاتا

سما جاتا جو میرے دل میں اونکی آنکھ کا نقشا
خراش نشتر مژگاں سے دل کا آبلا جاتا

صفا سے زیست ہے اپنی غبار آتا تو مر جاتے
یہ بنکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا

ہوا اسطلب نہ محشر میں یونہیں دل لگی سے ہاں میں
بتوں کی کیا شکایت لیکے میں پیش خدا جاتا

نہ آتا اپنے وعدے پر اگر وہ پردہ پوش انکے
کفن سے منہ لپیٹے قبر میں میں بھی چلا جاتا

نہیں یہ منہ رقیبوں کا دبائیں گالیاں انکی
جو وہ بوچھار کرتے ایک فقرہ میرا چھا جاتا

نہ دیکھا اسطرف تمنے رقیبوں کے سکھانے سے
ہماری جان جاتی مفت میں غیروں کا کیا جاتا

اگر سنتا کسی سے جھانکنے کا شوق ہے انکو
نگہ بنکر ابھی میں چشم روزن میں سما جاتا

محبت زلف کی بس چھوڑدے جان دی ہے میں نے
جو توبہ لاکھ کرتا سلسلہ کچھ کچھ چلا جاتا

بجز قاتل جو کوئی قتل کرتا سخت جانوں کو
لہو بھی زنگ بنکر تیغ کو دشمن کی کھا جاتا

مرا قاتل وہ کھاتا ہے روانی آب خنجر کی
لہو گردن سے میری حشر کے دن تک بہا جاتا

نہ وہ شیریں نہیں فرہاد ہوں دونوں کی عبرت ہے
اگر میں جھانکتا تو وہ سینے میں نہا جاتا

تمیزوں میں نہوتی گفتگو ہے نرم اوس بت سے
اگر خلوت میں کہتا سخت بھی تو میرا چھا جاتا

وہ کہتی ہیں سنا کر درد دل شب کو جگایا ہے
کہانی اور کچھ کہتے تو مجکو خواب آ جاتا

ترے کوچے سے بھاگا غیر کو بچی کا ٹٹا اوسکو
سہی پاداشن تھی جو وہ گر میں وہ اوسکو پا جاتا

نکلتی راہ جو اکبار آمد شد تو ہو جاتی
یہاں تو وہ بار ہا آتے وہاں میں بار ہا جاتا

عدم کی رہ مین تن کا ساتھ چھوڑا روح نے تو کیا | اکیلا مین چلا جاتا جو کوئی قافلا جاتا
گھڑی بھر کی لیے ای جان عدو پر جو آجاتی | تمہاری بات رہ جاتی مری دل کا گلا جاتا
لگا تو لاکھہ منہ غیرون کو جو حق ہی وہ کہہ دیتے | بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا
ہماری قبر پر سامان غربت مین بھی ہو جاتے | جو شب کو چاندنی بچھتی تو دن کو ابر چھا جاتا
ملا تیر اب اشک چشم تر جب سے سیاہی ہین | اگر مین نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کھا جاتا
پتا اونکا کہین پایا نہ پائی پانو مین طاقت | تجسس عمر بھر کرتے اگر ہم سے چلا جاتا
بہت سمجھا کی تجکو دوست سیر او ٹھہ گئی رو کر | مری قسمت مین جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا
فرشتے سی پری سی حور سی سب سی ہی تو خوش گل | زمین ہند مین خاک اور آنکھون مین سما جاتا
لٹا دیتے فقیرون کو اگر تم حسن کی دولت | ہر اک قارون بنکر دہر سی تحت ثری جاتا
نکل تی مدحت خط پر جو ہم تعریف بالون کی | حسد سی افعی گیسوی جانان زہر کھا جاتا
رقیب رد روکی ہاک کیون تمنے ٹھہائی ہے | اکیلے مین جو ملتا شیر تھا کیا تجکو کھا جاتا
کیا سیدہا فلک کو مین نے آخر چار نالون مین | چڑہا آتا تھا سر پر اس سے مین کب تک دبا جاتا
گھروندا دہر کا نقش و نگار مکر سی پر ہے | کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا اٹھا جاتا
سنا ہی جھوٹ شکوہ عاشق صادق کی تو دو مین | زبان سی کچھ نکل جاتا نہ جب ہم سے سنا جاتا
مری نالون سے کچھ تو کاروان کی بھیڑ بڑہ جاتی | لحد کی سوتی چونک اوٹھتے جہان شور درا جاتا
بدن سی سر اوتر وا کر چلی جاتے شہیدون مین | ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑہا جاتا
نہ تھا کچھ کام دنیا سی نہ کچھ حاصل تہا عقبی سی | یہان محو فنا ہوتا وہان محو لقا جاتا

۵۳ | ہوئی کل قصہ خوانی گھر مین سے آخال شوقی | جو کوئی رحم دل ہوتا تو مجنون سا بنا جاتا | ۴۴

دل مجنون مرا عاشق ہی کس لیلی شمائل کا
تجسس ہے ابھی قرآن کی منزل مین محمل کا

نظر آیا جو عالم حسرت دیدار بسمل کا
دوبارہ قتل کرنے کو نہ اوٹھا یا تہ قاتل کا

یہ وہ در ہی کہ لب ہلتی نہین دیکھا ہی سائل کا
شکستون پہ صدا دیتا نہین کانسہ یہان دل کا

غلاف خنجر قاتل لپیٹا حال پر میرے
ہوا جو سر مین بیتابی سے نقشہ رقص بسمل کا

گذر چاہ زنخدان مین نہین ہی فرشتونکو
بھلا کیونکر کہون نقشا ہی آئین چاہ بابل کا

کہون کیونکر نہین دیکھا ہی تجھسا مین نے عالم مین
کہ ہی آئینہ دل مین حسین تیرے مقابل کا

سنا ہی فرقت حوا سی برسون بو البشر روئے
ملا تھا جسم آدم مین مگر ریزہ مری گل کا

دکھایا چرخ نے برباد کی بابل کا یہ صدمہ
کہ غنچہ بن گیا سوکھی سے منقار عنادل کا

ہوا میری وفا کا بعد مردن اسقدر شہرہ
گلے مین پہنی ہین معشوق سب کنٹھا مری گل کا

وہ گریان ہون اگر خاک شفا مین خاک ملجائے
ابھی آنسو نہ تسبیح مین دانہ مری گل کا

لحد مین ہو گیا سوز درون سے خاک مین گریان
لگا دھبا فرشتون کی بھی دامن مین مری گل کا

عبث کاٹی ہین ضد سے باغبان نے سب کلیجین
نہ دیکھا کوئی شاکی باغ مین شور عنادل کا

اگر سامع بھی ہوتی گوش گل کر آپ ہو جائے
کہ اوٹھا نازکی سے بار کیا شور عنادل کا

اندھیرا گھر مین سے قبر سے کچھ کم نہین ہوتا
وطن مین بیٹھی بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا

ملا آرام مرقد مین تو غفلت ہو گئی دونی
چلا جو چار کے کاندھی نہ کہا کیا ہو منزل کا

عدم سے آئی والون مین جو تو ہوتا تو ہم سنتے
مجھے واعظ بتا دے حال کیا ہے پہلی منزل کا

غریبون کی ضعیفون کی وہان تقریر بن آئی نہ کہنا
ملا آرام تکیہ بن گیا ہے کوے قاتل کا

فقط دیکھی سے ناقے کے ہوا تھا قیس دیوانہ
حریر پردۂ چشم پری تھا پردہ محمل کا

ہوئی پژمردہ گل جب سے ہوئی قید قفس بلبل
گئی رونق چمن کی یہ ہوا صدمہ عنادل کا

خدا جانے کہ جل کر مر گئی فصل خزانی مین
نپایا باغ مین گلچین نے اک پر بھی عنادل کا

تصدق ہوتی ہین جو لوگ اوسکی شمع قامت کے
نظر آتا ہے فانوس خیالی رنگ محفل کا

ہوئی برخاست اہل بزم سے حسن شب جمعے
شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا

نہین آنکھون نہ ابرو میکدہ و منبر یہ کتا ہے
عجب مضمون تازہ ہے لکھا ہے شعر کامل کا

یہی آنکھین ہین جسسے موج زن تھا نوح کا طوفان
وہ ایسی خشک ہین دہوکا ہوا دریا پہ ساحل کا

تصور ہے جو بوسی کا زبان کچھ اینٹھی جاتی ہے
تمہارا خط ہے میری واسطے کاسہ ہلاہل کا

اوٹھائی داغ شوق قتل مین اس نے رنجنی ہے
گریبان مین ہمارے رنگ ہے دامان قاتل کا

ہمیشہ زندگی مین تاکتے تھے خوب رویون کے
ہوئے جب خاک ہم تو دہ بنے خود تیر قاتل کا

ہوا ہون قیدی رشک ستی مین تیری محفل مین
بنا ہے مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا

اگر مین قید سے چھٹتا بھی ہون پھر قید تابان ہو
سوا ہوتا ہے میری بحر مین نالہ سلاسل کا

تن زخمی کو خوش ہے اشک کا پانی چھڑانے کی
بدل جائیگا فوارے سے پیچ پرامری گل کا

یہی سمجھا بگولا خاک کا جب دشت مین دیکھا
مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا

پہونچکر زیست مین یہ دل نہ کیونکر ٹھوکرین کہاے
مسافر کو نہایت قہر ہے اندھیر منزل کا

عدم کے جانے والے قبر مین رہتے ہین جب تک
بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

۵۴ دیگر ۲۳

عشق قد و عارض گلرنگ جانان چھٹ گیا
شمع سے پروانہ بلبل سے گلستان چھٹ گیا

لیجلے جب عشق کو ربط تن و جان چھٹ گیا
کنج مرقد مین چھپے جب سے بیابان چھٹ گیا

مردہ دل ہوتے اوڑ گئی سر سے مرے ہوش و حواس
طائرون سے گنبد گور غریبان چھٹ گیا

اشک حسرت سے گریبان کفن بھیگا نہین
قبر مین دامان دل سے داغ عصیان چھٹ گیا

ناتوانی سے مرا دست جنون بیکار ہے
ہاتھ سے سو مرتبہ تار گریبان چھٹ گیا

زلف اوس حور کی دشمن ہے دل پر داغ کی
سو رہے وہ ربط مار باغ رضوان چھٹ گیا

بہ گیا بیداغ دل طوفان آب اشک مین
دیکھیے بیڑا ہمارا بے چراغان چھٹ گیا

دل نکل آیا گریبان کفن سے بعد مرگ
روح کی مانند یہ محبوس زندان چھٹ گیا

راہ نکلی میرے دہوکے سے جورو کا غیر کو
ہر طرف دربان ہو کے سارے نگہبان چھٹ گیا

ناتوانی سے قدم تکلیف گردش سے بچے
پھر جفائے دست وحشت سے گریبان چھٹ گیا

تیر تودے پر لگایا مین مکدر ہو گیا
زنگ سے میرے دل مین آیا زنگ پیکان چھٹ گیا

مر کے نکلے خانۂ زنجیر سے ثابت قدم
کوہکن سے کوہ مجنون سے بیابان چھٹ گیا

پنجۂ رنگین کا مضمون فکر سے جاتا رہا
غوطہ زن کے ہاتھ سے یہ نخل مرجان چھٹ گیا

لیکے بوسہ کیا رقیب روسیہ رسوا ہوا
منہ مین کالک لگ گئی جب خال جانان چھٹ گیا

یاد آتا ہے لپٹ جانا گلے محبوب کے
نخل قد یار سے کیا عشق پیچان چھٹ گیا

خون کی قطرے ٹپکے سرخ آنکھین ہو گئین
لعل لب کی غم مین یعلون سے بدخشان چھٹ گیا

رنج سے جب پھسلی قدم پر یار کے پہونچی نگاہ
تشنۂ دیدار سے چاہ زنخدان چھٹ گیا

دم جو نکلا خانۂ تن سے مرا سودا گیا
اہرمن کی قید سے آخر سلیمان چھٹ گیا

دل جو توڑا آپ نے مجھ پر ہوا پھر حسن سوار
لوگ سمجھے شیشۂ دست پری خوان چھٹ گیا

خط زیر لب کا جب سودا گیا ہم مر گئے
زہر کھا بیٹھے جو خضر آب حیوان چھٹ گیا

گورا گورا اپنا نہ سا رخسار چمکا یار کا	زلف حبیب کی گھن سی ماہ تاباں چھٹ گیا
جب اوٹھایا دام گیسو ہاتھ نازک چھل گئے	طائر رنگ حنای دست جانان چھٹ گیا

۵۵	میری غربت دیکھکر عاشق کسی گھر یاد ہی آہوون سی دشت شیرون سی نیستان چھٹ گیا	١٧

آپ کا ظلم بہت صبر ذرا سا اپنا — آپ ہم بانٹ لین حصہ یونہین اپنا اپنا

بیٹھہ جاتی ہی مری قبر بنائین سو بار — کھوے رہتا ہون مین نقش تمنا اپنا

خنجر یار سی مقتل مین ہوی پہلے شہید — لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیبا اپنا

شوق تنہائی کا ایسا ہی مری دلبر کو — کبھی آئینے مین دیکھا نہین چہرا اپنا

نہ رہی تن کی عناصر مین مری روح کبھی — نہ اوٹھا چار کے کاندھی پہ جنازا اپنا

ظلم کرتے ہین یہ بیخوف خدا کی قدرت — کیا خدائی کو یہ بت سمجھی ہین بندا اپنا

تیغ ابرو سی کیا قتل تو فرماتے ہین — اپنی تلوار پہ اب تک نہین قبضا اپنا

عکس آئینے مین دیکھا تو ہوئی دل سے یقین — آپ کی شکل سی پہونچا یہ نتیجا اپنا

بی خطر کوچۂ قاتل کی طرف جاتا ہون — خوف سر کا ہی مجھے آج نہ دھڑکا اپنا

منہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار — راہ پا کر لیا ہر ایک نے رستا اپنا

زلف کو ہاتھ سی ہل دیکھ یہ فرماتی ہین — طائر روح کے پڑ جاتا ہی پھندا اپنا

بی سبب تن پہ ہر داغ اوبھر آتی ہین — کسکا سودا ہی جو یون اوٹھتا ہی پھپیا اپنا

حال کہتا ہون سواری مین تو فرماتی ہین — کہیے اب جا کے کہین اور یہ کرکا اپنا

ملک وحشت ہوا آباد مرے سودے سی — ہی ترے داغ سی ان روزون نہین تکا اپنا

ہاتھ تلوار کا مجھپر جو لگایا پہلے
ہاتھ پھر پڑ گیا اسے جان کلیجا اپنا

پاؤن مین ملکی حنا پھرتی ہین کیون گھر مین
آپ چورون کو دکھاتی ہین محلا اپنا

۵۶	نام عاشق کا جو سنتے ہین تو فرماتے ہین وہی عاشق وہی دالہ وہی شیدا اپنا	۱۶

گلچین کے دست ظلم سے ہی گلستان خراب
صیاد نے کیے ہین ہزار آشیان خراب

گردش سے جس نگاہ کی ہے اک جہان خراب
میری طرف پھری ہے وہی خانمان خراب

ملکِ عدم سے دہر مین پھر دہر سے عدم
تیرے لیے پھرے ہین کہان سے کہان خراب

پلکون مین جوش گریہ سے رونق نہین ہی
برسات کی وفور سے ہے سائبان خراب

غسل و کفن مین کیجے تکلیف آپ بھی
مردہ ہمارا ہو نہ کہین مہربان خراب

دعواے ہمصفیریِ مرغان قدس ہے
بلبل سے کیجے بحث کے اپنی زبان خراب

نالے کے ساتھ گرنے لگی اشک آنکھ سے
آواز سے جرس کی ہوا کاروان خراب

ابرو مین بل پڑا ہے مری اشک و آہ سے
برسات کی ہوا سے ہوئی ہے کمان خراب

بنت العنب کو کھینچ کے لایا ہے بزم مین
کرتا ہے کیا جوانون کو پیر مغان خراب

ہر وقت کس کی یاد مین قلزم ہے شور مین
پھرتی ہے کس کے شوق مین ریگ روان خراب

ٹھوکر بھی کھا کے شکر کے سجدے کو مین گرا
تونے کیا ہے مجکو پئے امتحان خراب

ہے چاٹ مجکو بوسہ حسنِ ملیح کی+
افراط سے نمک کی ہوئی ہے زبان خراب

رزقِ ہما ہوے نہ سگ یار کو ملے
مٹی مین دل کی سیر ہوئی استخوان خراب

نامِ رقیب لیجیے نہ اسے شکرین دہن
لینی ہے مجکو منھ مین نہی زبان خراب

بھلائی گور دشمن سیلاب اشک نے
لبعد از فنا بھی مجکو ملا ہی مکان خراب

۵۷

آہ رسا سے دل مین تمھارے کریگا گھر
کب تک رہیگا عاشق بے خانمان خراب

۱۰

[illegible]

ہی سیہ بالون سے اوس ابرو خمدار کا روپ
راست تو یہ ہی کہ جوہر سی ہی تلوار کا روپ

کیا ہی وہ آئینہ رو جس سے مکدر دل مین
خط سبز اوسکا دکھاتا ہی جو زنگار کا روپ

چشم مخمور سی نرگس کا مٹی رنگ نکیون
مست کا اور ہی کچھ اور ہی ہشیار کا روپ

سو تمہم گل ہی گھٹا چھائی ہی سیکش ہی جیع
دیکھیے چل کی ذرا خانہ خمار کا روپ

روپ بالی سی دو بالا ہی قد بالا کا
بجلی چمکاتی ہی اوس چاند سی رخسار کا روپ

بل ہین موی کمر یار مین زلفون کی طرح
بار کا کل نی دکھایا کمر یار کا روپ

رو ؤن الماس سی دانتون کی تصور مین اگر
گہر اشک مٹادین در شہوار کا روپ

رنگ ابرو کا مٹا دی نہ پسینا دم قتل
ڈر ہے ای ترک نہی کھو سی نہ تلوار کا روپ

نشۂ مے سی ہوا اور بھبو کا رخ یار
رنگ لایا ہی غضب شوخ طرحدار کا روپ

۵۸

دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پرفن بولا
مکر کرتا ہی بدلتا ہے یہ عیار کا روپ

۱۳

[illegible]

ہی دہن غیب کی دیتی ہی خبر تیری بات
جفر کا حکم ہی ای شعبدہ گر تیری بات

جوہر تیغ زبان صنعت دندان کھولے
ہو جو مفتاح در گنج ہنر تیری بات

منہ سے کٹ کٹ کی نکلتے ہین جگر ٹکڑی
سوتہ جادو کی ہے او شعبدہ گر تیری بات

کچھ سخن کا نہ کھلا اور ج دہن سی مطلب
عقدۂ لبستہ ہی ای رشک گہر تیری بات

حال دل سنکے مرا رحم سے بولا وہ صنم
دل مین پتھر کی بھی کرتی ہی گھر تیری بات

چشم جادو کی سخن گوئی سے آنکھین ہین بند
کیا نظر بند ہی ای شعبدہ گر تیری بات

برق دندان کی چمک جاتی ہی چھپ جاتی ہی تہ
شب کو دکھلاتی ہی آثار سحر تیری بات

چھیدتا ہی مری دل کو سخن طعن آمیز
تیر ساکرتی ہی سینے سے گذر تیری بات

بے ثمر سرو گلستان ہے نہین تجھ مین یہ نقص
سرو قد کا تری گویا ہی ثمر تیری بات

گلشن خلد کی ہم سیر کرین کی مقبول
پائینگے حشر کو حورون مین اگر تیری بات

بات اولٹی ہی کہ تنگی سے دہن ہی معدوم
ایسی رنگین ہی آتی ہی نظر تیری بات

نور دندان سے دہن ہی جو تخشب گویا
چاند بن جاتی ہی ای رشک قمر تیری بات

٥٩	لاکہ پوشیدہ ملاقات کسی سے ٹھہرے چھپی عاشق سے رہیگی نہ مگر تیری بات	١٣

پروانہ شمع رخ کا رہا دل تمام رات
پہلو مین تھا وہ رونق محفل تمام رات

ٹکڑے ہوا کتان کی طرح دل تمام رات
تھا سامنے جو وہ مہ کامل تمام رات

رشک ارم رہی مری محفل تمام رات
بیٹھا رہا وہ حور شمائل تمام رات

جیتے ہین صبح وصل کو ہم انتظار مین
ہوگی کبھی تو ہجر کی ای دل تمام رات

نیند اوس پری کی وحشیون کو عشق ہوگئی
برپا رہا یہ شور سلاسل تمام رات

حیرت ہوئی یہ تیز رفتار دیکھ کر
کاٹی نہ مہ نے ایک بھی منزل تمام رات

خورشید منہ چھپائے پھرا ہی تمام روز
آیا نہ ماہ اوسکے مقابل تمام رات

دیکھا نہ رخ بھی وصل مین کاکل کے پیچ سے
پاسے نظر مین تھی یہ سلاسل تمام رات

فرقت کی شب تصور نوک مژہ رہا
پھوٹا کیے ہین آبلۂ دل تمام رات

گردن مین میرے ہاتھ نہ پڑ جائین وصل مین
رکھتی ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات

وہ بیخبر ہین نیند سے بھی چونکتے نہین
فریاد اتنی کرنے سے حاصل تمام رات

وہ خال رخ کا سرمۂ آوازہ ہوگیا
مین ہو سکا نہ بوسے کا سائل تمام رات

٦٠

عاشق خوشی سے نیند شب قتل اوڑ گئی
آنکھون مین تھا تصور قاتل تمام رات

١٨

بتون کے غم مین تن گھلکر ہوا زنار کی صورت
نہ دکھلا ناخدا اس طرح کے بیمار کی صورت

بنائی پھرتی ہین آنکھون نے خونخوار کی صورت
نہین بچنے کی بگڑے ہوے دوچار کی صورت

رہی گو لاکہ صحبت فرق ہے ادنی و اعلی مین
نہ خارون مین ہے رنگ گل نہ گل مین خار کی صورت

دکھانے کو وہ میرے گھر مین غیرون کو بلاتے ہین
کھڑا ہون سامنے اندھا بنا دیوار کی صورت

لگایا تیر وہ کاری کہ ہونٹون کو نہین جنبش
کھلا منہ رہگیا مجروح کا سوفار کی صورت

لب شیرین کے دو بوسے جو مانگے بولے جھنجھلا کر
نکلتی ہے تمہاری بات سے تکرار کی صورت

علامت موت کی پہلے مرے چہرے سے ظاہر تھی
نہ دیکھی وصل کی شب صبح کے آثار کی صورت

لپیٹے پھاڑ کر تار گریبان سر مین وحشت سے
بنا ہے داغ سودا طرۂ دستار کی صورت

مسیحائی کا دعوی آج مجکو دیکھکر چھوڑے
وہ خود کہتے ہین بچنے کی نہین بیمار کی صورت

جوانی پر جو غرہ ہے نہین ہٹنے کی دو دن مین
نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت

دکھاؤن تمکو کیا درد دل مایوس کا نقشہ
مشکل ہو نہین سکتی کبھی آزار کی صورت

پر و بال ہما شوق لینگے دستگیری کو
اوڑینگے قوت بازو سے ہم پردار کی صورت

نظر تجھسے لڑی رہتی ہی گو مین گسو دیکھتا ہون / نہین ہٹتا مرا یا ہی نگہ پر کار کی صورت

الٰہی میکدہ ہی کی جس طرح رونق بگاڑی ہے / بنی گھر محتسب کا خانۂ خمار کی صورت

وہ زہرہ ہین کہ شکل مشتری بھی ہین واقف / وہ یوسف ہین کہ دیکھی تک نہین بازار کی صورت

تن لاغر سی وحشت مین ہمارا دل و بجھتا ہے / پھنسے ہین اس صحرا مین نوک خار کی صورت

نہ بیٹھی تا سحر وہ غیر کی موشکاف‌وانی ہی / سفیدہ صبح کا بنجاے ہم انکار کی صورت

۶۱ | ہزارون گل کھلائی روز عاشق داغ سودا نے / مگر تحریر قسمت تھی خط گلزار کی صورت | ۱۴

کھا فقر مین نہ گردۂ نان جوین اولٹ / دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ

مسند کو لات مار بچھا بوریا ہی فقر / ای دل بساط فلک چنان و چنین اولٹ

کو ہ حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سی تو / ای بت ذرا نقاب رخ شہر نگین اولٹ

مردم کی چشم بد کا جلے گا سپند خال / ای شعلہ رو نقاب رخ آتشین اولٹ

بنجاتا قیس ناقۂ لیلی کا ساربان / دیتی ہوا جو پردۂ محمل کہین اولٹ

ہین نیم جان ہون کھینچ نہ تلوار میان سے / ساعد سی وقت قتل فقط آستین اولٹ

سر سی نکال اپنے ہوا جیتہ تاج کی / ٹھوکر سے اپنی مسند خاقان چین اولٹ

کھینچون اگر جریدۂ عالم ہین مدّ آہ / دون یک قلم مین دفتر دنیا و دین اولٹ

مجھ سے اوٹھا تعلق دنیا کی تو حجاب / غفلت کا پردہ دل سی جہان آفرین اولٹ

اپنا یہ قصر تن تہ و بالا کیا تو کیا / ای جوش نالہ گنبد چرخ برین اولٹ

فرقت مین جوش گریہ سی ہوا الٹی سانس اگر / جوش قلق سی جا ہی دل ہمنشین اولٹ

اقرار وصل تھا شب مہ مین مگر نہ اب
دیدار یار آہ سے ہوگا شب وصال

اندھیرے ہے زبان نہ ای حسینو اولٹ
دیگی ہوا نقاب رخ شرمگین اولٹ

۶۲

عاشق کو کہہ نہ تو لب شیرین سی تلخ بات
یہ میٹھا زہر دے نہ کلیجا کہین اولٹ

۱۶

قتل کرتا ہی نہ ہی جرم نہ تقصیر عبث
نوجوانون کا ہی دشمن فلک پیر عبث

بیوفا ہی وہ خبر سنکے نہین آنی کا
میری میت کو اوٹھاتی مین ہی تاخیر عبث

لکھتے ہین نیک عمل بھی ورق عالم پیر
ہم زمانی مین نہین صورت تصویر عبث

کہتے ہین عہد خلافی کی شکایت جو کرون
کوئی سنتا نہین تم کرتی ہو تقریر عبث

وصل مین ہین نہ کبھی کہین نہین ٹیڑھی باتین
مجھسے بل کرتی ہی وہ زلف گرہ گیر عبث

یہی دو باتین ہین اقرار کرو یا انکار
اسقدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبث

گردش چرخ کا شکوہ مری عادت ہی نہین
مجھسے برعکس ہوا تھی مری تقدیر عبث

ناتوانی کا یہ ہی زور کہ خود مرتا ہون
قید کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبث

چار دن کی لیے دنیا مین تجھے ہی منعم
طلب عزت و ملک و زر و جاگیر عبث

اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بھرتا ہے
ساتھ پھرتا ہی ہمارے فلک پیر عبث

نہین ملنے کی جگہ قبر مین دو گز سی زیادہ
چار دن کی لیے کرتے ہین یہ تعمیر عبث

یہ نقاہت ہی کہ زانو سے نہین اوٹھتا سر
مجھسے دیوانے کو پہنانا ہے زنجیر عبث

عمر بھر مین نہین قدمون سی جدا کرنیکا
نالہ کرتی ہی مری پاؤن مین زنجیر عبث

چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خانہ مین
کام اپنے ہی شتابی تو ہی تنویر عبث

دیکھکر اوڑ مری زیست کا بگڑا نقشا

۶۳	خاک ہوجاینگی عنصر نجدا ای عاشق

نام سرور سنتی نہین ہم سوای رنج
طول شب فراق سی ہون مبتلای رنج
دیکھا نہ آنکھ بہر کے کبھی روی زشت کو
تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے
بے التفاتیون سی تری ہم گذر گئے
شام فراق سی ہین لالی ہین زیست سے
طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجیے
راحت خلاف خواہش دل سی ہمین ملی
بے لطفیون مین عمر ہماری گذر گئی
مر کر چھٹا ہون کاکل پرخم کی پیچ سی
بحر فنا مین موج حوادث کا ڈر نہین
تشویش مجکو رہتی ہی انجام کار کی
رفع الم ہی حاصل لذات دنیوی
سالک ہین راہ عشق کی ہم کس سرور سے
شادی پیام وصل کی سننے سے ہوگئی

۶۴	عاشق کشود کار کی امیدوار ہین

بہیجدی آپ نی میری لیے تصویر عبث

۱۶	چار دن جینے کیلیے ہی خواہش اکسیر عبث

یارب چلی زمانی مین کیسی ہوای رنج
سودای زلف لایا ہے سر پر بلای رنج
پہونچی کبھی نہ کان مین اپنی صدای رنج
یارب بیان کس سی کرون ماجرای رنج
منصف ہوا اے دل یہ کہا تاکی اٹھائے رنج
آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتدای رنج
دیکھین تو صبح حشر تک آزمای رنج
تسخیر دیو نفس سی بہاگی بلای رنج
صدمی سی جگر کو جلایا اوٹھای رنج
دست قضا نی کھول دی عقدہای رنج
راحت طلب ہوی نہ ہوی آشنای رنج
مین اپنی طول فکر سے ہون مبتلای رنج
ہی عیش کی طلب سی جہا نہین بنای رنج
جس سمت منہ اوٹھای گیو سون آی رنج
پیغام بر ہمارا ہی مشکل کشای رنج

۱۹	حد سی زیادہ غم ہی ہوئی انتہای رنج

جھکا جو فکر مین سر نخل بارور کیطرح
تو شعر شاخ قلم سے گرے ثمر کی طرح

ہمارے شعر کا سکے سے بھی ہوا ہے رواج
کہ دل سے پھر نہین مٹتا یہ نقش زر کی طرح

تمہارے رخ کو خم پیچ زلف مین ہم نے دیکھا
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح

لیا نہ ضعف مین احسان غیر کا سر پر
کبھی جھکی نہین گردن مری کمر کی طرح

کبھی رقیب سیہ رو نہ بل کی لینی پائے
کہ بڑہ نچائے یہ سر چڑہ کی موے سر کی طرح

پھرا جو آئینہ سے عکس برق عارض کا
فرشتے کاندھون کی غش ہو گئے بشر کیطرح

ہزار ہے رخ محبوب سے غیرت خورشید
سواد زلف نہ روشن ہوا سحر کی طرح

تمہاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑ نسکی
اوٹھا یا پنجۂ مژگان نے تل سپر کی طرح

یہ قرب و بعد مین اوس آفتاب کی گذری
گھٹا بڑھا کیا مین سایۂ شجر کی طرح

بط شراب مین رکھدی کرنگ جو وہ عیسی
کباب مرغ کا اوڑ جائے سیخ پر کی طرح

ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
یہ ایکجا نہین کیون تیغ اور سپر کی طرح

وہ کم سنی کہ سب اعضا بدل گئے لیکن
دہن دہن کی طرح ہے کمر کمر کی طرح

کہین ہما سے نہ خفت ہو مجکو مرنے پر
یہ استخوان نہ اوڑ جائین مشت پر کیطرح

نشانہ اور کا تاکا جو اسے کمان ابرو
ہم اوڑ سکے تیر کی آگے گئے نظر کی طرح

پری وشون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
جلے رقیب کا دل بھی مرے جگر کی طرح

لباس عاریتی سے سفید پوش نہو
نہ سر پہ اور کا احسان لو قمر کی طرح

کہ ٹرے جو یار کے پہنائے دست نازک مین
کلائیان بھی لچکنے لگین کمر کی طرح

ہمارے قتل سے یہ رنگ رو ہے یار اوڑا
سفید خال ہوے دانۂ گہر کی طرح

۱۴	چل جدھر سے ادھر گرم رو ہو عاشق پھرو نہ گھر کی طرف تم کبھی شرر کی طرح	۶۵

خون عاشق مین عبث کرتا ہی او سفاک سرخ	عکس رنگ جسم سی ہو جاویگی پوشاک سرخ
خال چشم مست کی فرقت مین پیتا ہون لہو	کیون نہ پانی ہو کرون مین گھولکر تریاک سرخ
سبز مینا مین جو ہی ساقی شراب لعل فام	فرش مخمل کا بچھایا ہی نئے زیر تاک سرخ
پنجۂ مرجان کو خجالت سی کریگا کیا سپید	ملکو مہندی ست ملا کرتا ہی وہ پیراک سرخ
قتل سی مجھ بیگنہ کی شفق پھولی نہین	ہوگئی ہی شیشۂ گردون سیاری خاک سرخ
صاف قندیل در میخانہ کا دہوکا ہوا	کیف می سی جب ہوا اوسکے آتشناک سرخ
سیل خون دل سی آنکھون سی یہ جاری ہی	دشت وحشت مین ہوی خار و خس و خاشاک سرخ
بار تحفہ کا کیونکر اوس نازک بدن سی اوٹھ سکی	نیم رنگی سے ہو جاتی ہی جسکی ناک سرخ
خون مین عاشق کی ڈوبی رہتی ہین تیغ جفا پیشہ	کیا غضب تر رہتی ہین آنکھین تری سفاک سرخ
حلق بسمل نہ کیون حلقے رکاب یار کے	سیل خون یہ رنگ لائی ہو گئی پوشاک سرخ
خون مینا جسن ساقی پر فقط گرتا نہین	سیکڑون کی خون سی ہی خاک زیر تاک سرخ
برگ گل سی پیل وس گل کی چھوڑا یا جاہی	کیسۂ مخمل سی نازک تن ہی اوسکے دلاک سرخ
ہین یہ چھاونتون مین انگشت فندق بندی	خون سی نازک دہن کی جب ہوئی مسواک سرخ

۱۰	شعلۂ آہ آتش زا سے عاشق بن گیا ایک گنبد اور زیر گنبد افلاک سرخ	۶۶

دکھلاتی ہین وہ شوکت و شان مہ و خورشید | تمونہ مین تو ہی کہ قران مہ و خورشید

ہر نقشِ قدم پر ہی گمان مہ و خورشید
مستی مین ہلا دیتے ہو شان مہ و خورشید

مہمان ہوا کیا جیخ کی مدت سی ہین بکہی
اس شمع ان مین دو گردہ نان مہ و خورشید

رخسارون پہ افشان جنو پردہ اوٹہا دو
مٹ جای ابھی نام و نشان مہ و خورشید

تیری رخ تابان کی ثنا کرتے فلک پر
ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید

دونو رخ تابندہ ترے زلف سیہ مین
چھپتے ہین نکلتے ہین لبسان مہ و خورشید

آئینہ مین وہ دیکہ کے رخسارہ روشن
کرتے ہین حقارت سی بیان مہ و خورشید

جب داغ مئی سرد ہی بازار جنون سی
گردون پہ ہوئی گرم دکان مہ و خورشید

کس شان مسیحا کی فلک کرتا ہی دعوت
لاتا ہی شب و روز جو خوان مہ و خورشید

۱۴	نقشِ قدم یار کی تصویر سمجہ کر عاشق بہی ہوی مرتبہ دان مہ و خورشید	۶۷

رخسار سہ نو مہر نے کین گریبان پسند
کرتا ہی کجروی کو تری آسمان پسند

ایذا ہی صاحبان تقرب کے واسطی
کرتا نہین کسیکو وہ بے امتحان پسند

رنگتی ہو کیون انگرکھے کو خون شہید سے
پوشاک پہنو وہ کہ کرے اک جہان پسند

لذت ملیگی خاک سگ کوی یار کو
جب اپنی پوست نے کیے استخوان پسند

مجنون نے سنگ صبر اوٹھایا نہ اوٹہ سکا
آیا ہی میری ضعف کو بار گران پسند

حسرت ہی دست شوق کو دامان یار کی
پائی جنون کو ضعف مین ہین بیڑیان پسند

شعرون کا میری لطف اوٹھاتی ہین قدر دان
کہانا وہی ہی کرتی ہے جسکو زبان پسند

افشان چھڑک دو مانگ پہ اے آسمان حسن
اوس کہکشان سی ہمکو ہی یہ کہکشان پسند

خود جام آفتاب مین عیسی شفق بھری ہمکو جو ہو شراب خم آسمان پسند
یون اپنی اپنی وضع کی لاکھون حسین ہین انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند
بھڑکا نے سے رقیب کی کہلوائی گل مجھے ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گرمیان پسند
ضد ہی فلک کو ہمسی تو ہمکو فلک سی ہی رفتار پیر کی نہ کرینگے جوان پسند
ہوتی ہین کیون مقیم جہان خراب مین کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند

٦٨

درد فراق کا ہے مزا کب وصال مین
عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند

١٢

اوٹھا کی لکھے جو وہ غیرت چمن کاغذ حروف گل ہون بنے برگ یاسمن کاغذ
ہوا ہون زار یہ مین انتظار مین خط کے کہ استخوان ہین خط ستر اور بدن کاغذ
ملے جو سرمے کو اوس بت کی خاک نقش قدم لگائین پڑیون مین یو تھیکا برہمن کاغذ
خیال تھا کہ وہ لکھین گی ایک خط کا جواب اسی گمان سی کیا صرف لاکھ من کاغذ
حساب گور مین لکھنا پڑیگا تل تل کا مداد لب ہی قلم اونگلیان کفن کاغذ
خبر کسے ہی کہ دی جان دشت غربت مین اودہر سے آیا نہ پہنچا مرا وطن کاغذ
شکن شکن ہوئی کاغذ کی رشک نافہ چین لپیٹا بالون مین تمنے جو جان من کاغذ
رقیبون پر مری ہوتی ہی مشق تیغ زنی تراشا سامنے قاصد کے لاکھ من کاغذ
جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا ملا نہ آپ کو تھوڑا سا جان من کاغذ
فسون گری سی نہوگی جو وہ پری تسخیر طلسم لکھ کے جلا دینگے لاکھ من کاغذ
جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو بنا وہین خط گلزار سے چمن کاغذ

۶۹	کسی کے کب ورق دل میں نقش الفت ہو عبث ہی لکھتے ہو عاشق تپے وطن کاغذ	۱۹

ردیف رائے مہملہ

آئی فصل گل چمن پر چھائے ابر
میکشی کے کچھ مزے تو کھلائے ابر

لاکھہ جر سے لاکھہ گھر گھر آئے ابر
لطف کیا جب غم کا دل پر چھائے ابر

ہجر میں مینہ بھی اگر برسائے ابر
چار دیوار عناصر ڈھائے ابر

بدلے باران کی ہو اشکون کی جھڑی
آہ سوزان کا دہوان ہو جائے ابر

دیکھتے ہی بدلیان برسات کی
اور دل پر درد غم کے چھائے ابر

پیاسے ہی مر جائیں حسرت کش مہون
آب حیوان بھی اگر برسائے ابر

نالۂ سوزان سے بجلی منہ چھپائے
چشم گریان سے مری شرمائے ابر

آتش دلبر ہے روغن ہجر میں
زور سے گو مینہ بہت برسائے ابر

رو کش طاؤس ہو داغون سے دل
چشم تر میری نکیون بن جائے ابر

سرد ہو بجلی بھی آہ سرد سے
گرم نالون سے مری جل جائے ابر

اپنی چشم تر سے میں تشبیہ دون
زور سے جب خوب مینہ برسائے ابر

دیکھے کیا لطف اس برسات میں
کیسے کیسے برسے کیا کیا آئے ابر

مے ہے سبزہ ہے چمن ہے نہر ہے
میکشون پر اب کرم فرمائے ابر

خاک برسے ایکے مینہ برسات میں
دود دل نے گھیر لی ہو جائے ابر

چشم تر سے کیا کریگا سامنا
آبرو اپنی نہ کھوئے آن کے ابر

میکشون کا مزرع دل سبز ہو
بدلے مینہ کے مے اگر برسائے ابر

کشتی مے پہ چڑھے ہین بادہ نوش
اوٹھے سپے دریا جو دل سی دود آہ

خوف کیا دریا اگر برسا سے ابر
آسمان تک ابر سے ہے بالا سے ابر

۷۰

عاشق اپنی گور پر سایہ کہان
ہان کبھی برسات مین جب آئے ابر

۲۴

زار سے اپنے ملا وہ شہ خوبان کیونکر
ہوگیا رابطۂ مور و سلیمان کیونکر

دیکھین ہوجاتی ہے صبح شب ہجران کیونکر
ہاتھ آتا ہے جنون مین یہ گریبان کیونکر

لوگ اشارے سے ترے ہوتے ہین بیجان کیونکر
پل مین سر کاٹتا ہے خنجر مژگان کیونکر

باد صرصر سے کہین آگے نکل جاتے ہین
دامن گرد مین الجھین رم جولان کیونکر

تر ہین سو دیکھی تو آنے دو مجھے دیکھون تو
سامنا کرتے ہین مرغان غزلخوان کیونکر

نالہ ہای شب ہجران کو کسی نے نہ سنا
یار کے ساتھ ہوے گوش عزیزان کیونکر

چشم روزن سے نکلتا ہون مانند نظر
روک رکھین گے در یار کے دربان کیونکر

بیوفائی کا گلہ سنکے یہ فرماتے ہین
چھوٹ جاتا ہے بھلا رابطۂ تن و جان کیونکر

تشنۂ شربت دیدار جو لین بوسۂ لب
دیکھین پھر رہتی ہے آب رخ دندان کیونکر

یا خدا جانتا ہے یا مرا دل واقف ہے
کیا بیان کیجیے کاٹی شب ہجران کیونکر

دامن کوہ کے ٹکڑے ہین مرے نالون سے
دامن گرد سے ڈھانکون تن عریان کیونکر

ضعف سے ہل نہین سکتی ہے دوائے جوش جنون
دیکھین طے ہوتا ہے وحشت کا بیابان کیونکر

سان آنکھون مین ابھی تک ہے نگہ حیرت سے
بچھ گئی ہم سے تمہاری صف مژگان کیونکر

جی شگفتہ ہوا ایک دن ادھر تیر فگن
ہوگیا دل صفت غنچۂ پیکان کیونکر

کثرتِ خوف گنہ سی مری آنسو سوکھی — تیرہ روزون کا مٹی نامۂ عصیان کیون کر

دیکھ کر شام شبِ وصل کو گھبرائی بہت — غیر سی پوچھتی ہین کرتی ہین سامان کیون کر

قتل کی بعد مکدر جو ہوسے کیا حاصل — خاک ڈالی سی چھپی خون شہیدان کیون کر

پاک دامن ہون رکون گا نہ مثالِ یوسف — دیکھو کھل جاتا ہی قفلِ درِ زندان کیون کر

وحشیون کو جو ملی زلف تماشا دیکھو — باتین کرتی ہین پریشان سی پریشان کیون کر

شررِ نارِ جہنم بھی دکھائی دیگا — آتشِ عشق سی جل جاتی ہین انسان کیون کر

ثمرِ خام لگا ہی شجرِ قامت مین — سرخ بوسون سی کرون سیبِ زنخدان کیون کر

کیونکر آہ شبِ فرقت مین اثر پیدا ہو — ہاتھ آجاے کلیدِ درِ جانان کیون کر

گوے چوگانِ صنم سر کو بنایا مین نی — جان پر کھیل گیا مین سرِ میدان کیون کر

۱۹	مصحفِ رخ نہ اگر بیچ مین ہوتا عاشق ہندو زلف سی بچتے یہ مسلمان کیون کر	۱۷

خون مین ڈوبی شفق وہ سرخ انگیا دیکھکر — چرخ صدقی ہوگیا آبی دوپٹا دیکھکر

پاؤن پھیلا راہ مین اوس گل کا چہرہ دیکھکر — ہاتھ کھجلانی لگی کرتی مین کانٹا دیکھکر

حلقۂ کاکل نہ آئینے مین دیکھا شوخ چشم — یہ ہرن وحشی ہین رم کرتی ہین پھندا دیکھکر

گیا گل نظارہ بوسی عارض گلنار کی — بخت میری جاگ اوٹھی اونکو سوتا دیکھکر

مر رہی زندہ ہون مگر بیمارِ عشق اچھی نہون — ڈالنا ہاتھ ان مریضون پر مسیحا دیکھکر

جوش وحشت مین طبیعت بسکہ ہی آزاد پسند — خار خارِ دل سی ہین خارِ صحرا دیکھکر

کچھ ہمین کو میکشی کی آج کل خواہش نہین — جام ہاتھون سی پھسل پڑتی ہین مینا دیکھکر

وصل کی شب بند محرم کی نہ ہمسے کھل سکی
توڑی ہاتھون کی اوڑہی انگیا کی چڑیا دیکھکر

تیرے تلوے رشک گل ہے نازنین یاد آگئی
مجکو سودا ہوگیا نقش کف پا دیکھکر

ساقیا مے سے چھکادے باغ ہے اور ابر ہے
آج تولانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھکر

اور گرمی سے بڑہی رنگ طلائی کی بہار
سونے کو پانیکا دھوکا ہے پسینا دیکھکر

تنکا تیری ناک کا تنکے ہمین چنوائیگا
زہر ہم کھا جائینگے کانون کا سبزا دیکھکر

دیکھی جب انگیا کی چڑیا پھر گیا سر پر ہما
تخت شاہی ملگیا دانتون کا چوکا دیکھکر

بعد مردن بھی اگر پابند وحشت رہ گیا
طوق سمجھونگا در جنت کا حلقا دیکھکر

قد تھا بوٹا سا پڑے رہتے تھے بندے کان مین
اب فلک ہمکو نظر آتا ہے بالا دیکھکر

بے ثباتی سنکے دنیا کی ادہر آنا نہ تھا
اس خرابی مین بتایا ہمنے گھر کیا دیکھکر

کان کی جھمکی کی فرقت نے جلایا رات کو
دل مین چھالے پڑ گئے عقد ثریا دیکھکر

دل نہ ہاتھون مین حنا انگیا طلائی ہے اگر
چور سب رہ جائینگے سونیکی چڑیا دیکھکر

۷۲

مدتون سے ربط شعر و شاعری جاتا رہا
پھر غزل تحریر کی عاشق نے چرچا دیکھکر

۹

غافل جو گوش دل سے سنے تو صدا ہے گور
کہتی ہے خاک زیر قدم ہے یہ جا ہے گور

کیا جانین جس مقام کی مطلق خبر نہین
پھرتا کوئی تو پوچھتے ہم راہ جائے گور

ہر چیز کا ہے رزق معین جہان مین
ہوتا ہے ایک دن تن انسان غذائے گور

دیوانہ کردیا ہے مجھے شوق مرگ نے
عریان ہون اسلیے کہ پہنون قبائے گور

پہنچا نہ خاکسار کوئی میری گرد کو
کیونکر نہ تنگ مجکو گلے سے لگائے گور

کھل جائی زندگی مین اگر لطف خواب مرگ	بدلی مکان کی چاہیے انسان بنا ہی گور
غیر شکر حرف شکوہ نہ آیا زبان پر	ہیبا فنا نے زیست مین اب آزما ہی گور
رہتی ہی مجکو ہجر کی سختی سی یاد مرگ	طول مرض سی کہتا ہی انسان کہ ہای گور

۷۳ — مردونکا قرب بھی ہے جو وحشت مین ناگوار
عاشق نہوگی خاک مین تجویز جا ہی گور — ۸

بیٹھے ہو پیٹ پھیر کے تم کس قصور پر	نقرا چلا رقیب کا کوئی حضور پر
محروم تیرے کوچے سے رکھا ہے ضعف نے	گلشن سی عندلیب کے کاٹے ہین دور پر
سمجھا مین خط مطرب داؤد لحن کو	لکھا ہے حاشیہ یہ کتاب زبور پر
سودائی زلف یار کی بہتان بندہ گئے	کیا کیا نہ بندشین ہوئین مجھ بیقصور پر
تعویذ سر کا آپکے دیکھا جو ضعف مین	بجلی کا احتمال ہوا کوہ طور پر
بنت العنب کی عشق مین نیاز ہی دین	پریون پر اپنی آئی طبیعت نہ حور پر
عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے	انسان کے سلیے ہین یہ عقل و شعور پر

۷۴ — بھڑکا ہے لاکھ آتش داغ جنون سی تن
ہی سیل اشک چشم بھی عاشق وفور پر — ۱۲

دریا ہی اشک بعد فنا بھی ہی زور پر	چادر کے بدلی پانی کی چادر ہی گور پر
احسان بعد مرگ کیا تم نے چور پر	رکھوا گئے کفن کو اوترواکے گور پر
وہ آزمائین تیر اگر اہل زور پر	بیٹھے نکل کے خاک سی بہرام گور پر
رخسار یار کا جو مقابل ہی چاند سی	دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

بوسہ لیا ہے شعلۂ رخسار یار کا — تعزیر کوئی شمع کی ہوتی ہے چور پر
اونگلی جو تھا بنی قول کی چھالے کو دیکھکر — کیون حکم قتل کرتی ہو گگڑی کی چور پر
تھی شمع رات بھر مین نہ پروانونکا ہجوم — اک مشت خاک صبح کو تھی اور کرور پر
دیکھو جو پشت خار کو میٹھی نگاہ سے — آنکھین ہون نیشکر کیطرح پور پور پر
دریا بہایا اشک کا مجھ تیرہ بخت کی — مستی سے جم گئی لب دریاے شور پر
قلزم مین اشک گرم جو ٹپکا ہے آنکھ سے — تبخالہ پڑگیا لب دریاے شور پر
دل مین ہمارے چھید ہین تیر نگاہ سے — ابرو کمان کی مشق ستم ہے جو زور پر

۷۵ عاشق کو ایک آن ملاقات کی یاد ہے — افزون ہے شور اشک سمندر کے شور پر ۲۲

مردہ چھید ہی لگائین جو وہ تیر گور پر — قربان اپنی غیرت بہرام گور پر
وحشت مین اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ — روشن چراغ وادی ایمن ہے گور پر
ہمسے جو زنگ آئینۂ دل نہ اوٹھ سکا — بیٹھے فقیر ہوکے سکندر کی گور پر
اسباب ظاہری سے نہین ہے تمہارا نام — آئینہ کب لگا ہے سکندر کی گور پر
مدت کے بعد بیٹھہ لگی ہے زمین کو — تکیہ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر
عزہ رہا کسیکا نہ دنیا مین اے پری — کیا بیکسی ہے آج سلیمان کی گور پر
بعد فنا بخار تپ غم نہ کم ہوا — رہتا ہے ابر سایہ فگن میری گور پر
رحمت کو قطع کرتی ہے تر دامنی مری — پھٹتا ہے ابر بھی اگر آتا ہے گور پر
بے مایہ مر بھی جاے تو حاصل نہو فروغ — جلتا نہین چراغ بھی مفلس کی گور پر
میری چراغ داغ مین روغن ٹپا دیا — پانی کو بعد دفن چھڑکا گدا کے گور پر

ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان
لاتی ہے بوی گل کو صبا میری گور پر

بیت پر اپنی ابر نے آنسو بہائے ہین
باد صبا نے خاک اڑائی ہے گور پر

افسردہ دل کو چرب زبانی سے کیا حصول
مُردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر

مرنے کے بعد قطع محبت نہ کیجیے
اے ماہ آئیے کسی تاریخ گور پر

میرا پری وش آئے اگر بہر فاتحہ
تاریخ ہو عزیمت تسخیر گور پر

شمع مزار صاف ہون گوری کلائیان
رکھو جو بہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر

بیوجہ آج بوسے دیے ہین جو ای صنم
کیا آئے لات مار کے حاتم کی گور پر

ظاہر ہے میری قبر سے سوز دروں کا حال
سبزی کے بدلے آگ کا ہے پیڑ گور پر

چادر چڑھاو موتیون کی اشک چشم سے
بجلی جو تم نے ہنس کے گرائی ہے گور پر

سامان اپنا ہے سہ کامل کی مہر سے
چادر نہین تو چاندنی چھٹکی ہے گور پر

ہمدرد کو بھی ہے مری صحبت سے احتراز
پروانہ تک نہ آئے کبھی شمع گور پر

٧٦	کیا جیمین آگئی کہ اوتارا مزار مین دو پھول بھی چڑھائے نہ عاشق کی گور پر	٣٠

پس جائے یون نہ حسن ملیح نگار پر
چھڑکون اگر نمک مین دل داغدار پر

دل لوٹتا ہے سینے مین رفتار یار پر
بلبل فدا ہے آمد فصل بہار پر

یارب نہ شیفتہ ہو کوئی قد یار پر
ہر وقت جان رہتی ہے منصور کی دار پر

مر کر بھی مرتبہ ہے یہ سودائے زلف کا
سنبل فدا ہے دود چراغ مزار پر

پرسش نہو گی ایک گنہ کی بھی دیکھنا
میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

سودے میں یہ کھلا ہوں کہ صورت بدل گئی
پنجہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر

اوڑ کر مکان یار کو ڈھونڈھونگا چار سو
امید شوق و خشش و کشش ہین یہ چار پر

یہ لطف درگذر ہے یہ رحمت کی ہے صفت
دشمن پہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر

نالہ ہمارا کان تک اوس بت کے گو نہ جائے
ہین لو لگائے قدرت پروردگار پر

دیتا ہے لطف کیا عرق شرم وصل میں
شبنم پڑی ہے سبزۂ رخسار یار پر

روکا ہے اپنے سر کی دلا کر مجھے قسم
کھاتا تھا زہر سبزۂ رخسار یار پر

کوٹھے پر آپ ہو کے مکدر چڑھے نہین
آکر آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر

زندہ رہی تو جائیگی گلشن مین لاکے یار
صیاد عندلیب کے نوچے ہزار پر

ثابت کرین تو اپنے ہوا خواہ کا قصور
آندھی کی طرح آئے وہ مجھ خاکسار پر

لذت کو ترک کر کے جو کھاتی ہین نان خشک
گھی کے چراغ جلتے ہین اونکے مزار پر

ملتا ہے رزق مومن و کافر کو شام تک
دشمن پر التفات ہے جو دوستدار پر

اوس بت کی جستجو نے کیا اسقدر ضعیف
چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کوہسار پر

ذاتی جوہرش سے ہے ابروے قاتل کی تیغ مین
رکھی گئی نہ باڑھ کبھی ذوالفقار پر

دنیا مین ضرب دست خدا کی تھی بے پناہ
کافر پکار کہتے تھے ہر بش ذوالفقار پر

۲۲	عاشق امید عفو کی ہے انکسار سے مغرور ہو نہ طاعت پروردگار پر	۱۴

چشم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھکر
بھیجتے ہین مرد کو میدان مین دل دیکھکر

آئینہ چھوٹا نشان حسرت دل دیکھکر
سیر ہوا بسکہ گرمیِ قاتل کو زایل دیکھکر

جہانتک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار
بڑھ گیا دل راہرو کا آج منزل دیکھکر

قید کیون ہوتا اگر مین بھاگ جاتا دشت کو
پانون بھاری ہو گئی میری سلاسل دیکھکر

کیجیے بلبل سے شرح گلشن داغ جگر
درد پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھکر

دل ہوا خوش جسم جب پہنچا کنارے گور کو
اہل کشتی ہوتے ہین مسرور ساحل دیکھکر

جب تصدق ان پہ ہم مٹا دی زلف وہ نسرین جبین
تمکین کا نہ ہون کے فرشتی چاہ بابل دیکھکر

غیر کو خال و خط رخسار کی ہو کیا تمیز
پڑھ نہین سکتا کبھی مصحف کو جاہل دیکھکر

اپنے دل ہی چیخ نے آخر گرایا برق کو
تیری ہنسنے سے اوسی کر کی مقابل دیکھکر

خنجر غم سے کیا ہی چاک پہلو اس لیے
ناوک مژگان سی قاتل تاک لی دل دیکھکر

کسکو دنیا مین دل سوزان کو ڈھونڈھا حشر مین
انگار دوزخ اوٹھایا صورت دل دیکھکر

عکس ہی ہی صاف دلبر کچھ نظر آتا نہین
آئنہ حیران ہی آئینہ مقابل دیکھکر

خاک مجنون کا ہیولی پھرتی ہی کوے یار مین
خوش ہی وہ سفاک دیوار چمن کیگل دیکھکر

۲۰	گوہر مضمون عاشق کی جگہ سو کا نہین
۱۹	لیجیے موتی کوئی شبدہری کو قابل دیکھکر

وصف تیرا خلد مین موقوف ہی کب حور پر
بنگیا تشکل زبان ہر برگ نخل طور پر

یہ چھپے موسے سے نور جلوۂ رخسار یار
ہو گیا خورشید شمع روز کوہ طور پر

مدتون یکسان رہے جو چیز اوسمین لطف کیا
زوال دنیا ناز کرتی ہے شباب حور پر

پیروی مجنون کی کرتے آئی عاشق آج تک
اب قیامت تک چلینگے سب اسی دستور پر

کیون نہ ای سفاک مائل ہون صف عشاق کی
کیا جھکی پڑتی ہین پلکین چشم مخمور پر

بہ گیا مرہم پگھل کر زخم سو اللہ رے سوز
جل گیا پھاہا اگر رکھا ہے ناسور پر

فوق ہے عمر خضر پہ طول مین اوس زلف کو — مشک پر بوسے تہا سیاہی مین شب دیجور پر

بام پر سے یار جان بازونکا ہو کیونکر گذر — دخل پروانون کا کب ہوتا ہے شمع طور پر

اس سے ڈہارس عاجزونکو ہے تمہاری لطف کی — رحم آیا تہا فریسا لنگی تیمور پر

ظرف عالی جنکے تھے اونکا نہین باقی نشان — روح چینی کی نمکین ہین مدفن فغفور پر

زخم دل جلتا ہے یاد شعلۂ رخسار سے — عشق نے رکہا ہے پہاہا داغ کا ناسور پر

پہر جراحت دلکی بگڑ گی ہجوم حرص سے — بیٹھتی ہین مکہیان پہر زخم کے انگور پر

عطر نے چمکا دیا بالون کو گورے گال سے — نکہت مشک ختن کیا جب ہے کافور پر

شہد لب سے شمع رخ کو ہو گیا ایسا فروغ — شکل پروانہ جلا کرتے ہین یہان زنبور پر

پردۂ راز محبت گو انا الحق سے کہلا — قطع ہے جامہ بقا سے اللہ کا منصور پر

سختیان لاکہون اوٹہائین ایک کوچہ کی لیے — مزد دیکر آپ سستی کہتی ہین مزدور پر

روز روشن منہ چھپاتا ہے سواد زلف مین — نور عارض سے گہٹاتی ہے شب دیجور پر

حشر مین دل جو کہون اوٹہا کر یار تک پہنچائینگی — گو حفاظت مالکی واجب نہین مزدور پر

۸۹	عاشق اونکی چشم حیرت سے ہی [illegible]

۲۲	چشم ہوتی ہے [illegible] ہر جو مقدور پر

عکس لب پڑتا ہے تیغ ابروخمدار پر — رہتی ہے ہر سمت [illegible] بادۂ [illegible] پر

صاف ظاہر ہے نشان بوسہ چشم یار پر — مہر کرنے کی سبب ہے جام شربت بیدار پر

المدد ای شوق دیدار پری رو المدد — دست و پا سے [illegible] آنکہ [illegible] چار پر

تشنہ مے سے ہماری عقل زائل کیجئے — پاؤن کی لغزش تہین رکہا ہاتہ [illegible] پر

اپنی انگیا دیکہنے دیتا نہین وہ رشک حور — بیٹھنے پاتا نہین ہے مرغ نظر دیوار پر

جھوٹے وعدوں میں نہیں ان کا نشانہ منظور ہے
اے مسیحا رات کٹنے کی نہیں بیمار پہ

جام چھوٹے میں جو عکس ابروی ساقی کا پڑا
شیشہ سے مے نے گلے کو رکھ دیا تلوار پہ

اوس چاٹے عنبر رخسار جانان کی اگر
زہر سے چھائی پڑیں آنکھوں یان مار پہ

چور کی مانع صفائی خانۂ دلدار ہے
گر پڑا سایہ پھسل کر جب چڑھا دیوار پہ

کب بھلا کوئی کسی کے عیب چھپاتا ہے شریک
گل ہنسا کرتے ہیں حال نرگس بیمار پہ

بزم عشرت میں جو آیا وہ مسیح شمع رو
جتنی تصویریں تھیں وہ پھر نہ لگیں دیوار پہ

گفتگو کرتی ہے کیا بلبل کی زبان حال سے
تیری زلف پر شکن آتی ہے مہرہ مار پہ

چشمۂ حیوان دہن ہے ہو نہ کیونکر زندہ نام
بعد مردن ذکر ہے میرا زبان یار پہ

تم وہ کافر ہو تماشے کا جو تمکو شوق ہو
بھیس میں پتلی کی ناچے آکر کالی تار پہ

تیغ ابرو تیز ہوتی ہے نموسے یار سے
جسقدر ہے بارہ پر قد بارہ ہے تلوار پہ

غالب جور و پری گاہک ہے ایسی جنس کا
ختم یوسف کی خریداری نہیں بازار پہ

اس برس جو فصل گل میں چہچہے بلبل نے کیے
پر نمو کر آئیں بازو کی طرح منقار پہ

مجھکو سولی پر چڑھاتی ہے عوض منصور کے
سر اوترنے پر بھی حق رہتا زبان دار پہ

قتل سے کیوں تیغ ابرو رکھ گئی بل پڑ گئی
نقد جان ہم دیتے ہیں سستی ہوئی تلوار پہ

سخت جانی سنکے میری اونکو غصہ آگیا
کہتے ہیں منہ کھول کر کیا بارہ ہے تلوار پہ

کچھ فقط وہ تیغ میری خون کی پیاسی نہیں
جمع ہوتے بھی لہو پینے کو ہیں تلوار پہ

عکس محرم پر دُر دندان کا ہنسنے میں پڑا
موتیوں کا آج چونا پھر گیا دیوار پہ

سر کبھی چھوڑیگا اگر معمار سے مٹنے کا نہیں
رنگ گیا ہے خون ناحق دست جلاد پہ

٧٨	پل مین ظاہر ہو گئی عاشق پر اوس دل کی بات دیکھ کر مجھکو نظر اونکی پڑی تلوار پر	١٥

ہے صدمہ فراق بہت میری جان پر
اک آسمان ٹوٹ پڑا ناتوان پر

حوا کی شکل پر ہے نہ آدم کی شان پر
یہ بت پڑے ہین اور کسی خاندان پر

پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار سے
جب میری استخوان لگے استخوان پر

حسرت سے لوگ میری جنازے کو کہتے ہین
پیر فلک بھی روئیگا ایسے جوان پر

تیری مریض سے جو اوٹھائین نہ ان منتین
جا کر مسیح بیٹھ رہے آسمان پر

مین نے کہا کہ وعدہ خلافی سے کیا حصول
بولے کہ میرا صبر پڑے تیری جان پر

وعدے کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کی
ہر وقت ہے زبان تمہاری زبان پر

خواہش ثبوت ہو جو سگ کوی یار کی
ای شوق ابھی نکالین مری استخوان پر

ملک عدم مین ہستی ہے کس جنس کی تلاش
ہر روز کاروان گیا کاروان پر

بوسے جو بدکے غیر سے بازی تم ہار مین
دیکھوگے تم کہ کھیل گیا مین بھی جان پر

حال شب فراق طبیبون سے کیا کہون
پھیکا نہ ذائقہ ہے نہ تلخی زبان پر

ای آہ تونے پھونک کی جھگڑا اوٹھا دیا
لڑتے سگان کوی صنم استخوان پر

درد فراق یار کی ایذا نہ پوچھیے
ہوتی ہین جیسے نزع کی صدمے جوان پر

ابرو کا بل ہو آپکو غمزہ غمزہ کا ہے
پیکان تیر مین سے ہے نہ چلا کمان پر

٧٩	عاشق اب اپنی خاک ٹھکانے لگاؤ تم بیٹھو فقیر ہو کے کسی آستان پر	١٩

وہ دانت پیستے ہین باغ مین صنوبر پر — دباؤ ڈالتے ہین سرو قد برابر پر

پڑی ہے آنکھ دم ذبح اوسکے خنجر پر — لکیرین خون کی پلکین ہین چشم جوہر پر

زمین سے فیض ہو کشت فلک کو مثل سحاب — جو رکھون دامن دریا کو دیدۂ تر پر

تمہارے خندۂ دندان نما سے حیرت ہے — ہنسی کا شک ہے مجھے موج آب گوہر پر

غضب سے دیکھ کے قاصد کو ہنس پڑے وہ بت — خدا نے آگ کو گلشن کیا پیمبر پر

یہ بعد ذبح نکالین کدورتین دل کی — کہ خاک ڈال دی خون شہید خنجر پر

وہ ناتوان ہون کہ سب جانین استخوان بدن — تمہاری تیغ کا سایہ پڑے جو پیکر پر

برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہے صبر کا ناز — ہر اک کو دونون مین دعوا ہے اپنے جوہر پر

فلک ہوا ہے تری چشم مست پہ مائل — شکست کھائیگا شیشہ گرا جو ساغر پر

رہے نہ قید ملاقات آئین جائین مدام — جو گھر ہے آپ ہمارے ہم آپکے گھر پر

قیامت آئے تو ہو دادخواہ کو شادی — نماز شکر ہو دامان روز محشر پر

یہ اور بات ہے ناحق صنم جو قتل کرین — ثبوت جرم و خطا کا نہین پیمبر پر

ڈرا خدا کی قسم مار زلف یار سے مین — یہ خوف وہ ہے جو طاری ہوا پیمبر پر

وہ بادہ کش ہون صراحی گلے کا ہے تعویذ — عوض کلاہ کے ہے جام کاسۂ سر پر

مآل مال ہے فقر و فنا ہے صاحب مال — رہیگا پاس نہ دم بھر یہ نقش ہے زر پر

گلا ذرا سا کٹا باڑھ ہو گئی میٹھی — یہ دی لہو نے حلاوت زبان خنجر پر

مرا غبار رقیبون کو سد باب ہوا — اور اب یہ گرد کہ دیوار بن گئی در پر

یہ معجزہ ہے کہ روشن ہے پی پی کے نام — بنا ہے ید بیضا کف تونگر پر

٨٠	نہین ہے غیر کا محتاج فقر مین عاشق بنا ہے موج سے اشکون کی بوریا در پر	١٨

قیمتِ لعل لب سے دلبر توڑ
دانت دکھلا کے نرخ گوہر توڑ

خاکساری سے کر صفا حاصل
اپنا آئینہ تو سکندر توڑ

آزماتا ہے کیا ہمین او ماہ
ہو جو مرضی تو لائین اختر توڑ

ہم نہ توڑینگے خاطرِ ساقی
زاہدا تو نہ طعن ہم پر توڑ

تیر مژگان کا اے کمان ابرو
آزماتے ہین آپ ہم پر توڑ

سخت گوئی نکر صنم ہم سے
شیشۂ دل کو دیگا پتھر توڑ

تیر مژگان نہ اپر آکے لگے
سب نے دل مین کیا برابر توڑ

جذب الفت کرے جو کچھ بھی مدد
غیر سے لائین اوسکو چل کر توڑ

دل کی قیمت اگر بنی نہ یہان
دیکھنا ہوگا روز محشر توڑ

ذبح باھر چمن سے کر صیاد
نہ یہان عندلیب کے پر توڑ

نازنین ہاتھ مین نہ موچ آجائے
بیدھڑک یون نہ تو گل تر توڑ

جان تک دے کے بوسہ لین گے ہم
اسکی قیمت کا کر لے دلبر توڑ

حرص نے در بدر یہ دوڑایا
پاؤن ڈالے مرے تھکا کر توڑ

حشر مین دیگا کیا جواب ستم
زعم باطل کو اے ستمگر توڑ

سرزنش سو طرح کی ہو نہ مفید
نکلین افعی کے دانت دین گر توڑ

بیچتا ہے جان نثار لاکھ مین ایک
ہے متاع وفا کا دلبر توڑ

جان تجھی سے ناز پرور توڑ		عیش دنیا کے رنج سے ہے دنبال
۱۶	سینہ شق کر تعلق سے اسکے عاشق لوح دل سے طلسم پیکر توڑ	۸۱

ہین ہفتہ دوست آتی تھی یا ایکبار روز
ملتے نہین مکان پہ اب چار چار روز

کیونکر رہون نہ آٹھ پہر بیقرار روز
یکسان رہی نہ تمسے ملاقات چار روز

گردن مین گئی الی رہتے ہین لعلونکا ہار روز
رہتا ہی اتو جون کسیکا سوار روز

رہتا ہے خط یار کا جو انتظار روز
کاغذ بہر اور گھٹتا ہی یہ جسم زار روز

برسا ہے ابر چار سینے کبھی کبھی
آنکھین تمام سال رہین اشکبار روز

دونی ہوئی جوا برون کی نیچون کی یاد
کٹ جائینگے یہ زیست کی جلدی سے چار روز

دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہے
شب کو بلا سے زلف کی ہے سر پہ سوار روز

گھی کے چراغ اتنی جلاؤن اگر وہ آئین
بنجاسے روشنی سی شب وصل یار روز

دن گن رہے ہین زندگی مستعار کے
گذرے قرار وصل کو اب بیشمار روز

بوسون کی جیت ہار مین اپنا ہی فائدہ
کیون آوس قمر ہو شب کو نہ کھیلین قمار روز

طفلی سے تیرے در کی اوڑاتا ہون خاک مین
چڑھتا ہی چشم سیر فلک مین غبار روز

اقرار وصل کا جو کئے شب غلط ہوا
گھٹتا ہے آپکا بھی یہان اعتبار روز

قدغن ہوئی جو مے کی تو بسرہ جائینگے فنا
تاڑی پر اسکے سال پہینگے کٹار روز

شام شب فراق سے یون کانپتا ہون مین
لرزہ کا جیسے آتے کسیکو بخار روز

کہاتے ہین شب کو ترک ملاقات کی قسم
پہر دن کو گہر پہ آتے ہین کیون بار بار روز

۲۵	اونکے مزاج مین ہی تلون تو رشک کیا غیرون پہ التفات ہی عاشق پہ چار روز	۸۲

لیتا ہون چشم مست کی بوسی تمام روز
دور شراب ناب ہی چلتا ہی جام روز

ہر جائی ہو نہین تمہین اکجا قیام روز
پھرتے ہو آفتاب کی صورت تمام روز

غیرون کا بار بار جو لو منہ سے نام روز
تکرار میرے آپ کی ہو لا کلام روز

دن بھر تمہارے گھر مین ہی شرب مدام روز
گردش مین آفتاب کی صورت ہی جام روز

صاحب کرے سوال کہا نتا غلام روز
کر دیجے بوسہ ہای لب سرخ فام روز

پیر فلک کی بادہ پرستی مین شک نہین
روشن ہی مہر و ماہ کی چلتے ہین جام روز

ہی چرخ چارمی سی لب بام طعنہ زن
خورشید سے لڑاتی ہو آنکھین تمام روز

کھٹکا اذان صبح کا رہتا ہی وصل مین
زاہد ہماری نیند نکر تو حرام روز

تو وہ عزیز مصر دل کائنات سے
یوسف سے لیکے چھوڑ دیے ہین غلام روز

ہم چھوڑتے ہین جاگ کی آنکھین تمام شب
وہ صبح تک پلاتے ہین غیرونکو جام روز

عاشق سنا جو مجھکو کسی چشم مست کا
برسون پلای مفت ہین ساقی نی جام روز

قسمت مین فاقہ مست کی منعم خوشی کہان
برسون مین عید آتی ہی ماہ صیام روز

بوسے کی سائلون کو یہ کہتے ہین دیکھکر
خالی نہین غرض سی تمہارا سلام روز

خالق ہی مہربان مدد گار بخت سے
بھجتے نتھے وہ بھیجتے ہین اب پیام روز

واعظ دیا جو حسرت جنت لقب کو طول
بڑھتا گیا نظر مین مری احترام روز

تجھسے ادب سے بات بتون نی کبھی کی
موسیٰ نہین کرین جو خدا سے کلام روز

مین تیرہ بخت دن کو گیا جب مکان مین
نکلا مہت کی روزن در سے تمام روز

زلف دراز و عارض نازک کو دیکھی
کوتاہ نصف شب سے کہین ہے تمام روز

کی روز وصل یہ مرے طالع نے کوتہی
پہنچی شب فراق رہا نا تمام روز

جان حزین نے ساتھ دیا روز وصل کا
ہم ہو گئے اخیر ہوا جب تمام روز

راہ دہن چھپی ہے خط سبز یار مین
بہکاتے ہین یہ خضر علیہ السلام روز

پیری مین اپنے سو سیہ جب ہے سفید
ثابت ہوا کہ شب کا ہے قائم مقام روز

سودا ہے زلف یار مین اولٹا سفر کیا
ہنگام سیر شب ہے تو وقت مقام روز

دم آ گئے مار زلف کے کشتے مین ہے محال
پہونچا کرین مسیح علیہ السلام روز

۸۳

عاشق بیمار ہین یہ شب و روز ہجر کے
کاٹی ہو مرے کے شب نہین ہوتا تمام روز

۱۵ ب

دختر رز کو لیکے نکلے بادہ خوار ابکی برس
کیا پلا قاضی کو شیشے مین اوتار ابکی برس

گھر سے کم نکلا ہے وہ رشک بہار ابکی برس
مر گئے اوس گل کی فرقت مین ہزار ابکی برس

قبر پر آتا نہین وہ شہسوار ابکی برس
خاکساروں سے ہے کیا دل مین غبار ابکی برس

جوش پر ہے ساقیا فصل بہار ابکی برس
میکدے مین گھس پڑینگے بادہ خوار ابکی برس

اے جنون تاب ضعف سے تھا شرمسار ابکی برس
پیرہن خود ہو گیا ہے تار تار ابکی برس

لوٹیے اے ترک گلشن کی بہار ابکی برس
طائر رنگ چمن کیجیے شکار ابکی برس

وصل مین برسا ہے کیا ابر بہار ابکی برس
اے صنم ہے مہربان پروردگار ابکی برس

آ گیا ہے یاد کسکا خندۂ دندان نما
برق آکر لیگئی صبر و قرار ابکی برس

باغ مین دس روز تک کھیلا جو گیند ایار کی
ہے گل صد برگ پر مائل ہزار ابکی برس

قید سے کاکل ہون صدقہ نرگس بیمار کا
سکے بدلے ہو رہا تقصیر وار ابکی برس

سیل اشک چشم سی سو بار ڈوبی ہی زمین
گر پڑیگا گنبد نیلی حصار ابکی برس

کار نشتر کرتی ہین پلکین ہماری ہجر مین
خون برساوسے رگ ابر بہار ابکی برس

ٹالتا ہے وصل کا وعدہ وہ آنی کا نہین
ہوگئی برسون یہی کہتا ہے یار ابکی برس

فصل گل مین ایکدن آجاؤ پھر سیکشی
سے ہے مہینون سے تمہارا انتظار ابکی برس

۸۴	غیرت سرو چراغان رشک طاؤس چمن ہے تن پر داغ عاشق پر بہار ابکی برس	۱۸

نہین تھی جنکے زبان ولب دہن خاموش
پڑی ہوئی ہین قبر مین پہنے ہوی کفن خاموش

مثال شاعرون نے دیکے کردیا حیران
تمہاری چشم سخن گو سی ہین ہرن خاموش

شب وصال گذر جائیگی غضب ہوگا
خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش

رموز خالق عالم مین فکر بیجا ہے
نہو سکے گی کبھی مدحت ہین خاموش

جو معجزہ ہے قدم مین تو سحر بازو مین
صدا پتھرون سی نکلتی ہے نور تن خاموش

فروغ حیرت زبانی سے غیر ہین متماشا
مثال شمع جلا وینگے ہم بدن خاموش

سنو تو کیسی کھلی ہے زبان سوسن کی
کھڑے ہو باغ مین ارشاد یاسمن خاموش

تمہارے دم سی یہ سب چپکے ہین چلبلین
جو اوٹھو تم ابھی ہوجاے انجمن خاموش

نہین گرفت دم تقریر لاکہ سخت کہو
سنا کرینگے ترے عاشق دہن خاموش

سنا جو ایک شکایت کا حرف عاشق سے
ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش

رہِ دہن مین ہی طرازِ زلف کا کھٹکا
کمین مین بیٹھے ہین گویا کہ راہزن خاموش

شکستہ حال کی منہ سی نہین نکلتی بات
ہمیشہ رہتی ہی وہ زلف پرشکن خاموش

وہ کم سخن ہون کہ ہی میری پاؤنکی زنجیر
بسان سلسلۂ زلف پرشکن خاموش

خدا کی آگے گواہی تصور کی دیگا
رہیگا ایک نہ محشر مین عضو تن خاموش

زبان تیغ نہ گویا ہوئی کبھی افسوس
بغل مین رہتی ہی ہر وقت یہ دلہن خاموش

کبھی نہ کلمۂ حق سامنے بتون کے کہا
مثال زلف ہی ناقوس برہمن خاموش

تمہارے آنی سے محفل ہی صفحۂ تصویر
یہ حیرتی ہی کہ ساری ہی انجمن خاموش

۸۵	کلام اور کا سننے مین لطف ہی عاشق سنا چکے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش	۱۷

محتاج روشنی کی نہین تم برای رقص
روشن کریگا شعلۂ آواز جای رقص

گانا جو اُس سے سنو تم بہای رقص
زہرہ بھی آ کے چرخ سی گا کی بجای رقص

دل کو پکڑ کے بیٹھ گئی مبتلای رقص
گاتی جو آپ باندھ کے اوڑھنی برای رقص

پہنچی قضا جو تمنے دکھائی ادای رقص
جو انتہای عمر ہے وہ ابتدای رقص

پھرتے ہین اہل بزم اشارے مین آپکے
ہر نا خدای کشتی محفل ادای رقص

مردے کفن کو پھاڑ کے نکلی زمین سے
ہر قطع تیری جامہ پہ ای گل قبای رقص

ایک ہی یہ بات اوڑائی حسینون نے آپکی
طاؤس کو کچھ اور نہ آیا سوای رقص

دونا ہی لطف رقص اگر دل کو لاگ ہو
ہے نشۂ شراب محبت جلای رقص

جتنے شکستہ دل ہین وہ دم توڑنی لگین
گھنگرو دہرا رہین بولین جو او شوخ برای رقص

مرتے ہیں اہل دل انہیں الفت ہی رقص سے
اب ہاتھ اوٹھاؤ ایسی جفا سے برای رقص

جوڑا کھلا جو رقص میں کیا رنگ بندھ گیا
تجھے شاہ حسن دام میں آیا ہمای رقص

بسمل تری گلی میں دل داغدار ہو
طاؤس کو چمن میں مبارک ہو جای رقص

توڑے ہزار رقص میں لیتے ہیں سیم تن
ہم ناچ گھر کو کہتے ہیں دولت سرای رقص

پتلی بھی رقص کرتی ہے تار نگاہ پر
جس روز سے کہ آنکھ سے ہوئی آشنای رقص

دامن بنت سے شعلہ جوالہ بن گیا
ایسا نہو کہ دور میں تیری جلای رقص

بیجا نہیں بہار میں رندون کی ولولے
زاہد کے بھی دماغ میں ہو گی ہوای رقص

۸۶	عاشق یہ ابتدا ہے جو کرتے ہیں لاکھ خون انجام کار دیکھیے کیا رنگ لای رقص	۲۳

اپنے کوچے کاٹتا ہون آپ سرزن کی عوض
سر ہتیلی پر لیے پھرتا ہون دشمن کی عوض

اوس صنم کا حسن ہے معجز نما نام خدا
آتے ہیں بت پوجنے کو خود برہمن کی عوض

کوہکن کی بیکسی پر رحم آتا ہے مجھے
قہقہے کبک دری کرتا ہے شیون کی عوض

میری جرات پر ملیگا رستم دستان ہی ہاتھ
چاہئے تن ہی فقط مقتل میں جوشن کی عوض

سنگدل کا کوئی شیشہ توڑتا ہے محتسب
سو گلے کٹ جائینگے جب ایک گردن کی عوض

ہو لگی بھی دل سے جو اوس شعلہ رو کی بزم کی
جل گیا میرے کنول میں خون روغن کی عوض

صاف طینت دوسرا مجسا نہ آفاق میں
ہڈیان میری جلا کر لیجیے منجن کی عوض

روشنی میری سیہ خانے میں تل بھر بھی نہیں
حلقہ ہای چشم نابینا ہیں روزن کی عوض

استخارہ قتل پر میرے اگر منظور ہے
دیکھیے بالا سر وہی کا ہے سمرن کی عوض

ایک شب بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہیں
عمر بھر پچتاؤ گے دو دن کی جوبن کی عوض

ضعف سے سر جھک گیا وحشت میں جب کھینچے قدم
طوق میری پاؤں میں پہنا و گردن کی عوض

دل جو توڑا میکشوں کا ہاتھ کیا آیا اسی
توڑ دے قاضی کا سر شیشہ کی گردن کی عوض

بیٹھیے آکر جھروکوں میں اوٹھا دیجے حجاب
پردے آنکھوں کے لگا دونگا میں چلمن کی عوض

چاک سینے کو کیا جائی گریبان باغ میں
پھاڑ ڈالا ہمنے دشت کا صحرا میں دامنکی عوض

انتظار یار کب تک تیس دن جیتا ہے کون
سوت مجھ گریبان کی آئی کاش سانسونکی عوض

دل نہیں رہتا ہے قابو میں کسی کی درد سے
حال میرا لکھا ہے دوست دشمن کی عوض

جھانکنی دو روزن در بند کردی ہے عبث
سیکڑون خنجر پڑینگے ایک روزنکی عوض

دشت دریا کوہ عریانی میں وحشت نے دکھائے
کسقدر دامن ملی ہیں ایک دامن کی عوض

جھانکنی کو میں نے جب روزن کیا دیوار میں
تیر باران کرتے ہیں وہ ایک روزن کی عوض

حاسدوں کو قتل کیجے عاشقونکا کیا قصور
دوستوں سے آپ کیوں لیتی ہیں دشمن کی عوض

سیکتی ہیں دیکھکر شیشے کو حیرت ہو گئی
قہقہہ کرتا ہے کیوں وہ نے میں شیشون کی عوض

خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تھا وقت قتل
اب زبان ہو واسطی کٹتی ہے گردن کی عوض

۸۷

غور سے دیکھیں اگر ٹکتے ہوئے عاشق کی زخم
اونکی مژگان ٹوٹ کر رہجائے سوزن کی عوض

۹

کل بھی نہ آؤ گے نہیں کہتے ہیں ہم غلط
وعدے ہیں جھوٹ آپکے قول و قسم غلط

تدبیر وصل یار سوا اور کچھ نہ کر
ناصح وہ بات کہ کہ ہمارا ہو غم غلط

صورت دکھا دیا ہے جو مصحف کو درمیان
آیا خدا سے عہد کیا ہے صنم غلط

ہو جان سی عزیز اگر سر ہی کاٹ لو
ہین کہاؤنگا نہ آپ کی سر کی قسم غلط

کرتا ہون روز صورت جمال اوس سے مین بیان
تصویر روی یار سے ہوتا ہی غم غلط

ہمت کی ہی خلاف جو دینا جواب کا
سائل سی وعدہ کرتے ہین اہل ہمم غلط

مانند صفر دہر مین خالی شکم رہا
قسمت مین میری رزق کی تھی سب رقم غلط

کیا قدردان ہو سکے بد انصاف آپ سے
سچے ہین غیر عرض کرین جو کہ ہم غلط

۱۸

عاشق یہ بیخودی مین شب ہجر کاٹ دے
ساقی پلا شراب کہ ہو جاسے غم غلط

سر جھکتے ہین یہ اوسکی سے ہے شمشیر کا لحاظ
سینے پہ حرف نہی ہین یہ ہے تیر کا لحاظ

بیت الصنم کا طوف پرستش صنم کی ہی
حکم خدا ہے کعبے کی تعمیر کا لحاظ

گو خاک مین یہ میری جوانی ملا چکا
مجکو ہے آج تک فلک پیر کا لحاظ

دل مین مٹاؤن دفتر عالم سرشک سے
پر اپنے ہے نوشتۂ تقدیر کا لحاظ

اقرار کل تھا وصل کا انکار آج ہے
کیجے ذرا تو پہلی ہی تقریر کا لحاظ

تم تک نہ آنچ آئیگی عالم اگر جلے
دیکھو ہماری آہ کی تاثیر کا لحاظ

سر پر رہا نوشتۂ تقدیر کی طرح
ایسا تھا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ

ہی روز و شب کا فرق جو خورشید و ماہ مین
ہر اک کو دوسری کی ہی تنویر کا لحاظ

بت ہم سی پھر گئے تو خدا مہربان ہی
بندہ ہی ہین جسکے اوسکی ہی تقصیر کا لحاظ

بنتا ہی سر غبار در یار پر قدم
خاک شفا کا پاس ہی اکسیر کا لحاظ

صیاد تشنہ کو پھیری ہی سر کو جھکا کے صید
قاتل کا وہ لحاظ یہ نخچیر کا لحاظ

وحشت میں توڑ ڈالتی ہوتا جو دسترس
لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے
مطلب ہے نقد داغ سی محا نہ وحشت سی
سید ہی نگاہ یار نہ مانی سی کھنچ سکی
پابند ہے یہ سلسلہ حکم یار کا
اظہار بھی گناہ کا کرنا گناہ ہے

کرتے کبھی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ
رہتا نہیں جواب میں تقریر کا لحاظ
وحشت میں ہے نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ
حیرت میں ہے وہ دیکھ کے تصویر کا لحاظ
دست جنون کو رہتا ہے زنجیر کا لحاظ
اللہ کو ہے بندے کی تقصیر کا لحاظ

٨٩

عاشق یہ لطف دوستئ اہل بیت ہے
دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ

٩

یہ روئی کہ اشکوں سی بھرا ہے لگن شمع
پروانے پہ لپٹے تھی سراپای تن شمع
جل جاتی ہیں پروانے جو عریاں ہو تن شمع
کیا جلتی ہے خاموش یہ پروانے کے غم میں
پروانوں کی خونریزی سی ہے بزم میں محبوس
کل بزم میں ہر شمع سی پروانے جلا کہ
یہ سنخ بھبوکا سا بدن اور کہاں بو
ہے سوز یہاں اور وہاں خانۂ شیرین

فریاد کرے کیا نہیں گویا دہن شمع
شب کو پہ پروانہ کا تھا پیرہن شمع
ہے پردۂ فانوس او نہیں پیرہن شمع
گویا ہے زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع
ہے رشتۂ فتیلے کا بجائے رسن شمع
مقتل تھا شہیدوں کا تھی انجمن شمع
ہے چربی کا پتلا تری آگ بدن شمع
رلواتی ہے کیا شمع کو یاد وطن شمع

٩٠

سوز غم فرقت نے ہمیں ایسا گھٹایا
گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع

١٤

عریان تنی مین رکہی ثابت وفای داغ
اوتری نہ گل کی بہی مری تن سی قبای داغ

سودا ہمارا جاسے جو صبح وصال ہو
مرہم سفیدۂ سحری ہو برای داغ

بہر لایا زخم مرہم زنگار خط سبز
کافور نور رخ ہوا تیرا دوا سے داغ

مجہ دل جلی کی خاک سی نبے لگی چراغ
مرنے کے بعد دل سے نہ نکلی ہوا سے داغ

آماج گاہ تیر ستم ہی یہ دل فگار
ناسور ہی جگر مین کئی ہین ورای داغ

سینی مین گل کہلائیگا ان گلرخون کا عشق
سودای زلف لائیگا سر پہ بلای داغ

ہون تاجدار ملک جنون ہی یہی دعا
سر سے مری جدا نہو ظل ہمای داغ

دکہلا کو منہ جلی کو جلاتے ہو اور کیا
الفت مین کیا ملا ہمین تم سی ورای داغ

پہونکا چمن کو خرمن گل پر گرائی برق
گلشن مین جب بیان کیا ماجرای داغ

تہا جوش عشق ساتہ جوانی کی اب کہان
خواہش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوای داغ

ساری ہی میری وحشت دل ناصحا سرک
سودائی ہو لگو جسے میری ہوای داغ

خورشید حشر کو ہو حسد چاہتی دیکہہ کر
میری سیاہ خانی مین یہ ہی ضیای داغ

تن پہنکتے ہا ہی قبر مین در دکفن کہین
لیجائی آکی ساتہ کفن کی قبای داغ

۹۱	سودا ہوا ضرور کسی مہ جمال کا عاشق جو تن پہ آپ کی ہین چاند جای داغ	۱۵

کیا داغ جوش کی سینی کا مرہم شتای داغ
ناسور ہو جگر مین جو تن پہ سی جای داغ

اپنا قبول غیر کا احسان سہے نا گوار
چہڑکون نمک جو منت مرہم اوٹہای داغ

دیوانہ تہا جو ایک فسون گر کی چشم کا
پہرون نہ میری ہی آنکہون سی آگ لگای داغ

روز ازل سی ہمکو ہی سودای گلرخان
لالی کی طرح ساتھ عدم سی ہین لای داغ

جل جلکی جان جائیگی آخر کو ہجر مین
منعم ہوا ایک دل یہ کہانتک اوٹھای داغ

گل ہی چراغ زیست یہ روشن ہین بعد مرگ
تاریکئ لحد مین مرے کام آی داغ

ہم تم چلین جو ساتھ تو مٹ جای رنگ باغ
گل سے رخ آپ لالہ سی بندہ لڑای داغ

اوس گل بغیر آتش گل نے جلا دیا
بدلے گلون کی ہمنی حسین سی اوٹھای داغ

تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے
فرقت کی شب یہ داغ کر اوپر اوٹھای داغ

کام آئی ایسے اشک ندامت کہ یک قلم
عصیان کی میری صفحۂ دل سی مٹای داغ

گل ہاتھون پر دئی تری چھلون کی یاد مین
دل پر تمہاری چھڑیون کی غم مین کھای داغ

مر مر کے روز ہجر کٹے پوچھتے ہو کیا
صدمے سی جگر کو جلایا اوٹھای داغ

تیزاب رکھون زخم جو مرہم پذیر ہو
خود آگ سی جلاؤن جو خشکی پر آی داغ

اوس شعلہ رو کی عشق مین پروانہ مین بھی
بھرکے جگر کی آگ کلیجہ پکای داغ

٢١	ہمسے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے بیوجہ عاشق آپ نے دل پر اوٹھای داغ	٩٢

پھر جاؤگی سخن مین پھر اسکی گزاف صاف
باتون سی دم نظر سے کھلا انحراف صاف

چہرہ ہی بدر صاف تو زہرہ ہی ناف صاف
مژگان یار چرخ کی جھاڑو ہی صاف صاف

کرتی تھی تن کو کافرون کر ایک وار مین
تانات دو نیمہ جیسے سنان صاف صاف

اک اک مژہ سی یار کی سینہ ہی چاک چاک
جاتو سے جس طرح ہو قلم مین شگاف صاف

دھوکا ہی شاعرون کو جو اونکی دہان مین
کرتے نہین کلام مین خلاف صاف

مجکو جو ایک آئینہ رو کا خیال تھا
مغلق تھی گو زمین کہی شعر صاف صاف

صاحب مری طرف سے مکدر نہ چاہیے
بندہ کرے گناہ کا جب اعتراف صاف

ثابت ہی ماہ نو سے تمہارا عروج حسن
ابرو کی تیغ کا ہی فلک پر غلاف صاف

وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا
اسلام و کفر کا ہوا اختلاف صاف

اعضای تن سی نور کا دریا ہی موج زن
گرداب بحر حسن صفا ہی وہ ناف صاف

گر دصنم پھرا تو مکدر ہے شیخ کیون
حج کے لیے کیا ہی ابھی سے طواف صاف

کیا انقلاب ہی کہ مکدر ہوی ہین دوست
جنکو غبار تھا وہ ہوی برخلاف صاف

دل مین غبار ہو تو صفا تن کی ہی عبث
اندر بھری ہی خاک ہوا گو غلاف صاف

لیتا ہون اپنی ساقی سے ہوش سے ضد مین کام
مانگون جو درد دیتا ہی وہ برخلاف صاف

کچھ بھیجیے تو سمجھون کہ دل مین نہین غبار
مدت کے بعد پھر ہو رہ اتحاد صاف

چھپا یا جہان کو یہ مرے دود آہ نے
خورشید حشر کا ہوا انکشاف صاف

کرتے جو ہو وضو گل رخسار پوچھ لو
پانی ہوا عرق کی سبب سے سفاف صاف

بھکا طریق عشق مین مین خاکسار کب
تمنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف

منہ پیٹتا ہون یاد جو فرقت مین آتی ہین
وہ گوری گوری ہاتھ وہ رخسار و صاف صاف

تیغ علی سے کافرون کو دل مین تھی غبار
کر دیتی تھی صفون کو وہ روز مصاف صاف

۹۰۳	عاشق بجز خدا یہ بتون مین صفت کہان دم بھر مین جو گناہ کرے سب معاف صاف	۱۷

دو صاحب ایاز اگر حشر سپہر ہا ہو توقف — مرعیف بجر سنی کی یاسب سے دوا ہو توقف

وفور گریہ مین نالی نکر ذرا موقوف
غضب ہے سینہ مین اگر ہو گئی ہوا موقوف

ہمارے دشت خطرناک مین نہ آ مجنون
کہ تند تون سے ہوا ہے یہ راستا موقوف

عجب طرح کا لگا روگ سب کو بہولے ہین
بتون کی یاد کو دل سے کرے خدا موقوف

مین کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کرون
وہ کون بات بڑہائی وہ کیا کیا موقوف

وفور خلق سے دیوار قد آدم ہے
گلی مین یک نظر کا ہے راستا موقوف

یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہے وعدہ وصل
نہ آئے حرف شکایت ہے گلا موقوف

نقاب اوٹھائی ترے رخ سے بادہ نوشی نے
وفور نشہ سے ہی ہوئی حیا موقوف

پہنچ گئے تھے ہمارے سے داد خواہون کے
ہمین جو دیکھا تو دربار کر دیا موقوف

کیا ملاحظہ جب تند خو ملازمون کا
ہمارے نام کو دیکھا تو لکہہ دیا موقوف

مریض عشق کے بچنے کی کون صورت ہے
غذا اسینون سے ہے ترک ور دوا موقوف

جو ہوگا لقمۂ ثعبان زلف سب عالم
دہان گور کی ہو جائیگی غذا موقوف

ہمیشہ دل مین مرے داغ عشق جلتا ہے
نہوگی روشنی خانۂ خدا موقوف

الہی دور بخیلون کا جاے دنیا سے
کرین جو ایک ملازم ہزار ہا موقوف

اسی امید مین جیتے ہین دم فنا ہو جاے
ابہی جو وصل کا ہو جاے آسرا موقوف

بساط جسم مین اک مشت خاک رکہتے ہین
ہماری ہڈیون پہ رزق ہما موقوف

۹۴	سنا جو آپ کو رہتا ہے خوف بدنامی بیان عشق بہی عاشق نے کر دیا موقوف	۱۸

دلبر تمہارے نقش ہوا ہے بیان شوق		کار قلم کو کہاتی ہے میری زبان شوق

وہ آپ دوڑے آئین اگر جذب دل کھائین
اوڑنے لگون کرون مین اگر امتحان شوق

سینے مین داغ نبض مین تپ پاؤن پہ ورم
سر مین جنون ہے خانۂ دل ہے مکان شوق

قاصد زبانی کہیو وہان کام سے تمام
تحریر سے تمام نہو گا بیان شوق

نیند آئی تمکو نکلین مرے دلکی حسرتین
سن لو جو وقت خواب کبھی داستان شوق

ہے جستجوئے منزل مقصود کوئے یار
نالہ جرس ہے سینے مین ہے کاروان شوق

قاصد کی شکل بنکے چلین ایک خط کو آپ
پیغام ہے تو ہو نہین سکتا بیان شوق

سینے پہ آج ہاتھ وہ رکھتے ہین بار بار
پاتے ہین میرے دلکی تڑپ سے نشان شوق

سب خود غرض ہین بندۂ بیدام ہے تیرا
الفت کو آزماؤ کرو امتحان شوق

بہتا ہون کوئے یار کو طوفان اشک مین
ہے ناخدا ہے کشتی تن بادبان شوق

اس تیر کا نشانہ نہین جز دل حبیب
سقف فلک کو توڑ دے نہ کیونکر فغان شوق

جلد آیئے تمام شب انتظار ہے
اب جان دیگا یاس ہے یہ نیم جان شوق

نکلے کی جان میری نہ نکلے جو گھر سے تم
منظور ہو تو کر لو ابھی امتحان شوق

باتون مین ہم رلائین ہنسائین یہ لطف ہے
سنیے ہمارا قصۂ غم داستان شوق

سلطان ملک عشق ہون کہتا ہون گنج غم
دل درد کا خزانہ ہے سینہ ہے کان شوق

کچھ منہ سے گو حجاب کی مارے نہ کہ سکے
بے چین ہو گئے وہ سنی جب فغان شوق

گستاخ ہو نہ ہاتھ اوٹھا دیجیے نقاب
سو بار آپ کر چکے ہین امتحان شوق

۹۵	عاشق بگڑ نجاسے وہ نازک مزاج ہے لب پر نہ آئے آہ نہ نکلے فغان شوق	۲۰

ڈھائیگی سقف فلک ہمت مردانۂ عشق ۔ توڑینگے عرش کی زنجیر کو دیوانۂ عشق

سخت پتھر سے سوا ہے دل بیگانۂ عشق ۔ سنگ میں نشو و نما خاک کرے دانۂ عشق

ضعف میں سجدہ کرینگے مجھے دیوانۂ عشق ۔ ہمکو بٹھاؤنگا محراب در خانۂ عشق

جسکو دیکھا وہ ہے سرشار مئے الفت سے ۔ دورہ چرخ سے ہے دور خط پیمانۂ عشق

ساتھ الفت کے ترا خوف سمایا دل میں ۔ دوسری اور بلا ہو گئی ہمخانۂ عشق

آج پوری ہے کرامات تو بے عقلوں میں ۔ حال کہتے ہیں یہ پیروز کا دیوانۂ عشق

حسرت مملکت حسن میں سب جلتے ہیں ۔ شمع لکھواسکے نہیں لائی جو پروانۂ عشق

کیا ضرر ہو جو چمن سے نہ اوٹھا دے صیاد ۔ بید مجنوں کے رہیں سائے میں دیوانۂ عشق

ہر گھڑی آتے ہیں زاہد نصیحت کرنے ۔ مجکو اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانۂ عشق

غم مرض یاس تپش موت لحد دشت عدم ۔ کوئی بیخوف نہیں منزل ویرانۂ عشق

حال دل کہتا ہوں تو پہلو سے اوٹھ جاتے ہیں ۔ بخت سو جاتا ہے سنکر مرا افسانۂ عشق

اپنی وسعت کا سمندر کو بڑا ہے غرہ ۔ حال کہل جائے جھلک جائے جو پیمانۂ عشق

جام سے دل کے کہلے حال جہاں تیغ ہے کمال ۔ مدتوں جسم کو ٹہرایا خط پیمانۂ عشق

بعد مدت کے ہوئی الفت خال ابرو ۔ آب شمشیر سے سرسبز ہوا دانۂ عشق

دیکھیں محشر میں وہ سرسبز کسے کرتا ہے ۔ لوگ تو تخم عمل بوتے ہیں ہم دانۂ عشق

رقص طاؤس فلک کا جو تماشا دیکھو ۔ دل پر داغ ترے نعرۂ مستانۂ عشق

منزل گور میں اوتریں تو فراغت ہو جائے ۔ دشت میں دم نہیں لیتے کہیں دیوانۂ عشق

ہیں جدا اوس شعلۂ عارض کی بلائیں شب وصل ۔ بن گئے ہاتھ ہلانے سے یہ پروانۂ عشق

دل کی منزل میں نہوتا تو نہ بستی توقیر | تجھسے اے مہر لقا ہے شرف خانۂ عشق

۹۶ | نخل الفت دل سوزاں میں ہے عاشق سبز | آپ نے بہار میں جھونکا تھا عبث دانۂ عشق | ۱۵

جل جلکے تپ غم سے فلک کون ہوا خاک | ماتم ہے یہ کسکا جو اوڑاتی ہے صبا خاک
ہم ہوگئے آخر نہ طبیبوں سے ہوا خاک | زہر غم فرقت پہ اثر کرتی دوا خاک
کیا پیر ہوے منفعت سے اک طفل کی غم میں | جینے تو اوٹھایا نہ جوانی کا مزا خاک
پروائے غم عشق نہ کچھ قلدر وفا ہے | درد دل بیتاب سناؤں تمہیں کیا خاک
کیونکر نہ جلاتا ہمیں داغ غم احباب | کیا کیا نہ ہوے اپنے عزیز و رفقا خاک
افسانۂ دم صور سرافیل سے ہے مجھکو | تاثیر کریگی دم عیسے کی ہوا خاک
ہے گرد کدورت یہ بھری شیشۂ دل میں | نکلے گی مرے سینے سے بھی آہ کی جا خاک
وہ ذرا ہوں گر پڑتا ہوں جھونکوں میں ہوا کے | دب جاؤں جو تھوڑی سی اوڑا لائے ہوا خاک
دل خاک کی تیلوں سے لگانا نہیں اچھا | ہو جائیں گے اک روز یہ پھر بعد فنا خاک
مُردے کی طرح گرد کدورت میں اٹا ہوں | جینے کا مزا فرقت جاناں میں ہے کیا خاک
اے دیدۂ تر چشم امید اور بھی ہوتی | جب کوچۂ دلبر سے اوڑاتی نہ ہوا خاک
ہشیار ہو مسکن ہے ترا ایک دن اس جا | ہر شخص کی یہ قبر سے دیتی ہے صدا خاک
رہ سوختہ طالع ہوں کہ خرمن میں لگی آگ | دانہ مری قسمت کا کرے نشو و نما خاک
بیماری فرقت سے یقین ہے نہ بچوں گا | ملتی ہے در یار کی کب بہر دوا خاک

۹۷ | جا کر در آقا کو نہ آنا کبھی عاشق
ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک | ۲۳

بلبل کی طرح اوڑ کے ہزار آئی چمن تک
پہنچا نہ کبھی ہاتھ ترے گل سے بدن تک

شیرینی لب تیری ملاحت نے مٹا دی
آئینہ جو دیکھا تو ہوا شور دہن تک

دل چسپ جو کیا ایکی بہین و نو گلشن
پروانز کی خو بھول گئے مرغ چمن تک

بدنام کیا آپ کو ابدل شکنی نے
محجوب رہے خوب رہے عہد شکن تک

نافہ نکو تری لٹ کی بالون مین بساتے
یہ مشک نہ پہنچتا جو کبھی ملک ختن تک

وہ آپ کو کنعان کے کوئین مین نگراتا
یوسف کو رسائی نہوئی چاہ ذقن تک

ہو شمع کے شعلے مین اگر سوز ہمارا
پروانہ کی صورت ابھی جل جائے لگن تک

جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
رستے ہین لہو میرا ابھی زخم کہن تک

پھر جائینگے ہم غیر کی تقلید نہ کیجے
عاشق تجھے تری چال کی بیساختہ پن تک

مجنون کو بیابان مین ہمارا ہی تعجب
آوارہ وطن جاتی ہین آوارہ وطن تک

گھیرے ہین بہت راہ مین غربت کی بلائین
مشکل ہے پہنچ جائین سلامت جو وطن تک

یہ وحشت گیسوی معنبر کی ہے تاثیر
آتے ہین مجھے سونگھنی صحرا کی ہرن تک

مر کر یہ مٹا زور مری دست جنون کا
اس ہاتھ سے ٹوٹا نہ کبھی تار کفن تک

تقدیر نے وحشت مین بنایا وہ گھر اپنا
کالے ہوی جیسے دشت مین گر ہی ہرن تک

وہ کون ہین کہتی ہین جو فرقت کی کہانی
نکلا نہ مرے منہ سے شب وصل سخن تک

کیا داغ جنون مٹتے مری جامۂ تن سے
بیداغ میسر نہوا مجھکو کفن تک

عالم مین کوئی تازہ جوان ایسا نہوگا
جھک جھک کے جسے تاکتا ہے چرخ کہن تک

شکوہ نہین غربت مین کسی نے جو نہ پوچھا
بیزار ہین صورت سے مری اہل وطن تک

دل توڑ دیا دور سے مژگان نے ہمارا — قسمت نے پہونچنے نہ دیا تیر فگن تک

پیری نے ہیا نتاک چمن حسن کو لوٹا — باقی نہ حسینون کی رہی صوت حسن تک

برپا ہوا اک عالم بالا مین تزلزل — فریاد نہ پہنچی تھی ابہی میرے دہن تک

چہرے کو ترے غیر کے بوسون نے بگاڑا — داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذقن تک

۹۸	پیچ نے زلفون کے ڈرایا مجھے عاشق چہوتا نہین ہین جان سے بابار رسن تک	۱۱

کہتے ہین جان سبزہ رنگ غمزدہ و کلان سبزہ رنگ — خنجر تہان سبزہ رنگ ہے وہ جوان سبزہ رنگ

کیسا لبون کا بوسہ تہا غم ہوا جی کے جانیکا — سم تہا ہماری حق مین کیا آب ہان سبزہ رنگ

عکس پڑا تہا گالونکا سبز ہوئے نکات جو تہا — دیتا تہا دہوکا طوطی کا زاغ کمان سبزہ رنگ

ہوری چمن مین کہیلتے تہے ہوگئے سبہی رنگ نو ہو — بہتا ہے بدلی پانی کے آج سیان سبزہ رنگ

چپ ہین ستم کی کرنے سے دیکہ لہو کو ڈرنے سے — ہوگئی میری مرنے سے لال زبان سبزہ رنگ

طالب بوسہ ہون مین اس سنے مین خنکی ہین تمار — زہر ہے مجہکو خط یار مشک فشان سبزہ رنگ

غیرت گل مین دونون گال تہے وہ جہولی کا نہال — نیچی کی رگ کی ہے مثال ہوے میان سبزہ رنگ

سنتے ہین سبد کانون کی جہکے زیادہ کانون — سبزے مین سب کو جہلک دی کیون بیان سبزہ رنگ

پان چبا کی ایک ابہی تیزی ہے بات اونکی — قفل سرخ اثر مین تہی منہ مین زبان سبزہ رنگ

دیتا ہے مے سے ہی بہار سبزی کی نشہ کا اوتار — سبزے پہ اب جو ہین ہوا سبز خطان سبزہ رنگ

۹۹	عاشق کیجے اونسے ڈر سایہ سے جنکے ہے حذر زہرون کی ساری ہین شجر طفل و جوان سبزہ رنگ	۲۵

رخنی مین میری ناخون سی ہی زندان آج کل
خوف سی تہمتی نہین وو دن نگہبان آج کل

دامن صحرا گریبان تن عریان سینے
ای جنون اتنی اوڑا خاک بیابان آج کل

عشق پہر تازہ ہوا اک غیرت بلقیس کا
پاس ہی اپنی بہی سامان سلیمان آج کل

پہاڑ کر کپڑی لگا دی دامن صحرا مین گوٹ
کار سوزن کرتی ہین خار مغیلان آج کل

گز بنایا ہی زمین کا جوش سودائی ہین
ناپ ڈالی ہین بیابان سی بیابان آج کل

پاؤن سی سر اوٹھ نہین سکتا ہمارا ضعف مین
ہی گریبان دامن اور دامن گریبان آج کل

نغمہ پیرا ہی نہین اب کوئی باغ دہر مین
بلبلون سی ہو گیا خالی گلستان آج کل

غم گیا وحشت سی داغ ای دل علاج داغ ہی
داغ سودا سی ہی مشہد داغ عزیزان آج کل

آتش تر تیز رو ای ساقی گلرنگ لا
بادہ خواری ہین گھٹی فصل زمستان آج کل

تیرا دیوانہ نظر بند اسی پری ہو گیا
دور پریون کا ہوا دیوار زندان آج کل

کاٹی ہین جل جلکی راتین انتظار یار کی
سر سی پا تک ہو گیا سرو چراغان آج کل

جسکو دیکھا ای فلک وہ رنج سی خالی نہین
خوش نہین پایا کوئی جز زخم خندان آج کل

قامت و ابروی جانان کی الف بی یاد ہی
جانتا ہون قیس کو طفل دبستان آج کل

شعر کیا موزون ہو کوئی قامت موزون نہین
مرغ گلشن تک نہین دیکھا غزلخوان آج کل

غم نہین رہتا نشان دست قاتل جان کر
مجکو خوش کرتی ہین میری زخم خندان آج کل

ہونٹ دانتون سی چبانا کی انہین عادت نہین
کان سوتی کی دکھاتا ہی بدخشان آج کل

دور ایسا ہی خدائی مین بتان ہند کا
ہی مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل

نرم گوئی اختیار اپنا ہی دوران سی جو کی
تشنہ ہین اپنی ہی بن خون انسی ندان آج کل

پنڈلیوں تک آب خجلت مین پری و غرق ہین — آفتاب حشر ہے وہ روی تابان آج کل

ہے دو والی چشم سی لخت دل سوزان گرین — خانۂ زنجیر کو ہے جیسے چراغان آج کل

روی روشن سی ذرا اوٹھو نقاب ای سرد مہر — گرمیوں پر ہے بہت خورشید تابان آج کل

بیٹھ پر سیلی کی بالون کی نمو ہونے لگی — ہو گئی چشم جوہر آئینہ حیران آج کل

نرگس شہلا سی بھی وحشت ہے یاد چشم مین — ہمکو دکھلاتا ہے کیا آنکھین گلستان آج کل

دشت مین منزل مسافت ہے قدم کی ضعف سے — ہین مناری کوس کی خار مغیلان آج کل

۱۸	وصل عاشق سے تمہارا حسن پکا ہو گیا سرخ بوسون سی ہوا سیب زنخدان آج کل	۱۰۰

ایسا ہزار بار کھلا کب چمن مین گل — غنچہ ہے خامشی مین دہن پر سخن مین گل

ہین جسم کی چمک سی جواہر بدن مین گل — بازو پہ آکے مل گئی ہین نورتن مین گل

لب سپر جو عکس رخ ہی تو رخ پر ہے عکس لب — نکلے عقیق باغ مین پہولے یمن مین گل

اک گل مین گل کو وصل مین شادی سی جان دی — سہرہ بناؤ گوندہ کی تار کفن مین گل

باتون مین پہول جھڑتی ہین آواز خوش دو ساتہ — تمنے پروئی رشتۂ صوت حسن مین گل

گیسو مین آج بار نہ لپٹے سبب ہی کیا — مشاطہ کی خطا سی نہ پہنچی ختن مین گل

اوس گل کی چال باد بہاری سی کم نہین — بنجاتی ہے نبت کی کلی پیرہن مین گل

ہر صبح تار کہول کے کنگہی اگر نہ ہو — بنجائین مشک زلف سیہ کی شکن مین گل

دو سے گئے جو ایک پہول مرے آگی غیر کو — پہوئیگا آج کوئی نیا انجمن مین گل

بجہ جاتے ہین حسین ترے منہ کو دیکہکر — ہو جاتی ہین چراغ تری انجمن مین گل

گلچین کی بات خشک کرے آہ عندلیب
انکی نسیم سے تھے پہولین خوشی سے چمن مین گل

سینے کی داغ دل کو نہ کیون کر عزیز ہون
مشہور ہے کہ خار ہین اپنے وطن مین گل

اسد رجہ مدحت گل رخسار سے ہے خوش
ہے پہولا کر زبان ہمارے دہن مین گل

خوشبو جو بوسۂ گل رخسار سے ہے منہ
دانتون کی جا پر رہتے ہین ہمارے دہن مین گل

دنیا کی نیک و بد سے رہا مجکو احتراز
غربت مین دیکہی خار نہ سونگہی وطن مین گل

کنٹھی کے دانے چھوڑے ہین جوش بہار سے
ناقوس ہوگیا ہے کف برہمن مین گل

دکہلایا رنگ یہ لب لعلین کی عکس نے
خال سیہ کا داغ ہے سیب ذقن مین گل

۱۰۱	عاشق بہار پھول کے ہارون کی ہٹ گئی اوس گلبدن کی ملگئے رنگ بدن مین گل	۲۶

فصل بہاری ہے دیکہو رنگ گلشن آج کل
ٹپکا پڑتا ہے رخ ہر گل سے جوبن آج کل

عکس افگن ہے کسیکا روی روشن آج کل
ہے گل خورشید سے پہولا ہے گلشن آج کل

سوز ہے رونق فزائے خانۂ تن آج کل
سب بدن کی استخوان مین شمع روشن آج کل

آہین کرتا ہون جو تیری ہجر مین اے ماہرو
مثل انجم پڑگئے ہین چہت مین روزن آج کل

خودستائی سے بتون کا عرش پر پہنچا دماغ
پیر گردون بنگئے طفل برہمن آج کل

رخصت فصل بہاری سے قیامت آگئی
صور اسرافیل ہے بلبل کا شیون آج کل

میرے دلکو لو لگی ہے اک چراغ طور سے
خون تن مین جل رہا ہے مثل روغن آج کل

سیل خون مین تیرتی پہرتی ہین سر عشاق کے
موج زن ہے آب ہین تا گردن آج کل

سیے حجابی مین ہوا دارون کی وہ سنتی نہین
روی روشن ہے چراغ زیر دامن آج کل

شعلہ ور ہی دل جلون کی قتل سی قاتل کی تیغ
مثل روغن جل رہا ہی آب آہن آج کل

پرتو گلہای رنگین کی ہوا پر نقش ہین
بن گئی زاغ و زغن طاؤس گلشن آج کل

جھومتی ہین موج نکہت سی در و دیوار باغ
لڑکھڑاتے چلتے ہین مرغان گلشن آج کل

گل کھلی ہین دانۂ تسبیح زاہد پھوٹ کر
غنچہ ہای گل ہین ناقوس برہمن آج کل

رہزنی کرتی ہین زلفین اوس مسیح وقت کی
لٹتی ہی راہ سواد شہر لندن آج کل

زاہدان خشک بھی پھسلے تری تقریر پر
چکنی باتون سی ملا وہ تو ڈی روغن آج کل

ماہتابی آپکی بی چاندنی دیکھی نہین
چادر مہ ہے نقاب روی روشن آج کل

آستینون دار کرتی تھی کوئی محرم نہ تھا
چھپ نہین سکتا ہی نامحرم سی جوبن آج کل

بعد بربادی ہوا ہم خاکسارونکا ملال
کچھ مکدر ہو گیا ہی روی روشن آج کل

بی حفاظت کی کمر وہ قتل پرستی نہین
حلقہ ہای زلف کا پرتو ہی جوشن آج کل

اندنون سو یاوت چوٹی مین نہین اس راہ سے
کیچلی جھاڑی ہوی ہی مار رہزن آج کل

مژدہ ای دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
ہم نے کم دیکھے حسین پاک دامن آج کل

گھر مرا جلتا ہی سوز نالہ ہای گرم سے
روزن منقل ہین دیوارونکی روزن آج کل

دل نکلجاتا ہی قابو سی فراق یار مین
اپنی اعضا ہو گئی ہین اپنی دشمن آج کل

ہین مکافات گنہ جو حادثات دہر ہین
مین بھی راضی ہون جو خوش ہی میرا دشمن آج کل

بت کی الفت مین خدا ئی سی عداوت ہو گئی
سبے مین و آسمان ہین میرے دشمن آج کل

۱۰۲	قبر مین روئی سی پلکون کو بنوا ایسی ہوئی چھپ گیا کانٹون سی عاشق اپنا مدفن آج کل	۲۶

ہم ای فلک نہوے وصل یار کی قابل
عدو جبر کر کہ جو ہوا اختیار کے قابل

مثال شمع ہوی جل کی خاک فرقت مین
رہا نہ جسم کفن کے مزار کے قابل

دکھادی گرمی خورشید حشر ای گردون
یہی چراغ ہی میرے مزار کے قابل

تمہین تو دیکھ کے معشوق ہوگئی عاشق
وہ پیار کرنے لگی جو تھے پیار کی قابل

خدا کو بھول گئے حد کی یہ محبت ہے
بتون کی عشق مین ہین سنگسار کی قابل

رہی نشان تن داغدار گور مین بھی
چمن کا تختہ ہے سینہ مرے مزار کے قابل

عبث ہی کثرت انجم پرای فلک نازان
ہمارے داغ کہان ہین شمار کے قابل

نماز چھوڑ کے زاہد بتون کو سجدے کر
یہ بندگی نہین پروردگار کے قابل

فلک دکھا یا نہ عہد شباب جانان کو
ستایا ہمکو ہوے جب وہ پیار کے قابل

کبھی تو سبزۂ گور شہید کو روندو
حنا نہین کف پای نگار کے قابل

برا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ بھی
شکست گنبد نیلی حصار کے قابل

مرے جو آرزوی وصل یار مین گھل کر
زمین نے بھی نہ سمجھا فشار کے قابل

گرا دیا تن لاغر نے مجکو نظرون سے
وہ ترک چشم ہوی جب شکار کے قابل

بنا کے غصے کا چہرہ رولا رقیبون کو
نہین یہ چھینٹا ترا خاکسار کے قابل

کرو نہ صبح کا وعدہ کہ شب نہ گذرے گی
مریض عشق نہین انتظار کے قابل

جو مانگتا ہون اجازت مین گھر مین آنیکی
تو آپ کہتے ہین اب تم ہو دار کے قابل

پہن کی غیر کا جامہ کرو نہ ہمسے کلام
رہو گے یار نہ بوس و کنار کے قابل

سنین وہ رونق جوبن بہار کی صورت
نہین یہ جبالی ابھی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ کرو تدبیر
تمہارا قول نہیں اعتبار کے قابل

یہ جسم زار کہان یار کوہ ہجر کہان
سزا ابھی ہوئی ہی تقصیروار کے قابل

ہزار ہی سگ اصحاب کہف کی عظمت
نہیں مثال سگ کوچۂ یار کے قابل

وہ بے نشان ہون کہ گنتا ہی کون ایسی کو
نہیں ہین پرسش روز شمار کے قابل

کسطرح نکلے گی شب دراز فراق
مگر ہے عمر خضر مستعار کے قابل

خوشی سی پھول گی ہون وصل مین جو شادی مرگ
ملے نہ دہر مین وسعت مزار کے قابل

چراغ داغ سی یون کام کیون نہ فرقت مین
یہ ہجر اسی شب تاریک و تار کے قابل

١٠٣	غبار خاطر افسردہ ہو گیا عاشق صفائے آئینۂ روے یار کے قابل	٢٠

بٹھلائیں نقش دل مین تمہاری فغان سی ہم
کار قلم دکھائیں زبان بیان سی ہم

کیا آپ کے مزاج مین نخوت سما گئی
رکھتی ہین خود دماغ بلند آسمان سی ہم

بوسہ جو خط کا دو تو ابھی جذب دل کہائیں
نقطہ اوٹھا لین خال کا نوک زبان سی ہم

طوفان چشم نی تن لاغر بہا دیا
عاجز ہوئے ہین کشتی بے بادبان سی ہم

ہم اونکی بات کاٹتی ہین شوق قتل مین
قاتل کو باڑ ہین دیتی ہین تیغ زبان سی ہم

احوال حشر کہکے پھر اسے نہ زاہدا
غفلت مین اور سو گئے اس داستان سی ہم

محفل تمام صورت تصویر ہو گئی
مانند روح جاتے رہے درمیان سی ہم

دی جان آہ کر کے فراق بہار مین
لپٹے گئے جرس کیطرح کاروان سی ہم

پیری نی بطن زیست ملایا ہی خاک مین
وہ ولولے جوانی کے لائی کہان سی ہم

بلبل وہ ہین کہ رونق گلزار دہر ہین
بھڑکا رہے ہین آتش گل کو فغان سے ہم

پردہ اوٹھا کبھی نہ درِ جلوہ گاہ کا
آتے ہین اشتیاق مین پیار سے کہان سے ہم

پلوا دکھائین کیون نہ تمہین تیر آہ کا
یہ ضعف سے جھکے کہ ہوے ہین کمان سے ہم

صیاد باغ دہر مین کیا زمزمے کرین
سیکھین گے بھی تو بلبل باغ جنان سے ہم

جب روے دوستون کو ہوا چشم مین غبار
اندھے ہوے ہین گرد رہِ کاروان سے ہم

افشان چھڑکنے کی جو اجازت ہمین ملی
تارون کو توڑ لائین ابھی آسمان سے ہم

فصلِ بہار جاتی ہی مٹی مین مل گئے
تھے نقش پا کہ چھوٹ گئے کاروان سے ہم

پیاسی لہو کی خاک ہے جلاد چرخ سے
عاجز ہین اس زمین سے تنگ آسمان سے ہم

سیر چمن سے ہاتھ اوٹھایا بہار مین
بلبل کی طرح بحث کرین باغبان سے ہم

شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی
زیر زمین چھپے ستم آسمان سے ہم

۱۰۴	عاشق عدم سے یہ دل پرداغ ساتھ ہے گلدستہ باندھ لائے ہین باغ جنان سے ہم	۲۱

تمنے جگنو جو باندھے آنچل مین
برق چھپتی پھرے گی بادل مین

پھول ہین اونکا فرش پا انداز
عطر جلتا ہے ساتھ مشعل مین

مجھکو ایسی نہ تند کھینچو شراب
کاگ ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین

پانوں پر سر ہے ضعف سے اپنا
وہ اکڑتے ہین حسن کے بل مین

سخت جانی سے میری گل یہ کھلا
پھول آتے ہین تیغ کے پھل مین

قل ہوا چار دن مین جو آیا
چار قل ہین تمہاری ہیکل مین

کیون یہ امروز اور فردا ہے | ہمتو آخر ہین آج مین کل مین

ساقیا ہے شراب آتش تر | دے دے شعلے کا کاگ بوتل مین

پتلیان بول اوٹھین آنکھون کی | نسخۂ سامری ہے کاجل مین

زلزلہ ہے تمہاری چال نہین | خفتگانِ لحد ہین ہلچل مین

روز رہتا ہے شغل آرایش | صبح ہوتی ہے مسّی کاجل مین

گردنا ہے سیہ داغ جنون | نقش حب ہے تمہاری ہیکل مین

جل بجھین گے بدن مین خون نہین | تیل اب ہو چکا ہے مشعل مین

دل جلا ہون جو یون بغل مین شراب | چھالے پڑ جائین لاکھون بوتل مین

مے کشی مین ہماری عمر کٹی | نہ دیا ہمنے کاگ بوتل مین

شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے | پانی گھنگرو کی آیا چھاگل مین

بادہ خواری کا نقش بیٹھ گیا | کام آئین شراب کی قلمین

سوزش سینہ کم ہے پیری مین | آگ بجھتی چلی ہے منقل مین

رخ رنگین تک آگئین زلفین | خوب پھولین گلاب کے قلمین

ہے یہی زہد خشک کی دارو | آتش تر بھری ہے بوتل مین

١٧	لب شیرین کی گالیان عاشق تا و شیری ہین شہد حنظل مین	١٠٥

زاہد و شاہد ہین سیر شب مہتاب کہان | دور ساغر یہ کہان صحبت احباب کہان

یہ اوڑا جاتا ہوئے آگ سے تاب کہان | دل مضطر سے مری نسبت سیماب کہان

تیری دانتون کی تصور نے ڈبویا ہمکو
اسقدر گوہر یکتا ہین بہلا آب کہان

برہمن دیر مین جاتی ہین تو سجدہ کرتے
مسجدین نام کو ہین یہ ادب آداب کہان

جھوٹ تہمت جو لگاتی ہین تو جی جلتا ہی
ہین کہان آہ کہان خرمن مہتاب کہان

اوٹھ گیا باغ سی افسوس نہ مانا کہنا
ہمین نے سرسبز کہا او گل شاداب کہان

شدت درد جگر سے نہین بولا جاتا
بند ہین آنکہین تصور ہین مجہی خواب کہان

ایک افسردہ دلی نے یہ مٹا دی رونق
گل ہین سب داغ بدن پر گل شاداب کہان

رات دن یاد مین اس گل کی لہو روتا ہون
نسبت ہجر بشر فرقت سرخاب کہان

دیدہ دل کو تصور مین کرونگا روشن
طاقت دید رخ مہر جہانتاب کہان

پیاس بجھتی ہی تری تیغ سی قاتل پل مین
ہی چمک آئنہ مہر مین یہ آب کہان

نیند اوڑ جاتی ہی وہ ہیٹ جو یاد آتا ہی
ہی تصور مجہی مخمل کا مگر خواب کہان

کشمکش دل کی سہاری سی چلا جاتا ہون
دیکھون لیجاتا ہی مجکو دل بیتاب کہان

نبض مین کہلا نہین سکتا دل بیتاب کی ہاتہ
صورت نبض ٹہہرنے کی مجہی تاب کہان

اسلیے ہی ترے ابرو کا تصور دل مین
یہ نہ کہنے کو ہی کعبہ تو ہی محراب کہان

چین ماتھے کی دکھا دیجی ابرو کی قریب
لوگ کہتے ہین کہ تلوار تو ہی ناب کہان

۱۰۶	کوہ فرقت کو اوٹھا کر ہوے رستم عاشق ورنہ ہم زار کہان اور یہ القاب کہان	۱۸

زخم دل سیر اسیو کہتی ہو سب فن ہاتہ مین
طائر رنگ حنا کیا مرغ دست آموز ہے

انگلیان دس ہین چراغ اے ماہ روشن ہاتہ مین
شاخ گل کر بیٹے کرتا ہے نشیمن ہاتہ مین

سنگ دل بت ہین کبھی فریاد کو سنتے نہین
کیون لیے پھرتا ہی ناقوس اے برہمن ہاتہ مین

کاکل پرپیچ سلجھانی کا مجکو حکم ہے
آج بارے آگیا یہ مار رہزن ہاتہ مین

آنکھ مین ہاتہ کے پر تو جو دانتون کا پڑا
بنگئی کان صفا ہیرے کی معدن ہاتہ مین

سرخ ہو جاتی ہین گل توڑے سے دست نازنین
کیون ملین مہندی اوڑا یا رنگ گلشن ہاتہ مین

آتش رنگ حنا سے ساقیا جھڑ کی شراب
ہے گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتہ مین

ہاتہ سینہ پہ رکھ کی جب نہین کیا ضبط فغان
پڑ گئی غربال کی صورت سے روزن ہاتہ مین

طائر دل ہاتہ اوٹھا کر قفس مین کرتا ہی صید
دام خط دست رکھتا ہے وہ پرفن ہاتہ مین

پاون مین مہندی ملو تم ابر ہے برسات ہے
چوڑیان منگوا کی پہنو آیا ساون ہاتہ مین

پنجہ خورشید سے پنجہ نہین اوس مہ کا کم
کیا شعاع مہر ہین سونے کی کنگن ہاتہ مین

کام گو ناقص ہے لیکن غیر ممکن ہے کمال
ناطقہ پیدا کرے کس طرح الکن ہاتہ مین

اب گلابی بہر کے دو تم ہاتہ قابو مین نہین
آئی پری تھمتی نہین شیشی کی گردن ہاتہ مین

شعلہ ور کیا آتش رنگ حنائے یار ہے
بن گئی ہر ایک انگلی شمع روشن ہاتہ مین

پاس الفت سے فقیر او سپیر جو اکثر ہو گئے
اس سے بیراگی لیے پھرتی ہے جوگن ہاتہ مین

جان شیرین ایک ہے مرنے کی ہین سامان سب
زہر ہے ہر شخص کی ناخن کا دشمن ہاتہ مین

غیر حسرت مال دنیا سے کبھی حاصل نہین
کب سکندر لیگیا زر زیر مدفن ہاتہ مین

۱۰۷	کشت جان عاشق کی پہونکی ہاتہ مہندی یار نے شعلۂ رنگ حنا تہا برق خرمن ہاتہ مین	۱۱ ....

پھر رہے جو نامہ بر تم سے وہ یہ تقریر کرتے ہین
نہ وہ تقریر کرتے ہین نہ وہ تحریر کرتے ہین

وفور ضعف سے برسوں ہوئے ہیں سست اعضا
ہمارے کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہیں

پری رویوں کا ایسا نقش بیٹھا صفحۂ ہستی پر
سلیمان کو طلسم حسن سے تسخیر کرتے ہیں

مشبک کر دیا سقف و در و دیوار زنداں کو
فغان و آہ و نالہ اپنے کا تیر کرتے ہیں

گریباں ہاتھ میں آتا نہیں جب جوش وحشت میں
گلے کے طوق کو ہم توڑ کر زنجیر کرتے ہیں

بجز انکار کے آتے نہیں وہ حرف مطلب پر
یہی تقریر کرتے ہیں یہی تحریر کرتے ہیں

بہار آتی ہے مے بھر دی ہیں ساقی خم سے بوتل میں
عجب عامل ہیں شیشے میں پری تسخیر کرتے ہیں

تمہارا میرا مطلب ایک ہے فرق ہے فقط سے
جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہیں

وفور جرم سے لکھنے کی جب مہلت نہیں پاتی
ہمارے کاتب اعمال بھی تقصیر کرتے ہیں

لگایا ہاتھ یاقوتوں میں آدم سامرا کاکل کو
ہمارے حرف منتر کی طرح تاثیر کرتے ہیں

۱۰۸	گلہ جب بیوفائی کا سنا کہتے ہیں وہ عاشق ہمارے سامنے آپ آنکی تقصیر کرتے ہیں	۱۷

فلک ظاہر ہوئے سینے ہی جو کم آنسو نکلتے ہیں
گھٹا ہے اسقدر رو رو کہ اب ٹانکے نکلتے ہیں

رولاتی ہیں مجھے دکھلا کے جب گیسو نکلتے ہیں
دھواں گھٹنے سے آنکھوں میں مری آنسو نکلتے ہیں

جھپکتی ہیں جو مجھ بے خواب سے آنکھیں ستاروں کی
شب فرقت میں انجم کی عوض جگنو نکلتے ہیں

کنایہ ہے کہ شام وصل کو وعدے کو ٹالیں گے
جو وہ شانوں کے پیچھے ڈال کر گیسو نکلتے ہیں

سیئے جاتی ہیں میرے زخم وہ سفاک نشتر سے
لہو کی چشم سوزن سے مگر آنسو نکلتے ہیں

یہ طفل اشک بھی ہیں تماشا چرخ پوچھے کا
تری پتلی کی گردش سے مری آنسو نکلتے ہیں

وفور غصہ و غم سے سبب شب سست سو دیکھا
لہو اپنا پیا ہے جسقدر آنسو نکلتے ہیں

تنو مہر ہو جیسے عاشق کلیجا ہو جو پتھر کا
اگر چاہین پریزادون کو آتش خو نکلتی ہین

نہ ہو نور وہی رنگین پر کہ موسم خط کا آپہنچا
چمن مین حسن کی بہی خار آکر گل ہو نکلتی ہین

غم و شادی بہی یکجا ہی زمانی کی دو رنگی سی
ہنسی شدت سی جب آتی ہی تب آنسو نکلتی ہین

کرین یون مختصر مضمون طول زلف کیا لکہین
درازی مین شب فرقت سی بہی گیسو نکلتی ہین

اوترا آتا ہی وہ گل وصل کی شب پیرہن میرا
یہ پہو دا آستینون سی نہین بازو نکلتی ہین

گڑا رہتا ہی نقشا خال زلف یار کا دل مین
کسی صورت نہین کعبی سی یہ ہندو نکلتی ہین

دکہائی شعبدی اوس چشم نی سیر چراغان مین
دوالی مین جگانی کی لیے جادو نکلتی ہین

زبان پر زلف کی مضمون دلمین طاق ابرو کی
مسلمان آتی ہین کعبی مین اور ہندو نکلتی ہین

۱۰۹	تیرے ابرو جو دیکہے ہین تو اب عاشق کی نظرون مین ہمیشہ دو ہلال اے ماہ ہم پہلو نکلتے ہین	۱۳

ثمر ہی جی اوٹہتی ہین یہ تاثیر ہی آواز مین
آپکی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین

ایک ہو جاتا ہی ستر تارونکا جیسے ساز مین
مل گئی آواز میری آپکی آواز مین

لب جو عیسی ہین صفت ہم کی ہی انداز مین
سبزہ خط خضر ہے داؤد ہین آواز مین

خالی خالی دو قدم ٹہلے روش پر باغ کی
پای نازک بہر گئی مشق خرام ناز مین

بات کا کرنا تعجب ہی دہن معدوم ہے
ڈہنگ ہاتف کی صدا کا ہی تری آواز مین

سیر ہی نامی سے کبوتر کے لیے حیرت ہوئی
ضعف کا مضمون تھا سفت ہو گئی پرواز مین

توسن عمر روان کاٹی جو عرصہ زیست کا
گور کے تعویذ کی ہیکل لگا دون ساز مین

شعلہ آواز پہ ہم سینک لینگے آنکہ کو
دیکہین کیونکر چہپتے ہو تم پردہ ہای ساز مین

قہر کا بنگلہ کٹوری پر ہے اوس صیاد کی — آگئی انگیا کی چڑیا چنگل شہباز مین
درد کانی مین بہرا ہو درد سہو واقف نہین — آپکے دل مین نہین جو کچھ کہ ہے آواز مین
کیا سنین گا نارسائی طائر دلکی نہین — اوس نہال حسن کی کھٹکا جو ہی آواز مین
گر میان گانے سکے پردے مین کہا مین پائے — شعلۂ آواز بجر کا پردہ ہا سے ساز مین

۱۱۰ — سامری کا چشم سے کے جادو سے بس چلتا نہین
لب کو عیسے پر بھی عاشق فوق ہی اعجاز مین — ۳۰

برگ گل تر سبزۂ گلشن مین پڑے ہین — یاقوت کی نگ کسنی زمرد مین جڑے ہین
یا پوش مین عکس آپکے ناخن کی پڑے ہین — ہیرے کی نگینے ہین کہ تپنے مین جڑے ہین
خورشید سے سو بار مری داغ لڑے ہین — مقدار مین چھوٹے ہین حرارت مین بڑے ہین
کہلواؤ کمر کون سفر پر وہ اڑے ہین — دو ہاتھ مین رکھتا ہون وہ گردن مین پڑے ہین
آتا ہی جواب ارنے دیکھیے کب تک — موسی سے بہت طالب دیدار پڑے ہین
تار رگ جان چاہیے اون نرم ہوون کو — بالے بھی تری کان مین سونی کی کڑے ہین
میرے تن پر داغ کو گلزار بنا یا — گل کہانے سے کیا آپ نے پھول جھڑے ہین
چو رنگ کی سب ہے چار عناصر مین جدائی — کیا نیچے ابرو سفاک پڑے ہین
تکیے مین ہوا جوش جنون سے مرا اسکن — بستری کے عوض یا و نہین قبرونکی کڑے ہین
سر پر شب فرقت کی بلا روز کھڑی ہے — زلفون مین الجھنے سے بکھیڑے مین پڑے ہین
اکسیر کی بوٹی ہے گل داغ جنون کیا — ہتکڑیان نہین ہاتھونمین [illegible] کڑے ہین
کچھ صرفت بھی لازم ہے اگر جمع کرے مال — زر لیکے گل آتے ہین خزانے جو گڑے ہین

پہنا ہی اگر تمنے وہان طوق جڑاؤ / بیڑی مین یہان رو کی لہو لعل جڑے ہین

حیرت ہی مجہے مردمک چشم صنم سے / تصویر بنے کاتب اعمال کھڑے ہین

ہول شب فرقت کی کرین کس سے شکایت / شب ہی وہی ایام مصیبت کی گھڑی ہین

سمجہا ہین دم قتل گل کفش جو دیکہے / ابرو کی سر وہی سی یہ دو پہول جڑے ہین

دم ہونٹون پر اپنا ہی جو ہوتی ہین ترش آپ / جیتے ہین نہ مرتی ہین کہٹائی مین پڑے ہین

تاثیر گئی ساقی تری شیرین سخنی سے / میخانے مین جتنے ہین سبو سکی گھڑی ہین

گویائی جو فوارون مین ہوتی تو یہ کہتی / سرکش ہین خزانے کی حفاظت کو کھڑے ہین

۱۱ | ہمراہ جنازے کے وہ گو آئے بہی عاشق / ہے دیر جو گڑنے مین تو غیرت سی گڑے ہین | ۱۰

دبلاپے مین کبہی قدم انسے بڑہے نہین / چیونٹی کے پاؤن مین مرموزے چڑہے نہین

مجنون سی نام عشق مین اس سے بڑہے نہین / ہم ضعف سی کسیکی نظر پر چڑہے نہین

مصراع قد کو سمجہے نہ ابرو کی بیت کو / جاہل بہی ایسے ہین کہ الف بی پڑہے نہین

لیجاتی ہین سیہ جا ہنسی والون کو کہینچکر / سیماب کی کوئین ہین زنخ کی گڑہے نہین

اکثر بلند طبعون کو بہاتی ہے سادگی / اطلس مین آسمان کی بوٹے کڑہے نہین

غافل نہین تو دیکہلے سختی کو قبر کی / مردون کے استخوان سی خالی گڑہے نہین

شیدا اپنی حد سے سوا کیا ضرور ہے / گرنے کا ڈر نہین کہ ہم اتنا چڑہے نہین

غربت مین جان دی نہو ہی بار دوش غیر / اوٹھے سبک کہ چار کی کاندہے چڑہے نہین

بہت کرچکے زمین کا دریا او تر گئے / کب بام عرش پر مرے نالے چڑہے نہین

۱۱۲

عاشق کی بات کاٹ کے کہتے ہین بات سے
کہتا ہون کوئی تیغ زبان پر چڑہے نہین

۲۳

بسے ہین رنگ وصل کی شب بات بات مین
بہتیری سانگ لائے وہ تہوڑی سی رات مین

ابرو مین بل ہنسی مین کنایہ نگہ مین پیچ
کاکل مین پیچ بات نکلتی ہے بات مین

مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروس
چہٹرواؤن آسمان کی چرخی برات مین

مردے جلائے اوسنے اشارے سے آنکہ کے
ایسے کہان حباب ہین عین الحیات مین

بوسے متاع حسن سے دیجے نہ غیر کو
کچہ غیر مستحق کا نہین اس زکات مین

خیمے سے بات کر نہین سکتے جو خوف سے
شقے مین حال لکہ کے لگا دو قنات مین

میری ہوا بندہی جو وہ بلقیس ہو عروس
لیکر جلوس آئین سلیمان برات مین

صحت کا نقش عشق کا بیمار کیا لکہے
خانہ ممات کا ہے دہان دوات مین

دو دن پر آپ وعدۂ فردا نہ ٹالیے
ہوتی ہے صبح حشر یہان ایک رات مین

بنتا ہے قتل نامہ جو لکہو کسیکو خط
پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دوات مین

قاصد کے ہاتہ مین نہ دیا خط کو رشک سے
کرتی کا اونکی صوف پڑا تہا دوات مین

بوسے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے
لطف حیات خضر ملا ایک رات مین

ہے رشک خضر خط تو زبان غیرت کلیم
عیسی خجل ہین لب سے جلاتے ہین بات مین

اوس سرد مہر کے لب و دندان سے ہے یقین
سردی ذنخ جمائی ہے آب حیات مین

سمجہا مین زیر لب نکل آیا جو خط سبز
رہتے تہے خضر چشمۂ آب حیات مین

لذت جدید مین ہے کہ حادث جہان ہوا
سمجہے تو رنگ قدر نہ پایا ثبات مین

آئینہ بدن کو نہانے سے ہے جلا — گاتی جو بانہ ہی حسن ہوا اور گات مین

سیارگان ہفت کے دور ہو گذر گئے — دیکہا اثر نہ ایک کا بہی ہمنے سات مین

ہوتے ہیں بوسہ لب شیرین سی تلخ کیون — کہا ہمنے کوئی زہر ملا یا نبات مین

پتلی برنگ قبلہ نما پہر نہیں پہری — ایسا جو آنکہ پہر نہ جہٹرا کائنات مین

اندھا ہی خود دکہائے اگرچہ ہر آئینہ — ثابت ہی نقص قوات ظہور صفات مین

ڈورے کو نور تن کی نہ دانتون سی کھولیے — بازو کی مچھلی جا ہو نہ آب حیات مین

۱۱۳

جب مر گئے کسیکو کوئی پوچھتا نہین
عاشق سے چھٹنے نہ گوشہ غربت حیات مین

۱۶

گردش مین شعلہ آواز کو دو تانون مین — بجلیان ڈال دو زہرہ کی ذرا کانون مین

جان آدم جو بہری ساقی نے پیمانون مین — روح قالب مین گئی جان پڑی جانون مین

ورد تسبیح پر ایسا کیا اوس ماہ کا نام — رنگ سیارون کا گردش سی ہوا دانون مین

مایہ علم و ہنر باد بہ گردون مین ملا — گنج بہی ہاتہ اگر آیا تو ویرانون مین

کس پڑے ہے جن کا ہی سایہ تری دیوانی پہ — پہر گئے آ کے سلیمان بہی پری خانون مین

تمکو غرہ ہی عبث آئینہ زانو کا — آئینہ خانہ بنے بیٹہو جو حیرانون مین

کان رکھکر جو سنو تم تو یہ پہولی آواز — میری فریاد کرن پہول بہی کانون مین

تفاوت ہی حسینون کی جو خال و خط و رخ — رسم خط ایسا ہوتا نہین قرآنون مین

اوس نہال چمن حسن نے پہنی محرم — کہتے ہین سب کہتے ہین نرگسون کو پیمانون مین

کاڈ و پیک تو فقط آگ کا عنصر ہی جا ہی — روح پڑ جائے ابہی جان کی انسانون مین

نالہ کش سینہ پر داغ مین ہین طائر دل
بلبلین چہچہے کرتی ہین گلستانون مین

لب جان بخش سے گا کر کبہی مردون کو جلاؤ
کہینچ لو روح کو قالب سے کبہی تانون مین

تیر اس درجہ ہوے میری لہو کی پیاسے
آب اے ترک ذرا بہی نہین پیکانون مین

طور پر ہے جو چراغ ایک یہان جومک ہے
پیچہوا محرم کا نظر آتا نہین شانون مین

ہنسلیان پہنی ہین منت کی حسینون نے عبث
ہنسلیان طوق ہا ناک کی خلقت کی گریبانون مین

قتل عاشق ہوا عکس مژہ ساقی سے
موج مے خنجر بران ہوئی پیمانون مین

۱۱۴ ۱۷

یہ فائدہ ہے جو کسب کمال کرتے ہین
غنی فقیر سے آکر سوال کرتے ہین

کوئی سبب ہے جو دل پایمال کرتے ہین
یقین ہے کہ وہ کچہ مجہسے چال کرتے ہین

لہو رولاتے ہین دکہلا کے تیغ ابرو کو
یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہین

ہمارے ہاتہ سے کرتے ہین آپ نقل مکان
قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہین

اونہین پسند نہین طاعت ریا آمیز
کہلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کرتے ہین

وہ خاکسارون سے اپنے شراب خواری مین
عبث کلام کلال و ملال کرتے ہین

حریر پردہ چشم پری پسند آیا
نقاب چہرۂ حور اجمال کرتے ہین

زبان تیغ سے پہر دیجیے جواب انکو
دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہین

طلب نے اہل غرض کی کیا تہا زیست مین تنگ
فرشتے قبر مین آکر سوال کرتے ہین

عوض مین ہاتہ کی لازم ہے پاؤن پہیلانا
نہ اون سے مانگ جو رہ رو سوال کرتے ہین

چبا چبا کی گلوری خموش بیٹہے ہین
زبان اس سے یہ گلفام لال کرتے ہین

فقیر ہو گئے یکتا تھے جو زمانے مین
جواب جنکا نتھا وہ سوال کرتے ہین

جواب دیتے ہین اعضا عبث بڑہاپے مین
شباب کا تو نہین ہم سوال کرتے ہین

دکہا کے دانت نکالی ہی روح قالب سے
ہمارے رشتۂ جان سی خلال کرتے ہین

گہٹایا بدر کو نقص زوال ٹہرا کر
تمہین بڑہاتے ہین کیا ہم کمال کرتے ہین

خیال وصل کا اب دل مین خون ہوتا ہی
وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہین

۱۱۵	بہت سا کہیل چکے اپنی جان پر عاشق پہر آپ عشق بہت خردسال کرتے ہین	۲۴

رشک پری ہو غیرت حورا ہو شان مین
ایسا حسین کون ہی دونون جہان مین

کہدون تصور طبع سہ کرسی کی شان مین
یا چرخ پر ہے یا ہے تمہاری مکان مین

عیسیٰ وہ ہین جلائین ہزارون کو آن مین
سوسلی وہ ہین ذرا نہین لکنت زبان مین

رشک پری ہو بدر سے بالا ہو شان مین
تمسا نہین ہی کوئی زمین آسمان مین

رخسار پر ہے عکس کہ تارے ہین چاند مین
بجلی جو پہنی آپ نے ہیرے کی کلائی مین

مٹی اوڑائی ہمنے ترے در کی اسقدر
نعمت کی بدلی خاک ہی گردون کے خوان مین

کیون تم گلوریون کو بساتی ہو عطر مین
انگیا کے پان رکھدو ذرا پاندان مین

پھیکون جو تیر آہ ترازو ہو چرخ مین
پلا بہت نہین ہی زینت آسمان مین

رحمت ہی دود آہ دل دردناک کو
چھت بندہ گئی ہے ابر کی سارے مکان مین

تیوری چڑہی ہی تیر نگہ کیا لگاؤ گے
بل پڑ گئے ہین لاکہون ہی ہی کمان مین

آبی دوپٹا اوڑہ کے سوتی ہین صبح کو
لو آفتاب آج چھپا آسمان مین

سینے پہ آج زلف کو بکھرا کے سوتے ہین
ہمنے رگین بنائین ہین انگیا کی پان مین

مجھ زار نے جو ہاتھ شب وصل کہہ دیا
دھوکا او نہین رگون کا ہے انگیا کی پان مین

مٹی ملی ہے رزق جو مانگا زمین سے
نعمت کے بدلے زہر ہے گردون کی خوان مین

جلتا ہون دل ہی دل مین تکدر سے یار کے
گودی کی جا ہے خاک مری استخوان مین

ثابت قدم رہے تری الفت مین اک ہمین
تھا کون جو نکل نہ گیا امتحان مین

مژگان وہ گھورنے مین جو ابرو سے مل گئین
ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان مین

چھوڑو نہ مار زلف شب ماہتاب مین
کاسہ بھرا ہے دودھ کا گردون کی خوان مین

مطلب ہو شعر مین تو فصاحت ہے کام کی
معنی بیان سے آئین نہ معنی بیان مین

پوشاک کو جو موجۂ آب روان کہون
چھنتے پڑے ہین چنے ہوے کرتی کی شان مین

سوز غم فراق سے منہ زہر ہو گیا
جسطرح تپ سے ہوتی ہے تلخی زبان مین

تھے اوس مژہ کے تشنۂ دیدار اسقدر
ساہی کی طرح پڑ گئے کانٹے زبان مین

پلکون پہ اشک ہین دُر دندان کی یاد مین
جھالر لگی ہے موتیون کی سائبان مین

۱۱۶	تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب افراط لطف کی نہین آتی بیان مین	۱۷

اور جان بخشی ہو کیسی قاتل بی پری مین
سو رہا اک دم مین چھینو ٹی نہ گیا شمشیر مین

جب نقاہت سے جھکا سر شکر کا سجدہ کیا
ضعف نے مسجد بنا دی خانۂ زنجیر مین

وحشت گردی کی اذیت مٹ گئی قید مین
بعد مدت پاؤن پھیلے خانۂ زنجیر مین

پاؤن میرے پا دہنیر رکھتی ہو اگر قید مین
شمع روشن کرتی ہو تم خانۂ زنجیر مین

بیڑیاں ہیں تنگ میرے پاؤں سے ہیں جب تب
راہ مشکل سے ملیگی خانۂ زنجیر میں

اے پری رونق مکان کی دیکھیں ہوتی نہیں
کوئی دیوانہ بسا دو خانۂ زنجیر میں

ہاتھ سے قد ہے دکھا دو تیغ ابرو کا بھی گھاٹ
غرق عالم کو کرو آب دم شمشیر میں

ماہ نو کی بیٹ میں دیکھی جو تارے کی جھلک
میں یہ سمجھا پڑ گیا چھالا تری شمشیر میں

ایک تلوار اور اسے قاتل لگا مجروح ہے
اب فقط اٹکا ہے دم میرا دم شمشیر میں

تیغ ابرو تک اگر ہو دسترس تو چھین لیں
ہاتھ ڈالیں کس طرح قبضہ نہیں شمشیر میں

سلسلہ اونکی سخن کا مختصر ہوتا نہیں
زلف کی مانند بل ہیں پیچ ہیں تقریر میں

نقش ہے سطح ہوا پر جسم کاہیدہ مرا
بستر مخمل ہو گیا ہے کاغذ تصویر میں

ہجر میں دیکھا اگر دل سے بھی تیر شہاب
تیر میری آہ کا ہوگا ترازو تیر میں

اعتبار اب آپکی لکھی ہوئی کا اوٹھ گیا
کرتے ہو انکار جو اقرار تھا تحریر میں

بعد مرنے کے اگر آہیں کریں جنت میں ہم
خلد دوزخ ہو ابھی آ جائے جوئے شیر میں

ہونٹوں سے خنجر کے قبضے کو جو چوما بعد قتل
جڑ دیا یاقوت کیا نگیں شمشیر میں

۱۱۷

بے زبانی کا پتنگوں کی پڑا عاشق پہ صبر
رہ گئی کٹ کر زبان شمع بھی گلگیر میں

۵۱

خامشی میری ادا ہوتی نہیں تقریر میں
میری حیرت کھنچ نہیں سکتی مری تصویر میں

ناتوانی سے ہے کثرت نالۂ شبگیر میں
کہتے ہیں بڑھ جاتی ہے قوت زبان پیر میں

قید خانی سے کبھی نکلی نہیں آواز بھی
کیا کڑے ہیں بے بسر کی خانۂ زنجیر میں

سنگ کے پتھر کے وہ کڑیاں اوٹھائیں میں نے بھی
ہے نشان میرے قدم کا خانۂ زنجیر میں

عمر گذری گنتے گنتے سکۂ داغ جنون / کسقدر دولت گڑی ہی خانۂ زنجیر مین

مر گیا کل قید مین جو تہا ہوا دار آپکا / آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر مین

دہجیان عریان تہی ہین جیب میری ہاتہہ مین / پوست پنڈلی کا لپٹا حلقۂ زنجیر مین

پاس ابرو کر دل سوزان پہنسا ہی زلف مین / لٹکی ہی قندیل محراب حرم زنجیر مین

جوش وحشت سی ہماری دل لگو ہوتا ہی سرور / شیرۂ انگور ہے کیا دانۂ زنجیر مین

عکس وحشت کی یہ شادی ہی کہ نیند آتی نہین / رت جگا رہتا ہی شب کو خانۂ زنجیر مین

اپنی مژگان کی ہیا نشتر مسیح کی وش شوخ تر / پڑ گئے کانٹے زبان شعلۂ تقریر مین

ناتوانی نے مجہے مُردے کی صورت کر دیا / بند آنکھین ہین زبان ہلتی نہین تقریر مین

کاٹ دیتے ہین ہماری بات کو وہ بات سے / صورت مقراض چلتی ہی زبان تقریر مین

شمع کو نسبت نہین کچہ قامت دلدار سے / جل گئے لاکہون پتنگے شعلۂ تقریر مین

کوی قاتل مین عجب صورت سی کاٹا زیست کو / سایۂ دیوار مین یا سایۂ شمشیر مین

ہمنے عالم مین نہ دیکہی تیغ ابرو کی پناہ / ہی سند اس بات پر قبضہ نہین شمشیر مین

تیغ ابرو سے دہراتی ہین بہت مریخ کو / آنکہ تاپے دیکہتی ہے سایۂ شمشیر مین

کٹ سکا جب نہ میرا صاف تیوری پڑ گئی / سخت جانی سی مری بل پڑ گئی شمشیر مین

وحشت گردی مین جو آیا تیغ قاتل کا خیال / آ گئی دم لینے کو وحشی سایۂ شمشیر مین

اشتعال اک کا فقط سوز درون محتاج تہا / رال ٹپکر اوڑ گیا شعلۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے کہ چہٹے دہبا تمہاری تیغ کا / مل گیا میرا لہو آب دم شمشیر مین

تیغ قاتل کہینچتے ہی کیا آنکہ احول ہو گئی / دو نظر آتا ہی اک مین آئینۂ شمشیر مین

دانت وہ تلوار سے لیتے ہین مین حیرت مین ہون — ہو تیون کی کان ہے آب دم شمشیر مین

جسم لاغر سے بہت تلوار کاٹیگی کیسے — غرق ہین ہو جاونگا آب دم شمشیر مین

سیر دیکھو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے — مچھلیان چڑھ جائینگی آب دم شمشیر مین

پہلے سے ناسور تھا دل کو لب معشوق کا — اوس کمان ابرو تک آیا ہون تلاش تیر مین

زلف کی حلقے سے جہانکا جسکو خمیدہ پایا — ہوگیا اس پیچ سے بالا بلا کا تیر مین

قتل اب دوسی کرو بے نگاہ تیز کے — نسبت شمشیر اے قاتل خطا ہے تیر مین

مر گئے پر خاک کو کر دینگے تودہ میں یک — جا ہے پیکان دل لگا دینگے کسی کی تیر مین

کٹ گیا حسرت سے وہ جسکو سری سے چھو گئی — بچ گیا پیکان سے تو ہے کاٹ چوب تیر مین

کانپتا ہے دور مین کس درجہ جام آفتاب — ہے مرض رعشے کا دست آسمان پیر مین

کیا گرفتار کمند سوت ہوتے ہین جوان — آسمان کرتا ہے عیاری لباس پیر مین

جب سنی فریاد میری ہونٹھ چابی یار نے — کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاثیر مین

زہر غم تھا کر تبونکا اس سے مین مرتا نہین — طالب حکم خدا ہے ہر دوا تاثیر مین

دیکھ کر مجھکو جو اوسنے ہاتھ منہ پر رکھ لیا — سمجھے آئینہ لگا ہے یار کی تصویر مین

کیا نزاکت ہے کہ بار رنگ اوٹھ سکتا نہین — جنبش لب دیکھتے ہین یار کی تصویر مین

بہزاد نے کھینچا ہے کسی ذی اوس سے بھی بال کو — ہے پتا موئے کمر کا یار کی تصویر مین

اپنے جامے سے ہین باہر جب سے دیکھی ہے شبیہ — جان پریون کی لگی ہے یار کی تصویر مین

صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہے — آپ نے دھبا لگایا چاند سی تصویر مین

دیکھیے حسن رخ جانان مری اشعار مین — صنعت اعجاز مصحف کہاتی تفسیر مین

ہو سفید ایسا ہو دنیا کا سیہ رکو ہ کن
آہ شیرین سے اوبال آیا نہ جوئے شیر مین

روز اول سے ہر اک انسان کو ہے فکر معاش
چوستا ہے طفل انگوٹھے کو خیال شیر مین

خط رخ دلدار پر دیکھا تو حیرت ہو گئی
متن قرآن سے بہت ایجاز ہے تفسیر مین

میری رونے نے گرایا قہقہا دیوار کو
آہ پر غم کی تو سوکہی زعفران کشمیر مین

بدر کو نسبت چہارم کی نہین اوس ماہ سے
حسن صورت مین صفا مین ننگ ہے تیغ بیر مین

وصل کی کیا رات کاٹی مین بہی آخر ہو گیا
ذبح کر ڈالا موذن پہلی ہی تکبیر مین

سمجھنے مین وہ طبیعت تہی سبق کا ڈوک گیا
صاف پڑہ لیتے تہے وہ لکہا ہے جو تقدیر مین

حال لکہتا تہا جو مجھ رنجور کی فریاد کا
درد پیدا ہے صریر خامۂ تقدیر مین

ناتوانی کا مری احوال لکھکر رہ گیا
اب روانی بہی نہوگی خامۂ تقدیر مین

پہیر دی تلوار اوسنے حلق پر سینہ پہیر کے
وقت آخر اتنی گردش تہی مری تقدیر مین

۱۱۸ — کس سے عاشق درد فرقت کا بہلا شکوہ کرون
ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین — ۹

زلفین قاتل کی نہین زنجیر ہے زنجیر مین
عکس ابرو تیغ مین شمشیر ہے شمشیر مین

چاند سے ماتہے کو چمکایا بہت افشان سے
بند آنکہین ہو گئین تنویر ہے تنویر مین

آنکہ کی پتلی جو آئینے مین دیکہی یار نے
ہو گیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین

اوڑہکر رومال کرتا ہے وہ سیر چار باغ
تو چمن مین ہے چمن کشمیر ہے کشمیر مین

پیچ مین زلفون کے دیکہو میرے دل کی پیچ و تاب
سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین

سرخ ہین دم تکبیر بیت مین تو لیتے ہین تیغ کو
قتل نامہ کسکا یہ تحریر ہے تحریر مین

آہ سوزان نی کیا ہی خاک کوئے یار مین — اب مرا سیماب دل اکسیر ہے اکسیر مین

میری تیری ہو شبیہ اکجا تو یون ہو جائے وصل — یہ بہی کہنے کو نہو تصویر ہے تصویر مین

۱۱۹ — سینۂ زخمی ہین عاشق کے دل مجروح ہے — کہتا ہی وہ ترک یہ نخچیر ہے نخچیر مین — ۲۷

جو لطف وصل نہین تو غم زوال نہین — شب فراق ہی بہتر شب وصال نہین

وہ بدر ہی کہ کسیوقت مین ہلال نہین — وہ آفتاب ہی جسکو کبہی زوال نہین

خرام کبک نہین یہ رم غزال نہین — کسی مین تیری سی اٹکہیلیونکی چال نہین

سوال وصل ہی جاگیر کا سوال نہین — علاقہ ہمسے جو رکہو تو کچہ محال نہین

عطا کو ہاتہ بنے ہین طلب حلال نہین — مکان شکر دہن ہی در سوال نہین

تم اپنے شغل غنا مین ہو کچہ خیال نہین — ہر ایک صوفی کا ہی قول ہم مین حال نہین

ہماری رنگ مٹانی کو کہیل سمجہے ہو — اوٹہا دو بزم سے ہمکو وہ کوئی چال نہین

ہمین رولانی کو چہیڑتی ہین آپ کو ٹہٹے یہ — عروج ماہ نہین فصل برشکال نہین

عجیب بات ہی سیتے ہین پر زبانونکی ہونٹہ — دہان زخم تو کچہ قابل سوال نہین

مری کریم ہر اک وقت بندہ حاضر ہے — غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہین

مزا دوام کا سرکار عشق مین پایا — جسے عروج ہوا پہر اوسی زوال نہین

بنا و شوق سے گہر میری خانۂ دل مین — عسس کو دخل نہین ہمین کوتوال نہین

ہزارون دوڑتے ہین آپکی سواری مین — مجہی سے کہتے ہو چہرہ ترا بحال نہین

نگاہ کے کہنی سے میری نہ رقص کیو اوٹہی — یقین سب کو ہوا اسمی بول چال نہین

غرور زندگی مستعار بیجا ہے
جو اگلے سال تھی زندہ وہ اب کی سال نہین

کہرے ہین جیسے ہمین گو کہ زر نہین رکہتے
سیاہ قلب ہین کہوٹی ہین غیر مال نہین

چورائے سے بہی یہ مضمون کم نہین ہوتے
کنوز فکر مین پیدا ہے جمع مال نہین

چلین ہین غیر کی گہر کو چہپتی ہین لطف خرام
بہت سے آپ ہین گمراہ خوب چال نہین

ہمین نہ آئینگے کیا آپ ہمسے اوڑتے ہین
کچہ آپ حور شمائل پری خصال نہین

شراب چہوڑ کے خون جگر پیوین زاہد
جو وہ حرام ہے یہ بہی کہین حلال نہین

جو خط مین یار کو لکہا ہے شوق بوسۂ خال
جواب لایا کبوتر تو وہ بہی خال نہین

تمہارے حسن مین یوسف کے حسن مین ہے فرق
عزیز جان ہے یہ سوداگری کا مال نہین

زمین شعر سے پایا خزانہ مضمون
کسی کی ملک نہین یہ کسیکا مال نہین

بسا ہے اس دل ویران مین عشق سیمین تن
خراب ہے وہ خرابہ کہ جسمین مال نہین

وہ سیمتن کبہی حمام مین نہین آتا
عجب طرح کا خزانہ ہے جسمین مال نہین

دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے
مرے نصیب مین عشر عشیر بہی شال نہین

۱۵	پسند طبع خلائق اگر نہو عاشق یہ فن شعر ہمارے لیے کمال نہین	۱۲۰

نہ آتے ہین نہ بلواتے ہین ہم جی سے گذرتے ہین
ابہی نادان ہین کمسن ہین شرماتے ہین ڈرتے ہین

سما جاتی ہے کیسی خودنمائی جب سنورتے ہین
گہڑی ہو کر اکڑتے ہین جہان کہ پانون دہرتے ہین

اونہین وسواس یہ آتا ہے جو ہم کہتے ہین مرتے ہین
سر اپنا کاٹتا ہون مین ہان جہوٹے اوترتے ہین

چہپاتے ہین وہ ہمسے آنکہ ہم جی سے گذرتے ہین
جلا سکتے نہین ہمکو مسیحائی پہ مرتے ہین

لگاتی ہین اگر سرمہ کہین تک ہی نیند اوڑتی ہے
چبھا لیتی ہین انگلیون کو تو خود ستی ہین ڈرتی ہین

چلے جاتی ہو کیا پرواہی کسکی جان جاتی ہے
سسکتے ہین کبھی غش ہین کبھی جی سے گذرتی ہین

نہین اتنا مقابل شرم ہی او سے روبرو ہوتے
فلک پر چاند چڑہتا ہی وہ کوٹھی سے اوترتی ہین

وہان تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتے
تری نازک مزاجی سے حذر کرتی ہین ڈرتی ہین

زبان سے جو نہین کہتی ہین وہ کچھ کرہی گذرینگی
کسی دن آزمایش اونکی ہو تم پہ جو مرتی ہین

تیرا ہی سخت جانی کا کہ وہ سنکر یہ کہتی ہین
غلط ہی جھوٹ ہی مدت سے ہم سنتی ہین مرتی ہین

سر رہ منتظر بیٹھے ہین آمد ہی سواری کی
ادھر سی وہ نہ گذرینگی تو ہم جی سے گذرتی ہین

لبون پر جان اٹکی ہی تمہاری ترش روئی سی
کہتائی ہین ٹہری رہتی ہین جیتی ہین نہ مرتی ہین

ہزارون انتظاری ہین ہمارے گہر کو آئی پر
وہ گھبراتی ہین کیا کیا وسوسی دل مین گذرتی ہین

زبان پہ ہی حرف رخصت ہی کسیکی جان لیجیگا
ابھی مرجائینگے کچھ کہا کی ہم کیا آپ کرتی ہین

١٢١	پریشان حال ہی عاشق مگر اونکی بلا جانے وہان چوٹی ہین کنگھی ہی کبھی پٹی سنورتے ہین	١٦

صورت ہی نہین دیکھی جانان کسی کہتے ہین
آئینہ رخ سے کیا حیران کسی کہتے ہین

کب کشت امید اپنی سرسبز ہوئی ای دل
[illegible] ہو باران کسی کہتے ہین

کیا دیدہ انجم سے تم آنکھین لڑاتے ہو
پتلی یہ نہین رہتی مژگان کسی کہتے ہین

سوجون کی زبانون سے آنسو مرا تبلایا
پوچھا جو سمندر سے طوفان کسی کہتے ہین

خیر روئی کتابی ہم ایمان نہین لاتے
صورت ہی نہین واقف قرآن کسی کہتے ہین

دیکھے رخ پر طلعت زاہد مری نظرون سے
اندھے کو خبر کیا ہی تابان کسی کہتے ہین

دوزخ سی بچا لینا جنت کا پتا دینا
مالک ہو وہان کے تم رضوان کسی کہتے ہین

رندی ہی جسے کہتی ہین یہ قید ہی یہ مذہب
دیوانے نہین واقف زندان کسی کہتے ہین

ابنا وک مژگان سی غربال ہوا دل جسمین
کانٹا ہی نہ کہتا تھا پیکان کسی کہتے ہین

ہین شوق شہادت مین قاتل سی یہ کہتا ہون
خنجر تو ترا دیکھا پران کسی کہتے ہین

کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ پہچانا
جنت سی نہین واقف رضوان کسی کہتے ہین

زلفون کی محبت ہی زنجیر کی کیا حاجت
جب گھر سی نہ نکلے پھر زندان کسی کہتے ہین

جب کھل گئے جی پر پایا خم گیسو کو
گو تمنے نہ بتلایا چوگان کسی کہتے ہین

کہتا ہی مسیحی ملکر وہ آئینہ رو ہمسے
بتلا دون سر مجلس حیران کسی کہتے ہین

جز زلف و خط جانان واقف نہین دنیا مین
سنبل کسی کہتی ہین ریحان کسی کہتے ہین

۱۲۲

یہ بندہ نوازی سے کے اوصاف نہین دیکھے
جز شیر خدا عاشق سلطان کسی کہتے ہین

۲۰

گل مین ہی رنگ تن دلدار لیکن دل نہین
بے نمک ہی چہرۂ خورشید او سپر تل نہین

کیون نہ مجنون ہون کہ پہلو مین ہمارے دل نہین
سینۂ خالی ہی محمل صاحب محمل نہین

وہ ہوے تنبیا گیا ہی رنگ لیکن تل نہین
کون کہتا ہی کہ دنیا مین ہمسر لاطل نہین

جانتا ہون سحر چشم یار کو باطل نہین
عیسی لبکا ہون عاشق موت کا قائل نہین

جان دینا رشک سی آسان ہی مشکل نہین
تن سی میرا سر جدا کر بیکسی سے مل نہین

کونسا دن ہی نہین آفت کا مجھکو سامنا
کونسی شب کو بلا سرپر مرے نازل نہین

سحر گو جا مین فرشتے پر رسائی ہی محال
یار کا چاہ زنخدان سے چہ بابل نہین

سالک شہر خموشان ہون ملی کیونکر پتا
رنگ اپنی قافلے مین ہی پر اسمین دل نہین

دست وحشت سی اگر چاہون اولٹ دون کوہ کو
سنگ تعویذ لحد کچہ ایسی بہاری سل نہین

پرخطر ہی قبر تک دنیا سے کیا راہ عدم
دم نہین لیتے کہین ٹہیکا نہین منزل نہین

نیک نامی سے ہے لٹا دو دولت دیدار کو
مثل قارون فائدہ کیا مال سی جب دل نہین

آفتاب داغ سودا کا عجب اشراق ہے
کوہ و صحرا کوئی مجہ مین یار مین حائل نہین

اپنے دل کو ہاتہ سی مین جان سی بیزار ہون
دیکہ لینا ایکدن یا مین نہین یا دل نہین

سخت جانی سی نزاکت سی نہایت بیر ہے
لاکہ مجہ پر تیغ وہ کہینچے مرا قاتل نہین

آب تیغ تیز دکہلاتے ہین مجکو دیکہکر
تشنہ دیدار ہون پانی کا مین سائل نہین

آمد شام شب ہجران بہی ہمنے دیکہ لی
جسقدر دہشت تہی اوتنا اضطراب دل نہین

ہاتہ قابو مین نہین اللہ ری رعب حسن یار
یار سوتا ہی مجہے شک ہی کہ وہ غافل نہین

مرغ دل کو کیا نشانہ کیجیے گا دور سے
دیکہیے محرم کی چڑیا پاس ہی بسمل نہین

روز ہمسے روٹہیے غیرون سے ہو پیغام وصل
مفت مین دیتے ہین جان کو ایسا ہی بیدل نہین

جب نگاہ گرم سی دیکہا دیک اوٹہی زمین
آفتاب صبح محشر آنکہ مین ہی تل نہین

میری وحشت کی فسانی سی ہوی بدنام آپ
مین تو دیوانہ ہون لیکن آپ بہی عاقل نہین

قد خمگشتہ سی میری کیون چہرایا آنکہ کو
آپ کا ابرو ہی کج کیا چشم پر مائل نہین

قدر مسکن کو سوا ہی جان سی بہی دل کی
باغ مین دیکہو گلون کو پاس سی دل نہین

ہی محیط آسمان کی شکل یکسان ہر طرف
میری بحر اشک طوفان خیز ہی ساحل نہین

عشق بازی کی ہوس پیری مین باقی رہ گئی
وہ جوانی اب نہین وہ حوصلہ وہ دل نہین

دل جلا ہی اونکی حرف تیز طعن آمیز سے
جی مین ہی دامن پکڑ کر یار کا مرجایئے

یہ کباب ایسا ہی جسکو حاجت فلفل نہین
ایڑیان گھر مین رگڑنی سے تو یہ حاصل نہین

۱۲۳

کب کسی شاعر کا قبضہ ہے زمین شعر پر
عاشق اسکا کوئی مستاجر نہین عامل نہین

۱۲۴

خواہش گلشن نہین حورون سے ہی نفرت ہمین
شام سے آج آؤ کل تک کی نہین مہلت ہمین
کھوئیگی نحوست تمہین بخشائیگی وحشت ہمین
سجدے کرتی ہین انہین جبتک کہ ہی رغبت ہمین
ابتدا ہی سے نتھی تاب غم فرقت ہمین
کیسے تم بچپاؤ گے ہوگی اگر نفرت ہمین
لوٹتی کیون سانپ لیر یاد زلف یار ہمین
موت کی ہچکی لگی پیتے ہی بد ساقی شراب
کوئی قاتل کا پتا لگ جائیگا کچھ ڈر نہین
عشق تیرے نام کی تھی بھول جاتے تھے سبق
درد و رنج و یاس و حرمان سے ذرا وقفہ نہین
پاؤن پھیلا کر نہین سوتے کبھی آرام سے
مے پرستی ہو ہماری جیسا زاہد ہے کباب
وہ ضمین ہین وے ملین قصد عیش تک ہوتا نہین

زاہدا حاصل جو ملجائے ترقی جنت ہمین
صبح تک پہنچنے نہ دیگا یہ غم فرقت ہمین
زاہد و دوزخ مبارک ہو تمہین جنت ہمین
بت بھی بندہ سمجھے ہین اللہ کی قدرت ہمین
مینہ برستے ہین سگے گھر یار کی رحمت ہمین
حسن بخشا ہے تمہین اللہ نے دولت ہمین
اژدہا بنکر نگل جاتی شب فرقت ہمین
قلقل مے ہوگئی کوس دم رحلت ہمین
شوق ہوگا راہ بر لیجائیگی ہمت ہمین
تختیان پڑتی نہین طفلی مین اسی باعث ہمین
ایک لمحہ اک گھڑی اک آن اک ساعت ہمین
ہائے ضعف نے بھی پہنچایا کہ نا طاقت ہمین
کیا جلے دل مین وہان بھی جو ملی جنت ہمین
بھول جاتی ہے نماز عید کی نیت ہمین

زاہدون کو او سنے بھر بھر کے دی جام شراب
دیکھی ہے آج کم ظرفون کی کیفیت ہمین

او سے مسیحا کو اگر منظور ہو سیر چمن
نرگس بیمار بھی کہدے کہ ہے صحت ہمین

ہاتھ رکھا اور پہ کانپے اگر مستی مین پاؤن
بوجھ ڈالا غیر پر تمنے ہوئی خفت ہمین

عدل کی میزان مین کم ٹھہرے عقبے کی عذاب
باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمین

اسقدر روشن ہے دل پر داغ غم اک ماہ کا
دشت امین تنگ کیا ہے وادی غربت ہمین

صبح پیری ہوگئی نکلا نہ ابتک آفتاب
سوم کا شاید سمجھتی ہے شب فرقت ہمین

صنعت ذی حس کیا تصویر قالین کی مثال
ٹھوکرین کہلواتی ہے کیا کیا تری الفت ہمین

۱۴۴ — ایکدن اس خانۂ تن کو بھی ہے عاشق شکست
جو مکان ٹوٹا ہوا دیکھا ہوئی عبرت ہمین — ۲۴

مشغول تین دن سے وہ سیر چمن کے ہین
کہدو کہ پھول ایک غریب الوطن کے ہین

پوچھو کہڑی کہڑی تن پر داغ کا جو حال
سمجھون کہ آپ سرو بہار چمن کے ہین

شادی ہے بعد مرگ جو وحشت رہی ہمین
سہرے ہے تار تار جو اپنے کفن کے ہین

موسی نہین جو خوف سے ہم کانپنے لگین
زلفون کی مار سحر یہ ٹکڑے رسن کے ہین

سرکٹ گیا یہ آج سرافراز ہم ہوے
خلعت او نہین ملا ہے جو قابل کفن کے ہین

سودا ہے خط یار ملاتا ہے خاک مین
اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین

محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان مین
خلعت جو بخشتی تھی وہ سائل کفن کے ہین

کیونکہ نہ استخوان بدن مین شکست ہو
صدمے فراق زلف شکن در شکن کے ہین

کرتا ہون تھک کے مین ملک الموت سے خطاب
پرسان حال آپ غریب الوطن کے ہین

ہاسے کی طرح کوچہ نے ہین ہیگی روح
کشتے ہم اک حسین کی صوت حسن کی ہین

پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شہید کے
محتاج غسل کے ہین نہ طالب کفن کے ہین

غربت ہین وحشت دامن مادر سی کم نہین
راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین

کعبے ہین سب ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر مین
مردود شیخ راندی ہوی برہمن کے ہین

سودے نے گل کھلائے نہین جسم زار پہ
سب داغ بیوفائی اہل وطن کے ہین

کعبے کو غور کر تو بنائے جدید ہے
زاہد مقیم سب اسی دیر کہن کے ہین

ہو چاک جیب گل ترے کشتے کی سوگ مین
لائے کو داغ غم اسی خونین کفن کی ہین

رنگین ہین طبیعت رنگین کے شعر بہی
سرسبز پہول آج ہمارے چمن کے ہین

دشت جنون ہوا مری وحشت سی سرفراز
دستار خار تار مرے پیرہن کے ہین

راحت طلب جو ہو وہ کرے شکوہ سپہر
خوگر وہ ہم مصیبت و رنج و محن کے ہین

پیری ہین عشق ساقی مہوش کا ہی عروج
نشئے اہبی جوان شراب کہن کے ہین

کیسا گہلا دیا شب تار فراق نے
شاید نصیب نامہ یہ عضا بدن کے ہین

اوڑہی ہوا سے خاک نہ مجہ خاکسار کی
پیاری بہت زمین کو اجزا بدن کے ہین

اکبر کے تیر جو قوت بازو کمان سے گئے
باقی نشان تک بہی نہین تو رتن کے ہین

۱۸	عاشق بہار گلشن ایجاد دیکہہ لی نا پایدار پہول بہت اس چمن کے ہین	۱۳۵

کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہین
کیا ہو سکے مسیح سی بہی کچہ خدا نہین

اے دل جفائے یار مین شکوے کی جا نہین
منظور امتحان ہے وہ بیوفا نہین

(ر۶)

دریا بھی کوئی دیدۂ تر سے سوا نہین | چشمے تو کیا ہین ابر بہی یہ گہٹا نہین
نقصان طول زلف نے رخ کا کیا نہین | اندہیر ہے کہ رات بڑہی دن گہٹا نہین
ستون کی رابطے کا سبب کچہ چہپا نہین | یہ زنا ہین تو دختر رز پارسا نہین
مصحف جو رخ ہی غیر کو صورت دکہانہ یار | ایمان بہی نہین جسے مطلق حیا نہین
اچہے بہی ہون تو بخیۂ مژگان یار سے | زخم جگر مین سوزن عیسی کی جا نہین
دکہلاؤن زور دست جنون خاک اے پری | افسوس ہے کہ گور کی تن پر قبا نہین
ظاہر مین ہے صفائی تو باطن مین ہے غبار | آئینہ رخ سے ہے آپکا دل مین صفا نہین
حیرت مین ہین یہ تیغ تغافل کے داد خواہ | دم بہر مین لا کہ قتل ہوے خون بہا نہین
شکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہوسکا | کس کام کی دہن ہین کہ جنمین صدا نہین
انسان ہے جو اوس گل خوبی کو ہے گرند | سب کچہ ہے اوسکے باغ مین مردم گیا نہین
دشمن اگر قوی ہے نگہبان قوی ترا ست | فضل خدا سے خوف ستونکا ذرا نہین
منظور ہو جو وصل تو کچہ منہ سے بولیے | دونون مین ایک بات ہو یا ہان ہو یا نہین
جب ہاتہ باندہتا ہون کہ جنبش تنگ ہو مین | فرماتے ہین یہ قبضۂ مشکل کشا نہین
کاٹے کیے ہین دانت قیبون کو لا کہ بار | حاضر جواب ہون مین کہین چوکتا نہین
بیکس وہ ہین جو ہم ہی نہوگا فنا کے بعد | مونس نہین رفیق نہین آشنا نہین

۱۲۶	قدرت خدا کی گل سے وہ بیت رام ہوگیا عاشق غنی ہون آج مری پاس کیا نہین	۱۵

بے حجابی نشین حجاب نہین | عکس زلفون کا ہے نقاب نہین

میکشی کا مزا نہین گھر مین
محتسب کا جگر کباب نہین

زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے
اک قیامت ہے اضطراب نہین

تیغ کی کیا زبان چلتی ہے
دہن زخم مین جواب نہین

حال پر میرے اسے یم خوبی
موج کی شکل پیچ وتاب نہین

ڈر کے سے کہتے ہین مجسے وہ شب وصل
خوب ابھی نشۂ شراب نہین

ناز و انداز حد سے گذرا ہے
اور ابھی آمد شباب نہین

جا سے کھنچ کر جو گھر مین قاضی کے
ایسی بنت العنب خراب نہین

بام پر اپنے یار بیٹھا ہے
چرخ چارم پہ آفتاب نہین

پرتو حسن یار پھیلا ہے
در و دیوار کچھ حجاب نہین

شب کو زیور بڑھا کے سکتے ہین
اب تو وہ جان کا عذاب نہین

شب فرقت ہے بام پر اندھیر
ماہتابی ہے ماہتاب نہین

غم سے خالی نہوگا رونے مین
دل ہے کچھ شیشۂ شراب نہین

بوسے جھپنے سے لیے ہین گن گن کے
گالیون کا تری حساب نہین

۱۲۷	ہوس اکسیر کی نکر عاشق خاک نعلین بوتراب نہین	۱۷

دونون گیسو جو رخ یار سے اوٹھنے کے نہین
ابر بھی دامن کہسار سے اوٹھنے کے نہین

بیٹھ کر ہم در دلدار سے اوٹھنے کے نہین
گر کے ہم سایۂ دیوار سے اوٹھنے کے نہین

عاشق رخ کو نہ کھلا سیئے بل زلفون کا
پیچ کفار کے زنار سے اوٹھنے کے نہین

قطع رونا ہوا بیٹھے گئین گو آنکھین — پتلیان کہتی ہین آنسو تار سے اوٹھنے کے نہین

روح رہجائیگی اوٹھ جائیگا مردا تو کیا — آپکے در سے یہ دو چار سے اوٹھنے کے نہین

مدعی خون کو عشاق نہین محشر مین — قتل ہوکر تری تلوار سے اوٹھنے کے نہین

گنبد کو کہیلو تو نقاہت کا ذرا دہیان رہے — پہول یہ نرگس بیمار سے اوٹھنے کے نہین

مین بہی راضی ہون جو تکرار رہے بوسونمین — لطف بیفائدہ تکرار سے اوٹھنے کے نہین

طلب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل — ہاتہ اونکے لب اظہار سے اوٹھنے کے نہین

طائر دل سے نہ ٹوٹیگی کبھی زنجیر جنون — سخت دانے ہین یہ منقار سے اوٹھنے کے نہین

حسرت بوسۂ رخسار رہی اب دل مین — ہونٹ کہتی ہین لب یار سے اوٹھنے کے نہین

کاوش نوک مژہ کا جو مزا ملتا ہے — پاؤن سکتے ہین سر خار سے اوٹھنے کے نہین

گردش دیدۂ مخمور سے چکر مین ہے دل — تازہ بیہوش کہ ہشیار سے اوٹھنے کے نہین

شکل مردی کی بنایا ہمین حیرانی نے — بے اوٹھائے تری دیوار سے اوٹھنے کے نہین

ناتوان دل ہے نکلنے کا نہین دو جگر — اب وہ ہین خانۂ نادار سے اوٹھنے کے نہین

لب معشوق ترا تیر جو ہو تو دے مین — ہونٹ میرے لب سوفار سے اوٹھنے کے نہین

۳۳	درد دل کہنے مین پرہیز کہان تک عاشق اب یہ صدمے دل بیمار سے اوٹھنے کے نہین	۱۲۸

مصحف رخ کا خیال آج جو آیا دل مین — صورت نجم چمکتا ہے سویدا دل مین

کوچے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل مین — کثرت شوق سے باقی نہ رہی جا دل مین

شوق سے آئی شب ہجر شب وصل کے بعد — آرزو جی مین ہے باقی نہ تمنا دل مین

رشک فردوس ہی گل داغ سے ہی تن میرا
غم ہے تیرا نقطا اے سرو تمنا دل مین

بت پرستی تھی فقط سبکے دکھانے کو لیے
کلمہ پڑھتی تھی یوسف کا زلیخا دل مین

ماسکا کل کو جو عاشق تھی وہ سب ڈھب مرے
لہرائی ترے دیوانون کے یہ کیا دل مین

تیری نوک مژہ کو مرے دل سے پوچھو
دیکھا اس کا نتیجہ کہ آنکھون سے تو کھٹکا دل مین

بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے
منہ پہ آیا نہ کہے گا تو کہیگا دل مین

جی بچھرا اسقدر اے گل تری بیقدری سے
آبلے ہین صفت آبلۂ پا دل مین

اے بت انصاف کریگا تو بڑھین گے رتبے
حق نے فرمایا ہے کیا کیا صفت نعا دل مین

میرا بس ہو تو نکلنے ہی نہ دون پردے سے
یا تو آنکھون مین چھپا رکھون کہ آوے یا دل مین

یار در خانہ و ما گرد جہان سے گردم
عرش و کرسی مین نہ پایا او سے پایا دل مین

ایک پل بھولی نہین تیری نشیلی آنکھین
پھر رہی ہین صفت ساغر صہبا دل مین

منہ پہ اک بات نہین آئی چھپایا سب کچھ
ان اشارون کا مزا ہمنی اوٹھایا دل مین

ایک ہی سب بنا ہین ہوتی نکرو ظلم و ستم
کوئی کیا دل مین کہو کوئی کہو کیا دل مین

قتل ہو جاؤن تو بہتر ہے نہ الزام اوٹھاؤن
سر ہی کٹ جای جو میرا نہین کٹتا دل مین

نیند مین ہوشت حلاوت جو ملی زخمون کی
ہم سروہی کا جپا کرتے ہین مالا دل مین

پھر نکلتا ہے نمکیلون کی بھلا کیسے سے
رکھتے ہین داغ بنا کر ہی پپیا دل مین

بت کا بھی گھر ہے یہ کعبا بھی خدا کا بھی یہی
نہ کلیسا ہے نہ شیشا ہے نہ کعبا دل مین

قتل کرتے ہین نگاہون سے مگر دل مین ہے رحم
ترک سفاک ہین آنکھون مین مسیحا دل مین

صاحب فکر رسا سیر سے ہین مستغنی
شہر دل مین ہے جنگل مین ہے صحرا دل مین

جن کا سایہ تلے اونکا ہے سو وہ اس گھر
ہے نہو حشر تک اوسکی ہے تمنا دل میں

کبھی دشمن ہے کبھی میرے سینے رو دیئے ہو
خاک اوڑتی ہے کبھی بہتا ہے دریا دل میں

نہ نظر بد کے کبھی دیکھا نہ دل صاف ہوا
آنکھوں پہ چلمنیں رہتی ہیں تو پردا دل میں

ایک پل ضبط کیے اشک تو جی بیٹھ گیا
آج ساعت سے کٹوریکا ہے نقشا دل میں

خاک پیری میں کروں اوجلی کفن کی جوش ہوا
آج تک داغ جوانی کا ہے دھبا دل میں

آ گئے روٹھ چکے رات ہے کم سو رہیے
آپ کچھ دل میں نہ اب کیجیے نہ بندا دل میں

تیغ بیداد سے وہ ترک کرنے ٹوکا ٹوکی
سر کے کٹنے کا ذرا غم ہے نہ دھڑکا دل میں

سختیاں ترک ہوں پتھر صنم کا ہے خیال
نہیں مٹتا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل میں

عشق چمکا تری جھلکے کا تو یہ رنگ اوڑا
خون کو قطرے سے بنے عقد ثریا دل میں

جسقدر غم ہو مجھے اونکو خوشی ہوتی ہے
دوست کے واسطے دشمن کو ہے پالا دل میں

سو تیوں سے در دندان کو لڑایا نہ اگر
آگ سچا کہینگے سامنے جھوٹا دل میں

۱۶	خوف آتا ہے مجھے سامنے جانے عاشق بیٹھوں پہلو میں نہیں حوصلہ اتنا دل میں	۱۲۹

ہزار ہم مژہ اشک بار رکھتے ہیں
وہ خار کھاتے ہیں دل میں غبار رکھتے ہیں

ضعیف ہو کے تن داغدار رکھتے ہیں
خزاں میں بھی ترے عاشق بہار رکھتے ہیں

یہ منہ ہے کان کی بجلی کی جب کروں تعریف
مریں جو جاتے کو وہ کبھی اوتار رکھتے ہیں

جہان میں کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہے
بچا نگہ سے تو زلفوں سے مار رکھتے ہیں

ہوا پہ آ سے ہو کس طرح ہم ہنوں برباد
بساط جسم میں مشت غبار رکھتے ہیں

نہ طمع مال ہی ہمکو نہ خواہش جاگیر — ہم آپ زندگی مستعار رکھتے ہین

ہم اپنے دل کو سناتے ہین آپ قصۂ غم — کوئی رفیق نہ مونس نہ یار رکھتے ہین

کفن بنانے کو اک پیرہن کے مالک ہین — زمین ملک مین ہم قبر وار رکھتے ہین

جو عمر کھوتے ہین تعمیر قصر عالی مین — بنا سے خانۂ تن پائدار رکھتے ہین

مقابل آئین غزال حرم تو موت آجائے — یہ ترک چشم بھی آہو شکار رکھتے ہین

جلا کے خاک کرینگے فلک کو دم بھر مین — غبار اس سے تری خاکسار رکھتے ہین

ہم اپنے صدمے سے غیرون کو بھی جلاتے ہین — مثال سنگ کے دل مین شرار رکھتے ہین

تصور اونکا ہے آنکھون مین کس حفاظت سے — چھپا کے پردون مین تصویر یار رکھتے ہین

ہم آگ گلشن ہستی مین کیا پھلین پھولین — دل حزین و تن داغدار رکھتے ہین

بخیل روح تھی چھوڑا ہے جامۂ تن کو — دنی لباس مین کر او تار رکھتے ہین

۱۲	زمین اشک ندامت سے بہ گئی عاشق وہ آج تک وہی دل مین غبار رکھتے ہین	۱۳۰

مصور بھر گیا نقشے سے کیا انداز آنکھون مین — نہ ہے وہ معجزہ لب مین نہ ہے وہ ناز آنکھون مین

اشارے بین کبھی رنجش کبھی ہے ساز آنکھون مین — بھری ہین صانع قدرت نے سارے ناز آنکھون مین

سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز آنکھون مین — کرامت ہے لبون مین آنکی اعجاز آنکھون مین

تمہین کافی نہ دیکھا اپنی ہی آنکھون سے جلتا ہون — سما جاتا ہے کیسا شعلۂ آواز آنکھون مین

کھلا مطلب نشانون کو فرشتون سے بھی محفل مین — ہوئی جب سے اونسی گفتگو ہے راز آنکھون مین

مری آنکھون کو جو ماہ وشی مین نے اوسکی آنکھون کو — بیٹھا نہ ہو نظرون مین پیدا ہوئی آواز آنکھون مین

اشارا وصل کا آخر ہوا گانی کی پڑی مین
ابھی مضطرب پرسی ہو گیا ہی ساز آنکھون مین

مگر آئینی مین دیکھی ہی صورت اوس پریرو نی
خوشی سی تپلیان کرتی ہین لاکھون ناز آنکھون مین

غرور حسن تھا جنکو وہ سب پانی سی تپلی ہین
پیے لیتا ہی سب محفل کو وہ دم باز آنکھون مین

بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

اشارے ناز سی کرتی نہین مو نہین ہی جادو کی
نہین وہ تپلیان ٹہہری ہین فسون ساز آنکھون مین

۱۶	نہین کچہ سوجہتا جز رخت زمستی ہین عاشق کو کہان باقی رہا زاہد کا اب اعزاز آنکھون مین	۱۳۱

چشم غزال جیسی نہین تن گل یاسمین نہین
دانت در ثمین نہین مثل ترا کہین نہین

ابر ہی آفتاب ہی حسن ہی اور نقاب ہے
شمع ہی اور حجاب ہی ساعد و آستین نہین

چال مین بانکپن نہین بال نزیب تن نہین
زلف مین بھی شکن نہین چشم بھی سرمگین نہین

قابل سیر یار ہون داغون ہی لالہ زار ہون
روکش صد بہار ہون نخل خزان ہمین نہین

شمع جہان فروز ہی برق زمانہ سوز ہے
ناوک سینہ دوز ہی آہ دل حزین نہین

جسکا کہین پتا نہو راہ او دہر ہو یا نہو
سیر قدم ٹہرا نہو کوئی وہ سرزمین نہین

یار جو بی نقاب ہی دید کی کسکو تاب ہے
غیرت آفتاب ہی عارض مہ جبین نہین

یار نہ بانکپن دکہا بل نہ دم سخن دکہا
تو کمر و دہن دکہا کہتا ہی کیون نہین نہین

غم سی ہرا ایاغ ہی روکش خانہ باغ ہے
گہر کا مری چراغ ہی داغ دل حزین نہین

کہدو یہ قیس نزار سی او ٹہو ذرا مزار سے
وحشت بہری ہین خار سی آبلہ پا کہین نہین

سینہ جو داغدار ہی دل ہمہ تن فگار ہے
سیر گلون کی خار ہی مجھ سا کوئی حزین نہین

غیرون سی شغل مین یار مجھکو کیا بغل مین یار — بیٹھے مری بغل مین یار بات یہ دلنشین نہین

پیتے ہین شب انکے بیچ نہ مین جلکی ہو کیا جواب — مجکو بلا ہی یہ جواب ورد ہی یہ نشین نہین

چشم جو اشکبار ہی غیرت آبشار ہے — داغون کی وہ بہار ہی ایسا چمن کہین نہین

جو پی جمع مال ہی اوسکو یہی خیال ہے — زیست ہزارون سال ہی دم دم واپسین نہین

(۱۳۲) عاشق امید کیا بھلا آئیگا روز وصل کا — بہرے گا دور چرخ کا زیست کہان یہان نہین (۲۶)

سیکشی دو دن میسر ایک جا ہوتی نہین — دختر رز وہ بیسوا ہی آشنا ہوتی نہین

جب کدورت دل مین ہو حاصل صفا ہوتی نہین — طرف گل پر شکل آئینہ جلا ہوتی نہین

جنکا سودا ہو چکا ہے اونکی دل سی پوچھیے — زلف پیچان ہی سوا کوئی بلا ہوتی نہین

اب ہنسونکی سائل وصل صنم اللہ سے — یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہین

منفعل ہون زلف کو مشک ختن مین نے کہا — ای پری پیرو آدمی سی کیا خطا ہوتی نہین

باندہ کر ہم ٹکٹکی کیونکر نہ دیکھین آپ کو — نیند جب سے ہم آنکہ ہو جاتی ہی وا ہوتی نہین

نکہت زلف معنبر کا بہت مشتاق ہون — پیچ کیا ہی اس طرف کی جو ہوا ہوتی نہین

کب فقیرونکی سنیگا وہ سلیمان جہان — دل مین کچہ تاثیر نقش بوریا ہوتی نہین

زاہدو اسسے عبادت کو کیا مین نے سلام — بندگی جو چاہیے ویسی ادا ہوتی نہین

دختر رز کی مدح ای ساقی نکر میرے حضور — چار سے جو گھر گئی وہ پارسا ہوتی نہین

مجہ سون کی جب نظر پڑتی ہی تیری رحم پر — ایک تل بہر دہشت روز جزا ہوتی نہین

نحت بیجا سے اگر تمسے لڑایا آنکہ کو — چشم نرگس مین صنم مطلق حیا ہوتی نہین

طالع واژون ہی اوس در تک پہونچی خاک بھی
یا ہوا ہوتی ہی اولٹی یا ہوا ہوتی نہین

اے مسیحا حال یہ پہونچا مریض عشق کا
آپ بھی چاہین تو اب اسکو شفا ہوتی نہین

اے صنم حاصل جو تم کرتے ہوا ولٹی گفتگو
بات کچھ برعکس تقدیر خدا ہوتی نہین

دو قدم چلنے سے جیسے پاؤن ہوجاتے ہین سرخ
ایسی اینگل شوخی رنگ حنا ہوتی نہین

وصل کا پیغام دیتا ہون اوسی سو رنگ سے
گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہین

نفع پہونچے خاکساری مین کسی کو چاہیے
ہے تو اضع خوب پر حاجت روا ہوتی نہین

گوہر دندان کی مستی سے نہین بڑہتی صفا
لعل لب پر پان کہانے سے جلا ہوتی نہین

شور بختون سے نہ رکھ اے دل ترقی کی امید
آب شور چشم سے نشو و نما ہوتی نہین

اہل حاجت کو امیرون سے بھلا بہرہ ہو خاک
گوش زد منعم کے آواز گدا ہوتی نہین

صبح کی جب توپ چھوٹیگی نہ روکین گی تمہین
یہ سمجھ لینا کہ عاشق سے دغا ہوتی نہین

نیمجان چھوڑا ہے کیون گنج شہیدان مین مجھے
تیغ قاتل سے کہو مشکل کشا ہوتی نہین

ہم غریبون کا بھی بیڑا پار کر دیگا خدا
گو کوئی کشتی روان بے ناخدا ہوتی نہین

حد معین کچھ نہین کیونکر کمال عشق ہو
ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہین

۱۴۳	خامس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا اس سے بڑھ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہین	۱۷

عاشق بیمار ہون مین جو بھی بیمارون مین ہون
نرگس بیمار جانان کی پرستارون مین ہون

آہ کہتی ہے کہ تنہائیکے بین یارون مین ہون
درد کہتا ہے شب فرقت کی غمخوارون مین ہون

بت پرستون مین ہون رندون مین ہون میخوارون مین ہون
جو نہ بخشے جائینگے مین ان گنہگارون مین ہون

تیری کاکل کی قسم وقت نہین اسلام سے
بال بال اپنا ہی مجرم اون گنہگارون مین ہون

ہم سبک روحون کو ملجانا گلے مشکل نہین
بوکی صورت ای پری پیکر تری بیمارون مین ہون

موت سے بدتر ہے میرے سامنے سامان عیش
وہ نہین ملتا ہی مین جسکے طلبگارون مین ہون

کیون نہین پہرتی مری جانب نگاہ التفات
ای مسیحا مین بہی آخر تیری بیمارون مین ہون

ہی بہت مشکل دلا دس شاہ خوبانکا وصال
اسقدر مین زور رکہتا ہون نہ زردارون مین ہون

خواب مین دیکہون تمہین یہ بھی نصیبون مین نہین
ایک مدت ہمکو گذری ہی کہ بیدارون مین ہون

تم جو کہتی ہو کرونگا ظلم مین حد سے سوا
مین بہی راضی ہون تمہارے نازبردارون مین ہون

دل چرا کر عاشقان خانمان برباد کے
کہتی ہے زلف سیاہ یار طرارون مین ہون

اوس مسیحا کی توجہ ہو مریضون پر اگر
حضرت عیسی کہین آکر کہ بیمارون مین ہون

بیٹھ کر کہتا ہی محفل مین حسینونکی وہ شوخ
چودہوین کی چاند کی مانند مین تارون مین ہون

رند و زاہد کیون نہ راضی ہون کہ ہون آج دل غنی
مست ہون تو نہین مین ہشیارون مین ہون

قرب ابرو سے ہے ظاہر سحر چشم مست کا
پتلی آنکہون مین یہ کہتی ہی کہ تلوارون مین ہون

خلد سے بہتر ہی مدفن ہو جو کوچے مین ترے
حور کی خواہش نہین تیری طلبگارون مین ہون

۱۳۴	لیلی و یوسف کو وہ کہتی ہین عاشق طنز سے نجد مین بدنام ہون رسوا نہ بازارون مین ہون	۱۸

وفور شوق عدو سے فروغ داغ نہین
ہوای تند سے گل ہو یہ وہ چراغ نہین

خیال زلف سے مٹتا فروغ داغ نہین
بجھے جو سامنے کالی کے وہ چراغ نہین

تمہارے خال نے دل کو نوید وصل نہ دی
مری کتاب مین فال شگون زاغ نہین

نہ مجھ تک آئے کبھی وہ نہ مین گیا اون تک
اونہین فراغ نہین ہی مجھی دماغ نہین

ہمارے دل ہی سے ہوا ہی فروغ بالون کا
سوا ہی داغ شب زلف مین چراغ نہین

ملال ہوگا نہ دیکھو مراتن پر داغ
شگفتہ جس سے طبیعت ہو یہ وہ باغ نہین

فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے
لحد مین جسم ہے اور روح کا سراغ نہین

تنور سینۂ عاشق کا سوز سی ہی فروغ
بغیر آگ کے کچھ رونق اوجاغ نہین

ارم مین پیکے شراب طہور مین نے کہا
یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایاغ نہین

لٹین گے جاکے مسافر سراے دنیا کے
سنا ہی ملک عدم مین کہین چراغ نہین

وہ کون گل ہی جو گلزار دہر مین نہ کھلا
جو اور کچھ ہے وہان تو بہشت باغ نہین

اوٹھا کے جبر سماجت کبھی نہ کی مین نے
کسی رقیب کا ایسا دل و دماغ نہین

وہان مرون کہ نکیرین بہر کے عرض کرین
زمین پہ تو کہین قبر کا سراغ نہین

بہار داغ کو جی بھر کے دیکھ لے اے دل
کسیکی ملک نہین یہ کسیکا باغ نہین

عبث ہی پیر جو دعوی کرے جوانی کا
وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ دماغ نہین

شب فراق مین آنکھون کو رو چکا سر شام
کچھ اور جسم سے پہلے غذای زاغ نہین

فراغ و صحبت احباب و یار و عہد شباب
وہ کیا نہ تھا کہ مرے دل پہ جسکا داغ نہین

۱۳۵	بہار داغ مین تاثیر کچھ نہین عاشق کھلا کسیکا کبھی غنچۂ دماغ نہین	۱۰

ہم ضعیفون کی دعا مین کچھ اثر ہوتا نہین
نخل جب کہنہ ہوا اچھا ثمر ہوتا نہین

نار پستان کوئی طفل سیم بر ہوتا نہین
نخل باغ خردسالی مین ثمر ہوتا نہین

اپنے نالے تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہیں
سنگ میں گھر کرتے ہیں دل میں اثر ہوتا نہیں

عید غیروں کو ہو ہر روز دید یار سے
کیوں ہلال ابروے جاناں قمر ہوتا نہیں

آبرو داروں کو پایا ہے میں نے ممسک تر ہیں
آب گوہر ہے دہان خشک تر ہوتا نہیں

کس طرح پیش نظر رہتا تصور یار کا
قابل بندش کبھی تار نظر ہوتا نہیں

جانے والوں کو عدم کی کیوں ہے توشہ کی تلاش
پاس کچھ موہوم کے زاد سفر ہوتا نہیں

سخت جانوں کے جگر میں گرمی الفت کہاں
یہ وہ پتھر ہیں کبھی پیدا اثر ہوتا نہیں

دل شکستوں کو شکستوں پر شکستہ کیوں نہیں
داغ دل سنگ ہے ادش کی سپر ہوتا نہیں

برق روے یار کیا سینہ کی تہ پر داغ کو
خرمن جسم کو بجلی سے ضرر ہوتا نہیں

خشک مغزوں کو ہے حلاوت اہل صحبت کیوں حیا
بانس کی پوروں میں لطف نیشکر ہوتا نہیں

یار سے آنکھوں میں باتیں خوب پوشیدہ ہو نہیں
تا رہیں صورت تار نظر ہوتا نہیں

چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتے وہ ضرور
ہجر کی شب داغ دل شکل قمر ہوتا نہیں

زیور گوش سماعت وہ ہر میں نقص ہے
تا زمم تکرار شعر میں وہ گہر ہوتا نہیں

بت کی طاعت کفر ایمان بندگی اللہ کی
رند مشرب کو خیال خیر و شر ہوتا نہیں

جوہر ذاتی سے ہے قائم گرم و سرد دہر میں
برخ کے بن جانے سے کچھ قطرہ گہر ہوتا نہیں

بس کہ بھاتا ہے حسینوں کو مرے حسن کلام
طالب زر کوئی مجھ سے سیم بر ہوتا نہیں

۱۳۶	دل سے میں کرتا ہوں باتیں شب کو زلف یار کی صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہیں	۳۲

دل کو عشق مژہ و زلف گرہ گیر نہیں
ہدف تیر نہیں لبستہ زنجیر نہیں

بے خطا مرگ جوانی کوئی تعزیر نہین
رحم طینت مین تری اے فلک پیر نہین

آہ کا قصد ہے اب حشر مین تاخیر نہین
اس سے بڑھ کر کوئی دیدار کی تدبیر نہین

لاکھ چاہون پہ نقاہت سے نہین اوٹھتی مہر
یار کی شرم سے کہلتی کبھی تحریر نہین

ضبط غم سے دل بیتاب ہے شق سینے مین
اشک پیتا ہون کہ آب دم شمشیر نہین

خط کے چہو لینے کا لپکا نہین جاتا اوسسے
زہر دینے کے سوا کچھ مری تعزیر نہین

پانون مین اسکے جو قوت ہے تو سر مین اوسکی
ساکن اک دم قدم طفل وسر پیر نہین

راست بازون کو نہین دہر مین پروای لباس
دامن قوس کا پابند سر تیر نہین

ایک ہی قتل ہوا ابرو سے تو عالم نہ بچے
خون کو چاٹ کے دم لے یہ وہ شمشیر نہین

کوچۂ یار مین گر مٹنے کی ہوس دل مین ہے
جسمین سونا نہ ملے خاک وہ اکسیر نہین

تم کو دروازے پہ آنے مین اگر دیر ہوئی
روح کو تن سے نکلتے ہوئی تاخیر نہین

کیون ہے دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق
کون سی آنکھ ہے جسمین تری تصویر نہین

یار کو شور سلاسل ہوا افسانۂ خواب
اور کچھ نالۂ زنجیر مین تاثیر نہین

بندے تقریر سمجھتے ہین تو خط بھی پڑھتے
شکل مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہین

قتل بھی تم نے کیا لاش کو بھی کھنچوایا
میری شہرت ہوئی آفاق مین تشہیر نہین

بات کرتا کوئی بت قبل ظہور اعجاز
سنگ ریزون مین اگر ہاتھ کی تاثیر نہین

عشق بازی کا مزا خاک نہین پیری مین
زور نالے مین نہین آہ مین تاثیر نہین

جان کا بار بھی ہوتا ہے ضعیفون پہ گران
حامل روح بہت دن بدن پیر نہین

بوسہ ہونٹون نے لیا گہور کے دیکہا ہو سفاک
اب عشوق مرے منہ مین کوئی تیر نہین

دام سبزے کا اگر باغ مین بچھا تو کیا
طائر رنگ پہنسے وہ کوئی تدبیر نہین

کہین ڈر جائین نہ یہ سنہ مین زبان نیچی
شمع رو بیٹھے ہین جہان حاجت گلگیر نہین

جی کو بہلاؤ مری جیسی کسی صورت سے
اب مرقع مین جہان کی مری تصویر نہین

دل زخمی نکری قید سے توبہ اے ساقی
اسمین انگور نہین کچھ دانۂ زنجیر نہین

یاد ساقی سے دم صبح سفر کیا ہے
حلق مین انکے وہ آب دم شمشیر نہین

سر ہی پہوڑ دو نہین لعنت دنیا کو قیام
جو ہو فرہاد سے مزدور وگر شیر نہین

اہل جوہر تو اشنع ہین نہین منت کش
دیکہو شل کمر خصم شمشیر نہین

نقش دیوار بنے دیکہ کے جسکو انسان
ورق دہر مین ایسی کوئی تصویر نہین

جسمین لذت ہو وہ نعمت ہی نہین کیے خاص
ناف مولود مین ہرگز اثر شیر نہین

سے ہے تغیر جو زمانے کا تو ہو جائیگی صبح
شب غم حیرتیون کی شب تصویر نہین

بندگی بت کی رہی بندۂ اللہ رہے
اب کہین عفو کے قابل مری تقصیر نہین

پہر وہی سامنا آیا شب تنہائی کا
اے اجل آج مناسب تجہے تاخیر نہین

۱۲۷	یاد آتے ہین سبہی آتش و ناسخ عاشق اونکو افسوس یہ تہا مصحفی و میر نہین	۲۴

پیری بہی آئی غرق ہین شغل شراب مین
ہمنے سفید بال کیے آفتاب مین

مستی کہ چہوٹ پڑتی ہی جام شراب مین
گردون کا عکس ہی قدح آفتاب مین

کیفیت غضب نظر آئی شراب مین
تیوری سے اونکی موج پڑی تلخ آب مین

ٹپکے جو اشک گرم ہمارا شراب مین
پڑ جائین آبلے جگر آفتاب مین

کہتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب مین
ستی ہو لطف زیست جہان خراب مین

دامان زین سے اوٹھنے لگا آپکا فرس
حلقے سے لگے ہین چشم پری کے رکاب مین

بوے شراب تنا سے آنسو ٹپک پڑے
نرگس کا عطر تمنے ملایا شراب مین

کی تمنے مدح عارض روشن شب وصال
حب کا عمل پڑھا شرف آفتاب مین

بوسے کا ہے نشان رخ پر نور یار پر
اک داغ پڑ گیا ہے جگر آفتاب مین

پستان یار پہ دل ہشیار پس گیا
عیار پھنس گیا ہے طلسم حباب مین

تیر نگاہ ترک فلک سے نہ رک سکا
سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب مین

اللہ رے میرے دست جنون کی تعلیان
باقی نہین ہے تار شعاع آفتاب مین

اصلاح خط رہی کتابی سے یہ کہلا
کاٹے ہوے حروف غلط ہین کتاب مین

دیکھا جو تمنے چہرۂ پر نور و خط سبز
سمجھے کہ سبز رنگ ہے قوح آفتاب مین

یہ حال رخ کہلا دہن لاجواب سے
منطق کا کوئی حرف نہین ہے کتاب مین

سودا رہا کبھی تو کبھی شغل مے کشی
سائے ہین یا ابر ہوئی یا آفتاب مین

دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا
غیر از ہوا کچھ اور نہین اس حباب مین

پہونچا ہے خشک و تر مین اثر آہ گرم کا
موتی مین ہے نہ آب نہ پانی سحاب مین

زلفون سے اپنے رخ کے پسینے کو پوچھیے
کیا لطف ہو جو عود پر گرے گلاب مین

ابری ہے تیغ یار کی شیشہ ہے بادہ کا
چمکا لگا ہے برق کا جیب سحاب مین

دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا
سارے جہان کی ہے ہوا اس حباب مین

اندھون کی طرح چاہ زنخدان مین گر پڑا
سچ ہے کہ سوجھتا نہین مجھکو شباب مین

حاضر ہین گل چلو مین چلو سیر باغ کو — زر دار دوڑے ہین تمہاری رکاب مین

۱۳۸ — **دیگر** — ۱۸

سرو مین قد ہے تیرا نازک بدن ہوتا نہین — غنچہ نازک تن سے نازک پیرہن ہوتا نہین

وصف تیرا لکھے رقم ایسی گلبدن ہوتا نہین — گلشن تصویر مین رنگ چمن ہوتا نہین

اپنی چادر دیگا وہ حور اتو بھی اوڑھونگا نہین — حلۂ جنت سے میت کا کفن ہوتا نہین

داغ تن کیونکر ہرے ہوتے ہین سیر اشک سے — شور پانی سے کبھی تازہ چمن ہوتا نہین

پیچ مین پلکون کے کیون رہتی ہے پتلی آنکہ کی — دہر مین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہین

آبرو خالق نے جسکو دی ہے پھر جاتی نہین — خشک سینہ مین ایک دم آب دہن ہوتا نہین

راہرو کیا چاہ سے گرتے ہین اطفل حسین — گو کبھی خس پوش یہ چاہ ذقن ہوتا نہین

ہے بڑا انکو تعجب لفت فرہاد سے — ناتوان بیمار فرقت کوہکن ہوتا نہین

جنکی طینت پاک ہے دنیا نہین لگتا اونہین — خاک مین سوتے ہین پر میلا کفن ہوتا نہین

بات اولیٰ ہے کہ خاموشی مین ہے جادو بہرا — سامری سے سامنے تیرے سخن ہوتا نہین

جسم نازک چھل گیا تار نگاہ حور سے — حلۂ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہین

جامۂ نخوت پہن لیتے ہین اکثر خاکسار — ٹھیک میرے جسم پہ یہ پیرہن ہوتا نہین

دام موج موجہ پیش چشم رہتا ہے مدام — نشہ تیری آنکھ سے اسکی ہرن ہوتا نہین

ہجر مین پہولون سے ہے کیا خاک صولت کا فروغ — یاسمن کا چاند سا ایسی گل بدن ہوتا نہین

چہرہ رہ منبری کا نہین ہوتا گرفتار بلا — ہاتھ سے بل دیتے ہین گیسو رسن ہوتا نہین

آنکه کو نفرت ہے بوسون سے تو کیا استعجاب — رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہین
ٹپکی کی تشویش سے نازک جو ہین بجوف ہین — صید ہرگز طائر رنگ چمن ہوتا نہین

۱۳۹	سیو جنت مین عاشق کو نہین ملتا مزا باغ مین فردوس کے سیب ذقن ہوتا نہین	۲۷

پھر گیا زخم دل کی سخت جانی سے فغان برسون — مثل مشہور ہے پتھر مین رہتا ہے نشان برسون
گلے سے طوق اوتر کر حلقهٔ ماتم مین بیٹھا ہے — قدم سے چھوٹ کر نالان ہے ہین بیڑیان برسون
چھپا اوس سیم تن کو تو مهینون ہاتھ کھجلایا — ملا بوسه اگر تو موٴنھه چاٹا کی زبان برسون
رقیبون کو نشان کیونکر ملا گل سے کف پاکا — یہان سونگھی ہے بو نقش پا ہے رہبران برسون
صهینا بہر شب ہے تجسے اگر تو شکر کی جا ہے — وہ رستی ہین کلام آئی نه تھے جو درمیان برسون
تلاش یار سے غافل رہے مرکر نه دم بھر بھی — وہ ہم ہین اجد برباد ہی رہے ریگ روان برسون
اشاره میرے جانب کو نہین ہوتا کسی صورت — ترا ابرو ہے وہ جو سخ نہین کرتی کمان برسون
مصیبت ہجر کی جھیلی جو برسون وصل ملتا آیا — نه چھوڑون گا قدم رگڑے ہین مین نے ایڑیان برسون
تلون ہے مزاج پیر گردون مین عجب ڈھب کا — کسیکے قتل کے در پے کسی پر مهربان برسون
خبر پوچھی نه یاران گذشته نے کبھی اپنی — عدم کو تحفت دل بھیجا کیے ہم ارمغان برسون
نہائی سے ہوئی اوس ترک کی کثرت حیا بونکی — مثال تیغ سرکاٹا کیا آب روان برسون
کہون احوال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا — بدن قیمه ہوا چورا ہوئے ہین استخوان برسون
تماشا دیکھنے آئے نه اکدن میرے اشکون کا — نه پہونچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون
بھروسا کیا ضعیفی مین بیمار جسم لاغر کا — تھا رہتا ہے جھک کر گرد گردی ہے کمان برسون

بتون کی وصل سی گذری خدا ہو مرکے [illegible] — کٹ [illegible] اور کہنچی ہین بیابان برسون

جلایا زندگی مین اسقدر اسے شعلہ رو تو نے — [illegible] نکلا قبر سے [illegible] زندان برسون

غبار ناقۂ لیلی نظر سے چہپ گیا شاید — بگولا بنکے سرگردان رہا [illegible] برسون

زنک بت سی تمہاری ظلم کا شہرہ ہے عالم مین — رہا جلاد پیر چرخ بہی آخر جوان برسون

شکست خانۂ زنبور کی صورت کیا [illegible] — یہ وہ [illegible] میرا [illegible] نکلی [illegible] برسون

نہ سوکہی اشک سے [illegible] تو نے [illegible] کیا — رہا کرتا ہو [illegible] آب روان برسون

ہمارا مرغ مضمون دام مین تقدیر ان کی گیا تا — رہا ہے سیرگاہ طائر دل لامکان برسون

تمہاری سرد مہری نے رلایا اسقدر مجہکو — [illegible] رہا ہون جا [illegible] برسون

بسکہ دہن گل [illegible] خانہ [illegible] یان پر — وہ بلبل ہون نہ دیکہا [illegible] آشیان برسون

وہ مسکین ہین نہ [illegible] انکو عالم [illegible] — ہماری تاک مین بیٹہی رہی ہے باغبان برسون

کہان گردین وہ سرگشتگان وادی وحشت — ابہی چکر کریگا اور ایسے آسمان برسون

جہان گہر مین گئی تیغ تغافل تیز ہوتی ہے — رہا ہے [illegible] کا سنگ فسان برسون

١٧	خدا کو رحم آجاتا ہے دو اک آزمایش مین یہ بت ہے سنگدل عاشق کریگی امتحان برسون	١٤٠

نرم دل جو ہے کبہی وہ سخت جان ہوتا نہین — گوشت تن مین خشک ہوکر استخوان ہوتا نہین

سیکڑون آہین بہرین نکلا نہ سب دل کا غبار — گردباد اوٹہنے سے خالی خاکدان ہوتا نہین

بس نہین چلتا ذرا قاتل کا میری ضعف ہے — رک گیا ہے حلق پر خنجر روان ہوتا نہین

اتحاد عاشق و معشوق ہے دنیا مین جہوٹ — کسقدر ہے تن کو الفت شل جان ہوتا نہین

ہے جو کم مایہ نہین پاتا وہ اعلے کا فروغ
کچھ شہاب چرخ بڑھ کر کہکشان ہوتا نہین

آنسوؤن مین ہڈیان بہتی ہین جسم زار کی
بند تنکون سے کبہی آب روان ہوتا نہین

مجکو دم بہر بیٹھنے دیتا نہین شوق کمال
جسطرح ساکن گہڑی بہر آسمان ہوتا نہین

نشتر مژگان بہری ہے کیا کشش سے یار کی
تیر کا پیکان کہنچنے سے سنان ہوتا نہین

عقل و ادراک جادو گہر کا رکہتی ہے اثر
دیکہتے ہین لوگ پہرون کچھ بیان ہوتا نہین

حاجت مشاطہ کیا ہے باغ حسن یار کو
گلشن خلد برین مین باغبان ہوتا نہین

پرورش ہو غم مین جسکی کیا ترقی ہو اوسے
طفل اشک چشم تر ہرگز جوان ہوتا نہین

تنگدل سے غیر کو راحت نہین ہوتی کبہی
غنچۂ گل بلبلون کا آشیان ہوتا نہین

سوز الفت کا اثر کیا ہو دل بیدرد مین
خانۂ نادار سے پیدا دہوان ہوتا نہین

سخت دل جاتے ہین شکوون مین کہان کیونکر کہلو
مینہ برستے مین غبار کاروان ہوتا نہین

ہے دغا دل مین تمہاری سخت گوئی سے کہلا
تجربہ ہے نیک طینت بدزبان ہوتا نہین

گوشہ گیرون کو لیے ہے نقص اظہار ہنر
مائل پرواز تک زاغ کمان ہوتا نہین

1461

عاشق اوس دست حنائی تک نہ پہونچا مرغ دل
طائرون کا نخل مرجان آشیان ہوتا نہین

11

ہمنشین سوز درون اپنا عیان ہوتا نہین
جل رہے ہین استخوان لیکن دہوان ہوتا نہین

دل مرا کیون مائل آہ و فغان ہوتا نہین
خانۂ اللہ مین شور اذان ہوتا نہین

دیکہکر میری وفا کیون سر جہکایا آپنے
بار احسان محبت کا گران ہوتا نہین

کاٹ کر سر کون رکہدیتا ہے تیری پانون پہ
سرفروشون کا کسی دن امتحان ہوتا نہین

حال مجنون سنتی ہین کہتی ہین سیر اسکے حال
ہیچ بیان کرنے مین لطف بستان ہوتا نہین

بام پر صحبت ہی ہم بیٹھے ہین نیچے خاک پر
کیون تلے اوپر زمین و آسمان ہوتا نہین

ذبح جب کرتے ہین ہاتہون سے ٹپکتا ہی لہو
پنجۂ مژگان کبھی خون چکان ہوتا نہین

یار کے گہر مین لہو روتا ہوا جاتا ہون مین
لخت دل ہی کوئی ثمرہ کرار مغان ہوتا نہین

اپنے دل ہی درد کی باتین ہین کیا سنتے ہو تم
داستان کہتے نہین قصہ بیان ہوتا نہین

ٹہوکرین کہاتا ہوا جاتا ہون کوی یار کو
پانون ناطاقت ہی دل ناتوان ہوتا نہین

۱۴۲	ناتوانی کی یہ سب ہے تاثیر عاشق بعد مرگ ہون سبک تابوت پر جلدی روان ہوتا نہین	۲۴

جب آنکہ ہو سیاہ تو سرمہ گین نہو
افشان وہ سینے کہ جو خود مہ جبین نہو

چلیے وہان سراغ جہان کا کہین نہو
جس جا یہ آسمان نہو یہ زمین نہو

بے نور عرش ہے جو وہ کرسی نشین نہو
کرسی مکان یار کی عرش برین نہو

وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہون زلزلے
قامت وہ کیا جو آفت جان حزین نہو

حیرت ہے اپنے خانۂ تاریک تار سے
ہو نور مہر و ماہ ہر اک جا یہین نہو

غصہ ہے کیون وصال مین اتنا نہ روئیے
آب روان نقاب رخ آتشین نہو

بے یار بام پر ہے مزا سیکشی کا خاک
ہو آفتاب عیسی گردون نشین نہو

گہبرا گئے جو زلف مین کنگہی اولجہ گئی
شرما کے کہتے ہین دل عاشق یہین نہو

ڈوبے جو بحر عشق مین کیا آبرو رہی
ہوتا ہی وہ سبک جو یہان تہ نشین نہو

کسکو امید صبح شب انتظار ہے
اقرار کل کا وعدۂ روز پسین نہو

ہو جائے جسم سنگ حوادث سے چور چور	لذت نہین کہ درد کہین ہو کہین نہو
اولٹا جواب وصل نہ دے قاصد حزین	آمادہ قبض روح کو روح الامین نہو
رکھتا ہے جو کمال تعلی ضرور ہے	بے عیب مثل ماہ کے عزلت گزین نہو
آہ دل حزین سے حذر کیجیے ذرا	دم بھر مین انقلاب زمان و زمین نہو
سیل فراق روح سی تن جل کے خاک ہو	صورت مکان کی نہ ہے جب مکین نہو
طالب وفا کا ہون بت یوسف جمال کے	جویا ہون اوس متاع کا مین جو کہین نہو
کیونکر چھپائین منہ جو مری آہ گرم سے	دامن نہو نقاب نہو آستین نہو
ثابت قدم وفا مین ہون ایسا کہ کیا مجال	عکس آئنہ مین صورت نقش نگین نہو
بیٹھا جو در پر ایک سلیمان وقت کے	کہتا ہو وہ کہ حلقۂ در سے نگین نہو
مر کر بھی روز حشر تک آنکھین کھلی رہین	دیدار یار کا جو دم واپسین نہو
غیرون سے اختلاط ہو مجھسے چھپاو منہ	اسد رجب بے حجاب نہو شرمگین نہو
مرتا ہون مین کہ شہد لب یار چوسیے	دشمن کو زہر مار جو یہ انگبین نہو
جو رہی ہزار بار کرے پیچ مین نہ آے	طرار زلف یار کہین شانہ بین نہو

۱۴۳	عاشق کا نام لعل لب یار پر رہے نام رقیب نحس تو نقش نگین نہو	۱۹

ہے نشۂ وجد یہ ہر خود پرست کو	بھولے ہین صاف وعدۂ روز الست کو
ہوش اب کہان ہے محتسب فاقہ مست کو	ماہ صیام عید ہوا مے پرست کو
اس درجہ ردے تاک کے ہم دار ہست کو	تنگ کر بنا لیا لب دریا نشست کو

نخوت سے بندگان خدا بنگئے ہین بت — شان خدا سمای یہ ہر خود پرست کو

گلشن مین لطف بادہ گہٹا نے بڑہا دیا — ساقی کو مینہ مین تاک لیا داربست کو

سیرا مسیح جاے فلک پر تو پیر چرخ — لاکر بچہاے عرش سے کرسی نشست کو

ہونٹون کی بوسون کی ہی طلب مجکو ساقیا — عناب لب کو دیجئے گزک مے پرست کو

پہنس جائیگی یقین ہے مچہلی نہ مین کے — جس روز کہول دیگی وہ کاکل کے شست کو

پہونچا تہا شب کو ہاتہ جو محرم کی بند تک — کہلتے ہی آنکہ تہام لیا بند دست کو

یہ روئے ہم کہ پل مین سمندر بہا دیا — لہرآ گئی اگر لب دریا نشست کو

ای ترک بانکپن کا جو بانا ہی پاؤ نہین — سہلے نکال زلف و کلہ سی شکست کو

ہمکو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے — یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو

اگلی شکست توبہ کا ایسا رواج ہے — مشرب مین محتسب نے کیا مے پرست کو

دریا چمن مین موج گل تر نظر پڑی — مستون نے پل خیال کیا داربست کو

کس درجہ ماسہے دل بیتاب ہو طپیان — تار نفس کی توڑ نہ لیجاے شست کو

توسن نے اوس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا — سرعت کو باد تند سے آہو سی جست کو

قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکہ لیا — تجویز وصل مین ہوا بنگلہ نشست کو

خوف سیاہی شب ہجران کو کیا کہون — ترک فلک نے ہول دیا فیل مست کو

۱۴۴	عاشق دل اسقدر تہ و بالا جو ہو گیا دیکہا قد بلند کو اور جعد پست کو	۱۴

اوڑ چلون اک روز سوئے لکہنو — پر لگا دے آرزو سوئے لکہنو

دل مین ہے کیا آرزوئے لکھنؤ
منہ پھرا جاتا ہے سوئے لکھنؤ

یاد حق مین کی عرق ریزی بہت
ہم ہین وجہ آبروئے لکھنؤ

یاد مین اک سرو کی کوکو کنان
پھر پھرینگے کو بکوئے لکھنؤ

ارمغان ہم لائے بہر اہل شہر
دل مین داغ آرزوئے لکھنؤ

دیکھتے ہین خواب یا بیدار ہین
ہم کہان اور دیدار روئے لکھنؤ

پاون تھکتے ہی نہین اس راہ مین
دل کھنچا جاتا ہے سوئے لکھنؤ

پایا یوسف کا پتا یعقوب وار
منزلون سے آئی بوئے لکھنؤ

جاے مشعل راہ مین کام آئی خوب
داغ عشق ماہ روئے لکھنؤ

یا خدا ہون موسم مامین پھر
گرم صحبت تند خوئے لکھنؤ

آبرو مٹی کہ عزت خاک ہو
خاک چھانین کو بکوئے لکھنؤ

خوف شادی مرگ ہے ای فرط شوق
آن پہونچے روبروئے لکھنؤ

کفش پا اب بن گئے ہین آبلے
اسقدر کی جستجوئے لکھنؤ

۱۲	اب ملا عاشق تمہین جا کر پتا برسون کی تھی جستجوئے لکھنؤ	۱۴۵

پوچھتے ہین وہ مری چشم نم آلود کو
پاتا ہون ہر اشک مین گوہر مقصود کو

مثل ہوا سے حباب روح بدن مین ہے بند
جانیو نقش بر آب ہستی نابود کو

شعلۂ آتش بنا رنگ حنا ساقیا
آگ لگا دی ہے کیا دست می آلود کو

ہے دل پر داغ مین زلف کا اس سے خیال
بزم مین لاتے نہین مجمر بی عود کو

سلسلہ اشک و آہ دست و گریباں ہی ہو لت — رشک ہے طوفان نوح آتش نمرود کو

زیست کہاں تک بھلا سوتے ہی ہی خون کیا — ہو گی فنا ایک دن عالم موجود کو

فاقہ کشی کا مزا عاشقوں کے دل سے پوچھ — آگ لگاتی ہے بھوک طبخ ہے دود کو

پیتا ہوں مے کو بدل خون جگر ہجر میں — کھاتا ہوں اشک کباب داغ نمک سود کو

خواب میں رہتا ہی یار روز میری ہم بغل — سوتا ہوں لیکر مدام شاہد مقصود کو

خال سیہ دیکھ لو آتش رخسار پے — آگ جلاتی نہیں دانہ بارود کو

آتے ہی عہد شباب ہجر کو صدمے اٹھائے — پہونچی نہ راحت کبھی جان غم آلود کو

۲۱	دیر میں عاشق رہے بندہ بیت مدتوں سر نہ جھکایا کبھی سجدہ معبود کو	۱۴۶

قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب دو — ذرے کا جو سوال کرے آفتاب دو

جلتے رہو کسی کو اگر تم کباب دو — آنکھوں سے آگے آئی جو جام شراب دو

ہو بندگی قبول تو سجدے بتاؤں میں — عیسے کروں سلام کا جو تم جواب دو

منجن سے دانت مانجھ کے آئینہ دیکھ لو — تیغ نگاہ کو ذرہ ذرہ ان سے آب دو

اولٹو نقاب کو تو کہیں یہ ستارہ ہیں — رخسار ایک بیچ میں ہی آفتاب دو

محرم نہ روک کبھی تو ہوں خود نمائیاں — ٹکرائیں بحر حسن شکم میں حباب دو

اسے جان میرا تار رگ جان نہ ٹوٹ جائے — اتنا نہ اپنی کاکل پر خم کو تاب دو

راحت نصیب ہو گی تو جھیلیں گے رنج ہم — سوتے میں وصل ہجر کے دیکھیں جو خواب دو

چشم غضب سے دیکھو اگر سوئے آسمان — تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب دو

بنت العنب کی تاک میں پھرتے ہیں [illegible]
مدت گذر گئی ہے کہ جھپکی نہیں پلک
چو چند ماہ سے تری چہرے میں نور ہے
ہجرت نصیب کیا مجھے سکتے ہو دوستو
یا د بلا سے زلف ہی خوف شب فراق
کیا ڈر ہے قہر پر تری رحمت کو فخر ہو
طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
کاوش ہے ہمکو اب گل تر سے نحیف سے
جو بادشاہ مصر کا تھا حسین ہو
معذور ہم ہیں ضعف سے اسی منکر نکیر
بوسہ جو تل کا مانگا تو خاموش کیوں ہوئے

کہا ہوں قسم جو ہاتھ پہ ام الکتاب دو
مردوں کو میں جگاؤں گر اذن جواب دو
ابرو ہیں دو ہلال عذار آفتاب دو
یہ خال بد نہ سمجھ رسالت مآب دو
رہتے ہیں ایک جان پر اپنی عذاب دو
دو بجلیاں ہیں کان میں گیسو سحاب دو
ایک انتقال دہر میں ہے انقلاب دو
کانٹا لگے جو پیاس میں تو بھی نہ آب دو
یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو
آپ ہی کرو سوال تم آپ ہی جواب دو
کیا گھنگنیاں بھری ہیں منہ میں جواب دو

۲۶	چھوٹے ہوں سب رقیب رہے نام آپ کا عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو	۱۴۷

پھر وہی دن ہوں گلا پھر تیغ کا مشتاق ہو
دیکھئے آتے نہیں کاٹے کو مار زلف کی
جھوٹ ہی جو صبح صادق کو فروغ رخ کہوں
پائیں بوسہ خال کا یا بوسۂ خط ہو نصیب
بڑھ گیا ضعف و قلق رحمت کی اب تاب نہیں

پھر کرا ہیں رات بھر پھر زندگانی شاق ہو
خال دکھلاتے نہیں ایسا نہو تریاق ہو
لطف دیتا ہے جہاں تک شعر میں اغراق ہو
ایک دونوں میں ملی یا زہر یا تریاق ہو
بیٹھے بھی ہیں جاؤں مشکل سے تو اٹھنا شاق ہو

شعر بد سب کاٹ کر دیوان سی باہر کیے
ضد ہی بندون سی خدا کے رحم کہانیکا نہین
ناصحا یہ رنج کیا عشق حقیقی مین نہین
رفع بدنامی سمجہکر ڈالتے ہو بیڑیان
تمکو اسے مژگان و ابرو کیا کہون اسکی سوا
شعلۂ آواز سے ہے گرمی بازار حسن
لاؤ نیند آنکہون مین جلدی جیل مین کہتی ہو تم
فصل گل آجاے پہر گہر مین ہو شغل مےکشی
دیکہیے کس سی فروغ نور دندان کی مثال
خاک سے تشنے کی چمک حسن گلو سے ہو گئی
صحبت بد کی سیاہی قلب سے جاتی نہین
دوستی مین جان لی دم دیکی غارت کر دیا
خوف بی سامان کو کچہ آفات دوران سی نہین
چیر کر پہلو سی پہیکون دل جو ہو راحت طلب
روتے روتے ہم شب فرقت مین اندہی ہو گئی
فصل گل پہر آئی پہر ہو جائین سارے غم غلط
حسن ہو تمکو مبارک ہم غرض رکہتی نہین
شعلۂ رخ سے کنول پہانون کی جل اٹہین سب

ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کہیے عاق ہو
بہیک مانگو سی نہ سب سے جب کوئی رزاق ہو
افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو
قید کرتے ہو کہ تا دیوانے کا اطلاق ہو
تیر بے پر ہو کمان بے چلہ و بی فاق ہو
کیون نہ گانے پر تمہارے مجمع عشاق ہو
تہ نہ فرمائش کرو پیاری جو ہم پر شاق ہو
انتظام شہر کی فکرون مین قاضی قاق ہو
برق تابندہ ہی جسکے عکس سی براق ہو
پیرہن میلا ہی تن سے جسقدر براق ہو
سنگ اسود آب رحمت سی کہان براق ہو
یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قزاق ہو
راہ وہ چلیے کہ جسمین چپ رہو قزاق ہو
زہر مین کہاؤن زبان لذت کی جب مشتاق ہو
اے بیاض صبح نور دیدۂ مشتاق ہو
آنکہین ڈہونڈین جام کو شیشے کا دل مشتاق ہو
چہپتے ہین اوس سی کہ جو دیدار کا مشتاق ہو
شمع بزم مے جو وہ سیمحوا سیمین ساق ہو

لوح مرقد پر کسی بت کا نہو نقش قدم
شمع کے بدلی لحد پر کوئی سیمین ساق ہو

ہاتہا پائی کیجیے یون وصل مین اوس شوخ سے
آستین سے ہاتہ باہر پائچے سے ساق ہو

۱۴۸

بعد مردن منفصل عاشق نہون جزو بدن
رشتۂ الفت اگر شیرازۂ اوراق ہو

۱۴

حسن مین تہی عدل مین بہی شہرۂ آفاق ہو
ایکدم بیٹہے اگر صحبت مین کسرا طاق ہو

تو وہ لیلی ہے کہ مجنون بیکہکر ہو سرنگون
خانۂ زنجیر مین محراب ابرو طاق ہو

استخارا دیکہتے ہین میرے گہر آئی ہے آج
مانگتا ہون مین دعا مٹہی مین اونکی طاق ہو

شیشۂ مے ہاتہ سے رکہدون عروج نشہ مین
گنبد گردون ہشتم مین جو پیدا طاق ہو

جب مسیحا آپکو اسے قاتل عالم کہین
لب جلانی مین تو خونریزی مین ابرو طاق ہو

مرنے والون کو سہارا جان بچنے کا ملے
عکس ابرو سے اگر چاہ ذقن مین طاق ہو

مسجدون مین اور کعبے مین مینخواری کرین
دور رندان ہو تو بی شیشہ نہ کوئی طاق ہو

جلوۂ دیدار سے آنکہین اگر روشن کرون
تل تمہارے رخ کا خال دیدۂ مشتاق ہو

تمکو سب کہتے ہین ظالم زلف و ترک چشم سے
خلق کے صیاد ہو غارتگر آفاق ہو

جرم بعد از جرم اگر بخشین تو وہ مجرم نہوین
حشر مین ہو حشر تو فرد عمل بیباق ہو

کشتی گردون ڈبودون خون کی سیلاب مین
وصف آب تیغ جانان مین اگر اغراق ہو

جس طرف نکلی اودہر سے انگلیان اوٹہنی لگین
ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا قاق ہو

چشم حور آجائے روزن ہو تری دیوار مین
آئنہ رخسار ہو محراب ابرو طاق ہو

کوئی عاشق دل لگی اب اس سے افزون تر نہین

جو مسیحائی کا دعوا ہی تو بدلو چال کو
روحین زندونکی نکل آتی ہین استقبال کو

منہ چھپایا مجھ سے تلوے کے دکھایا خال کو
کسقدر پستی ہی میرے تیر اقبال کو

کوئی پہچانیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو
اک ذرا گردش نہو گی قرعۂ رمال کو

وہم بھی پاتا نہین اوس ماہرو کی چال کو
ہی فلک کی شکل گردش قرعۂ رمال کو

آپکے دیدار کے بھوکے جو تھے وہ مر گئے
خال کا دانہ چھپا کر کیون بلایا کال کو

اب صفا اونکی تن نازک کی ایسی بڑہ گئی
اونکی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو

قتل کر ڈالو جو مجھ گریان کو تم برسات مین
روسے منہ پر رکہ کے جلاد فلک رومال کو

آفتاب حشر پردہ ہو گا ہوا رخسار کا
زلف اوس کافر کی سمجھا نامۂ اعمال کو

نقد دل لیکر مرا برباد تمنے کر دیا
کون رکھتا ہے حفاظت سی پرائے مال کو

کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سی
بھول جاتی ہین مگر وہ آپ اپنی چال کو

بال ہٹ جاتی تو بجلی کوند جاتی بزم مین
سایۂ زلف سیہ ڈہانکی ہی گورے گال کو

قتل کر کے پھر کیا جو رنگ قاتل نے مجھے
وہ دہان زخم سے سمجھا زبان حال کو

شور محشر ہو گیا برپا صدائے صور سے
کیا قیامت کی ہلا کر آپ نے خلخال کو

ہجر ساقی مین ہلال عید خنجر بن گیا
سمجھے عاشور محرم غرۂ شوال کو

نیک و بد کا روز و شب کے تمکو مالک کر دیا
نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو

گل کھلائے روی رنگین کا پسینہ پونچھ کر
دامن گلچین بنایا آپ نے رومال کو

ٹوٹ جانیکا ہوا بہزاد کو ایسا یقین
سو قلم سے بھی نکھینچا اوس کمر کے بال کو

کام آیا ایکدن طوفان بحر اشک چشم		سقف گردون پر گئی آنسو مری نیسال کو

۱۵۰	وہ سوال وصل مین ڈر جائینگے تو یاس ہے رنگ رخ اوڑنے سے عاشق دیکہ لینگے فال کو	۲۱

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو	عروج مہر ہوا جب زوال ہو کہ نہو
گھٹینگے ہم نہ بڑہینگے وصال ہو کہ نہو	کمال حسن پہرا سے مہ جمال ہو کہ نہو
اشارہ غیر کو ابرو سے کیون کیا صاحب	چھری تو پہیر دی بندہ حلال ہو کہ نہو
مکان یار سے کچہ دل کو میری الفت ہے	مجھے ارم ہے وہ حوراجال ہو کہ نہو
ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کے آیا ہے	زبان غنچہ سفاک لال ہو کہ نہو
بچا نہ پاسے نظر سے نظارہ بازون کی	تمہارا سبزۂ خط پایمال ہو کہ نہو
بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے	بخیر دیکھیے اپنا مآل ہو کہ نہو
جنون مین آمد زنجیر دل سے بہاتی ہے	بلا سے افعی گیسو کی چال ہو کہ نہو
حرام جانکے اک جام مے کا پی زاہد	وہان نصیب شراب حلال ہو کہ نہو
عبث ہے آپ کو طاؤس و عندلیب سے رشک	کسی مین آپکی سی بول چال ہو کہ نہو
کرو نہ صبح کا وعدہ مریض الفت سے	کٹے نہ شب تو تمھین انفعال ہو کہ نہو
لیا ہے آج تصور مین ہونٹھ کا بوسہ	لبان آتش یاقوت لال ہو کہ نہو
زبان تیغ ٹھہرتی نہین کسی صورت	جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو
مجھے پسند شرارت ہے حسن صورت سے	پری خصال ہو حور اجمال ہو کہ نہو
شب وصال جو مجھسے ہو کوئی بے ادبی	تو دشمنون کو تمہارے ملال ہو کہ نہو

ترقیون کی توقع ہے سلب طاقت سے
قد خمیدہ بسان ہلال ہو کہ نہو

کسے دماغ یہان جو انتظار کرے
جواب دینے لگو گا سوال ہو کہ نہو

گناہ بخش دیے تو نے لاکھ رحمت سے
مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہو

نہین جو مجھسے عداوت تو پھر دی کیون سے
چلو یہ چال تو دل پایمال ہو کہ نہو

چمک دکھاے جو تعویذ تیری چوٹی کا
تو برق طور کا پھر احتمال ہو کہ نہو

۱۵۱

مجھے دکھاکے جو لے تیغ تو نے ابرو
تو بے چھری سکے یہ عاشق حلال ہو کہ نہو

۲۵

سنبھلو عاشق ابھی ٹکڑے نہ جگر ہونے دو
اونکے بھی دل مین محبت کا اثر ہونے دو

تیر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو
میری ہستی کا دل یار مین گھر ہونے دو

گردش چشم فسون گر کا تماشا دکھلاو
اب زمانے تو ذرا زیر و زبر ہونے دو

تمکو آنا ہے تو آج آؤ جو کل آئے تو کیا
حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونے دو

شام سے وصل کی شب مجکو دہرا کے گذری
یہی کہتے رہے ہر وقت سحر ہونے دو

دیکھو تم چشم غضب سے تو سمندر جل جاے
قطرہ آب صدف مین نہ گہر ہونے دو

دو قدم جہونک سے زلفون کے نہین چل سکتی
ہمتو جب جانین کہ دوپہری نہ کمر ہونے دو

عیش دنیا کو تلخ تمہین کیا مطلب
جیسی ہوتی ہے بسر میری بسر ہونے دو

بام پر اوڑ کے پہونچ جاؤنگا مانند نظر
چاندنی رات تو ای رشک قمر ہونے دو

اپنے زانو کی ثنا پوچھتے ہو کیا مجھسے
نیند آجاے اگر بالش سر ہونے دو

کیون مٹاتے ہو جو ہے دلمین کدورت باقی
ابھی صحرا مین مجھے خاک بسر ہونے دو

مین ہی مطلب کو پہنچ جاؤنگا اس ہو کی مین
قتل عالم او نہین منظور نظر ہونے دو

آئو پرستش کو فرشتون کی طرح راضی ہون
قبر کی طرح اندھیرا مرا گھر ہونے دو

گیسو و تمکو نہ طرار کہونگا جب تک
دل چرایا تو جگر کو نہ خبر ہونے دو

رک سکیگی نہ کبھی تیغ ہلالِ ابرو
ماہ کامل کو ذرا سینہ سپر ہونے دو

دہن تنگ ہوا چشمۂ حیوان تو کیا
اس سے سیراب کوئی تفتہ جگر ہونے دو

آشنا جو ہین اونہین دانت نے کہا دو ہنسکر
موج زن آج یم آب گہر ہونے دو

روز دیکھین گے اونہین شہر سے باہر تو چلین
کیا حذر ہمسے کرینگے وہ سفر ہونے دو

ستنہ کو ڈہانکو نہ شب وصل تم ای مہر لقا
آج پردے کو گریبان سحر ہونے دو

عشق کو ترک کیا کثرتِ طاعت ہے ضرور
بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادہر ہونے دو

غیر جا جا کے لگاتے ہین مری جانب سے
دوستو تم تو ادہر کی نہ ادہر ہونے دو

آنے صندل بھی لگانے کو تو ہمراہ رقیب
درد سر ہونے نہ دو درد جگر ہونے دو

میان ستو اٹھہ پہر صاف کھنچا رہتا ہے
نیمچہ آدہ گھڑی زیب کمر ہونے دو

یاد دوا میری کرو یا مجھے مرجانے دو
یا ادہر ہونے دو یا مجکو ادہر ہونے دو

۱۵۲	نقد جان یار کو دیگا نہ کوئی اے **عاشق** غیر ہون لاکھ اگر صاحب زر ہونے دو	۲۰

خط بھی لکھون تو عیان حال نہو کام نہو
لاکھ چاہون تو نشان مہر کا ہو نام نہو

موت آجائے غم زلف سیہ فام نہو
صبح ہو جائے کہین جلد مگر شام نہو

چرخ پھرتا ہے فقط میری تباہی کے لیے
ہین اگر شہرہ ہون گردش ایام نہو

زلف میں پھنس کے ڈرا گور کی اندھیاری سے
دل اوجھتا ہے کہیں زیر زمیں دام نہو

دل میں الفت ہے مگر خوف ہے غمازوں کا
دیکھ کے خط کہتی ہیں قاصد سے مرا نام نہو

عیش جب تلخ ہو اپنا تو کسی سے کیا کام
توڑوں مینا ہے فلک پاس اگر جام نہو

حال ہمارے محبت کا یہ ہے آج کی شب
صبح ہو جائے جو شاید تو کبھی شام نہو

ہاتھ آتا ہے کسے سلسلہ ایسا محکم
کافر زلف ہوں کس طرح وہ بت رام نہو

بادہ نوشی نہ چھٹی بے سروسامانی میں
منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو

شوخ ہے بادۂ گلرنگ سے وہ چشم کحیل
سرمۂ دیدۂ دلدار خط جام نہو

رات کو وصل میں رہتا ہے سحر کا دھڑکا
ان کو آتے ہیں تو کہتے ہیں کہیں شام نہو

ہاتھ پھیلانے سے نفرت ہے یہ دل کو اپنے
ٹوٹ ہی جائے یہ شیشہ تو کبھی جام نہو

طائر دل اوڑے ہاتھ سے کچھ وحشت ہے
رشتۂ شمع کف دست کہیں دام نہو

گردش دیدۂ مخمور کا سودا ہے سبب مجھے
دور مجلس سے یہ ٹوٹا ہوں ہی جام نہو

ساتھ سونے میں لگانے نہ دیا ہاتھ اس سے
نقرۂ خام بدن ہے ہوس خام نہو

تار پوروں میں ہنوں رشتۂ جاں جاتا ہے
داغ دل لاؤں چھری پر جو تری شام نہو

تشنۂ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
جس طرح ماہی بے آب کو آرام نہو

آہ سے پھونکے دم بھر میں طناب خورشید
صبح ہو جائے شب ہجر تو پھر شام نہو

کوئے جانان میں شب ہجر تردد ہے مجھے
گلشن خلد تو وہ ہے کہ جہاں شام نہو

۱۹	تمکو عاشق غم دنیا ہے کبھی فکر مآل سب ہے وہ عاشق کہ بجز عشق کے کچھ کام نہو	۱۵۳

قتل درگاہ مین کرتے ہین گنہگارون کو
بت کہان جاکے علم کرتے ہین تلوارون کو

عاشقون سی یہ تنفر ہے جفاکارون کو
کس مرض کی ہین دوا کہتی ہین بیمارون کو

پتھر صنم چھپاتے ہین جو تلوارون کو
شور ہی قتل کرینگے یہ نمک خوارون کو

اوسنے جو کہول دیا برق سی رخسارون کو
اوٹھ کے دامن مین لیا ابر نے کہسارون کو

کیا مزا سیر کا جب سد سکندر ہو خزان
جاکے گلزار مین کیا چاٹیے دیوارون کو

یہ سمجھتے نہین ہوتی ہے ہمین پر عاید
آکے غصے مین صنم کوستے ہین پیارون کو

موج کی شکل شب وصل گئی دم بھر مین
دیکہا آنکھون نے حبابون کیطرح تارون کو

ای صنم آہ جو کہینچون تو ترا دل ہلجاے
یہ وہ آندہی ہی کہ اڑاتی ہی کہسارون کو

خاکسارون کی کہین گرد نہو گی معلوم
بار خاطر نہ سمجھیےگا کبھی یارون کو

پھر گیا میر استارا تو نکالونگا غبار
خاک مین جینے ملا دونگا ترے تارون کو

ہمکو دکہلائیے بنگلہ کہ ہمین محرم ہین
اسکی دیوار مین کیا دخل ہے معمارون کو

دل تڑپتا ہی مرا آتش غم پر اس سے
لوٹ کر لوگ بجھا دیتے ہین انگارون کو

حلقۂ زلف مسلسل ہین ہو وہ نگہ نہ دیکھ
سان پر آج چڑہاتی ہین وہ تلوارون کو

بہی وحشت ہی تو رضوان سی ہو جائیگی شرط
پہلی جنت کی گرا دیجیے دیوارون کو

اوسکی پگڑی کا تصور جو بندہا ہجر کی رات
طرے مقیش کی سمجھا کیا مین تارون کو

بوسۂ حسن ملیح آج خفا ہو کے دیا
شور کرتے ہین سبھی اپنے نمک خوارون کو

رخصت فصل بہاری کی یہ صدمی کہینچے
اوٹھتے ہین مرغ چمن ٹیک کے منقارون کو

سر مرا کاٹ کی یون طعن سی فرماتے ہین
آنکھ کو پھیرتے دیکھا ہی وفادارون کو

١٥٤	روز مولود سے عاشق ہے عناصر بین نفاق چار دن لطف و وفاق اوٹھانہ بیچارون کو	٢٩

رو عشق حقیقی سے مجازی کی بلا ہو
کیا خوف بتون کا جو نگہبان خدا ہو

کچھ غم نہین دلبر نہ اگر جور لقا ہو
خوش وضع ہو خوش پوش ہو پابند وفا ہو

انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو
بندہ وہ ہے جو تابع مرضی خدا ہو

عالم مین کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو
تب سینے مین دل آئنۂ غیب نما ہو

یہ جا بھی بتون کا ہے عبادت بھی خدا کی
طاعت ہے مجھے کام ادا ہو کہ قضا ہو

خالی جو گئی زیست تو ہے موت سے بدتر
معشوق رہے کوئی برا ہو کہ بھلا ہو

وہ مرحلۂ عشق مین پوچھین کہ نہ پوچھین
سو بار مرا دل مری ہمت پہ فدا ہو

زلفون کی کرامات کا او سوقت ہون قائل
دیکھا ہو کوئی کافر اعجاز نما ہو

پردے مین محبت کی عداوت کا مزا ہے
گھٹ جای مرا دم جو گھڑی بھر وہ خفا ہو

وہ چال کرون غیر کا سب ننگ مٹا دون
ہمت کو نہ ہارون جو نہ قسمت کا بدا ہو

عناب لب و سیب ذقن نے ہمین مارا
بیمار ہے کچھ کیا ہے دوا ہو نہ غذا ہو

اے ترک بہت فرق ہے احسن کی بل مین
اللہ کرے زلف پہ کچھ پیچ پڑا ہو

مرتے ہین گرفتار نہ اندھیر کرے زلف
سر پر اسی کافر کے نہ خون شہدا ہو

ہو جاؤ کسی دن جو برابر سے مقابل
نقرہ نہ چلے کچھ نہ کوئی ناز ادا ہو

اے بت جو نہ پوچھو گے تو مر جائینگے کیا ہم
کچھ خیر تو ہے کیا تمہین بندے کے خدا ہو

جانا نہ مرا نام نہ عاشق مجھے سمجھے
پوچھا نہ کسی روز کہ تم کون ہو کیا ہو

گر یان عدم آباد سی ہم آئے جہان مین — ای چرخ رولا اوسکو جو پہلے سی ہنسا ہو

فریاد کبھی دل سی جو لب تک نہین آتی — وہ کہتے ہین ٹوٹے جو یہ شیشہ تو صدا ہو

شام شب فرقت سے لبون پر ہی مرا دم — ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو

اچھا نہین ہوتے ہو جو کانٹو مری حق مین — اس راہ مین شاید کوئی اور آبلہ پا ہو

رونی کی جو خواہش ہو عناصر نہ رہین چار — جو آگ ہی پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو

گذری ہی گذرتی ہی گذر جائیگی یون ہی — کیا ہو گیا کیا ہوتا ہی اب دیکھیے کیا ہو

ای دشت جنون ہی تری کانٹون سی محبت — پھر آؤن جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو

سفلون سے نہو پرورش اہل سعادت — امکان نہین بوم کے بیضے سے ہما ہو

مرجاؤن یہ دیا ہی لب جان بخش نے چاہون — تم سے نہ ملون سر ہی اگر تن سی جدا ہو

تمسے بھی مجھے ای ملک الموت ہی الفت — ملک عدم آباد کے تم راہ نما ہو

وہ پاس قریبون کو پھٹکنے نہین دیتے — ملنے سی ہوا دارون کو کہتے ہین ہوا ہو

۱۹	معشوق وفادار کہان اسکا گلہ کیا عاشق جو کیا عشق تو پھر اسکو نبا ہو	۱۵۵

گردش مین رہتی ہین روز و شب جو صبح و شام کو — عارضہ دوران کا مدت سی ہے ایام کو

برہمن نے کی پرستش پیکر اصنام کو — مین فقط پوجا کیا اپنے خدا کی نام کو

لوح دل پر نقش استقلال ہی تو ای فلک — توڑ ڈالون گا طلسم گردش ایام کو

نالۂ دل بعد مردن گور مین کام آئینگے — قبر مین اپنی مجو سے دونگا استحکام کو

شعلۂ رخ مصحف روخال ہندو دیکھکر — پوجتے ہین آگ کو اللہ کو اصنام کو

صبح تک روشن ہی تربت پہ ہماری چشم غول	دیو مرقد پہ جلاتے ہین چراغ شام کو
مین وہان پہنچا جہان پہنچی نہین یہ روز و شب	میری گردش نی تہکایا گردش ایام کو
دیکھیو مرنے پہ کیا ہو عمر بہر گردش ہی	آج تک دو گز زمین پائی نہین آرام کو
کوئی بننین کہتا ہی اور کوئی سنوا تا ہی قصر	یہ نشان چہوڑیگا وہ زندہ کریگا نام کو
سخت جانی سے لہو اک بوند بہکیہ مین نہین	ہڈیان کہاتی ہین میری تیغ خون آشام کو
مہر کیا چمکے مرے داغ جوانی کے حضور	کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو
میری نالون سی ہوی بدنام تم آفاق مین	مین نی جہنڈے پر چڑہایا ہی تمہاری نام کو
سرخ چہرہ ہو دقن تک کیون نہ پینی سی شراب	آفتاب آخر پکا دیتا ہے سیب خام کو
خانۂ دل مین عوض کڑیون کی ہوتی استخوان	پائداری کچہ تو ہو جاتی بنا رخسام کو
نالۂ شبگیر سے میرے جلا ہی آسمان	ہو گیا چونہ سفیدہ صبح کا ہے نام کو
کیا شب ہجران سحر کردی ہی رو رو کر دیکہنا	اشک کی تیزاب سے کاٹا سواد شام کو
رو نگٹے رنج کے بہت موذی نکل آئی ہین بال	مشق سے اصلاح ہو جاتی ہے خط خام کو
آنکہین میری ملکی تلوون سی یہ فرماتی ہین وہ	ہمنے یون تپتے ہوی دیکہا نہین بادام کو

۱۵۶	فکر ہی چرخ عاشق ایک ہے تقدیر سے پختہ مغزون مین نہین پایا خیال خام کو	۲۴

عقدہ ہی وا ہون تری زلف ایک نظر دیکہین تو	راز عالم کے کہلین ایک کمر دیکہین تو
داغ سینے کا مری ایک نظر دیکہین تو	نور آنکھون کا بڑہے سو قمر دیکہین تو
نغمے قفس کے نہ ایسی ہین نہ گمر بلبل کے	نالے رنگین مرے وہ گل تر دیکہین تو

جان کیون جاے جو کاکل ہین وہ عارض پہ کہلا ہین
کوچ موقوف ہو عقرب مین قمر دیکھین تو

عیسی لب کی محبت نہین بیکار اے دل
کیون کرین قدر طبیبون کی ضرر دیکھین تو

کون سنتا ہے مسیحائی کا دعوے گہر مین
اپنے بیمار کو وہ ایک نظر دیکھین تو

ہم تو آخر ہین مگر اور سے الفت نہہ جاے
خیر وہ نخل جوانی کا ثمر دیکھین تو

نالۂ بلبل شوریدہ اوڑا دیتے ہین کان
خشک ہو جاے زبان آے گل تر دیکھین تو

جہانک لین روزن دیوار سے خالی اغیار
چشم بد دور ادہر نہین بہر کے نظر دیکھین تو

نگہ قہر کا غیرون کو نشانہ رکہیے
سر پہ چڑہ جائین عنایت کی نظر دیکھین تو

نام کو گوہر غلطان ہے در اشک ہے اور
دست مژگان پہ نہ ٹھہرے وہ گہر دیکھین تو

آتش دشمن لب ہے نگہ گرم کے ساتہ
جل کے ہو جاے ابھی تلخ شکر دیکھین تو

اہل محفل کو اجازت ہو جو دید رخ کی
سہرہ بن جائین ابھی تار نظر دیکھین تو

امتحان رخ شفاف ہو آئینے مین
ڈگمگا جاے ابھی پاے نظر دیکھین تو

ڈوب مرنے کو ہین مشتاق نقاہت کے سبب
کود پڑتے ہین ابھی آب گہر دیکھین تو

ہجر مین اپنے کیا اس سے زمانے کو ضعیف
یاد آ جاے انہین عالم زر دیکھین تو

بلبل نغمہ سرا کو ابھی بیچین صیاد
کسقدر غنچون کی مٹھی مین ہے زر دیکھین تو

نزع کے وقت عیادت کو نہین راضی ہین
آپ ہٹ جائین مجھے نوع دگر دیکھین تو

نظر آتا ہے خدا گوشۂ تنہائی مین
اپنی حالت کو ہمین دیکھین اگر دیکھین تو

زاہدو توبہ کرو کوے مغان ہے یکسان
ہم یہ کہتے ہین نہین کس کا گذر دیکھین تو

کرتے ہین زیر زمین کسکے ستم کی فریاد
کبھی وہ گور غریبان مین گذر دیکھین تو

نزع میں حسن کی مجھے ناز سے فرماتی ہیں آپ بیٹھے ہیں یہاں غیر کھڑے ہیں باہر	یہی ہوگا وہ کسی اور پہ مر دیکھیں تو ہم تو گھس جائیں کسی اور کے گھر دیکھیں تو

۱۵۷	سونگھا فون سے نہیں چلنے کی عاشق اسکی لاکھ ہو بال سے باریک کمر دیکھیں تو	۲۹

عاشق ریحان خط کیا ہو کہیں آفت ہو تو ہو
کشتۂ قامت جبیں کیونکر قیامت ہو تو ہو

لینگے بوسے خوب غازہ رخ کا غارت ہو تو ہو
چھپ ہی رنگت تمہاری آج چنپت ہو تو ہو

بیچ کر جان آئی ہیں قاتل کو ہم دربار میں
اک غنی ہمکو ملے اور ون کو خلعت ہو تو ہو

آنکھ سے آنسو نہ ٹپکے گو جگر میں درد ہو
اف نہ نکلے منہ سے دل پہ داغ حسرت ہو تو ہو

عشق کامل کا اثر بیٹھے ہیں پر دیکھا نہیں
ہے عداوت آنکھ میں دل میں مروت ہو تو ہو

دیو میں یہ رعب کیا ہے نہ پریوں میں یہ ناز
کچھ سلیمان میں تمہاری شان و شوکت ہو تو ہو

تماشا میں ہوگا مزاج یار سے کیونکر نباہ
حور کوئی انکی صورت کی عنایت ہو تو ہو

تماکس کسکی کریں خود ہیں کنارے گور کے
اپنی ہی رخصت ہے رخصت تاب طاقت ہو تو ہو

گر رہے صحبت کہاں حوریں تمہیں آتش مزاج
ہم جہنم کی کرینگے سیر جنت ہو تو ہو

خوف سے میں کانپتا ہوں گو پلائی ہے شراب
وصل جی بھر کی ذرا بھی اونکو غفلت ہو تو ہو

اسی پر ہی کب سے نگاہ پڑتا ہے تمہاری بزم میں
جسکا دہوکا ہے مری بہری کی رنگت ہو تو ہو

اس دل سوزاں کو اپنے کس سے میں تشبیہ دوں
آنکہ دوزخ کا شہرہ ہے یہ حدت ہو تو ہو

وہ نہ نکلے گھر سے منہ پر سایہ روز حشر کا
ہے غضب سیری لیوا اور ون پہ حجت ہو تو ہو

عفو تقصیر بتان میں برہمن سے کچھ ساز
بار عصیان ہے سبک ہم بار سنت ہو تو ہو

خوب جب وے بکھا جواہر ہین سی لعل لب کھلا
لیکن اثبات دہن کرنی مین حجت ہو تو ہو

ذبح کر کے مجکو تم کیون اسقدر ملتی ہو ہاتھ
چھٹ گیا میرا لہو مہندی کی رنگت ہو تو ہو

پوچھتے ہین شب کو ہی کس گھر مین ایسی روشنی
داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو

عذر کرتے ہو اشارہ کر چکے جب غیر سے
ہونکی ہی پہلی گھڑی پیچھے ندامت ہو تو ہو

چھوڑتی ہی کب لپٹ جاتی ہی جب زنجیر زلف
ہی چڑیلون کی صفت حورون کی صورت ہو تو ہو

ڈھونڈہتی ہو شہر مین کیا اپنے دیوانی کی قبر
جا ہی مدفن گوشۂ صحرا ہی آفت ہو تو ہو

کچھ خبر دل کی نہین مجکو کہان ہی کیا ہوا
ہے جو میری پاس تو اونکی امانت ہو تو ہو

سوز دل سی گلشن داغ بدن مرجھا گیا
آب اشک چشم سی پھر کچھ نضارت ہو تو ہو

پرتو رخسار برق خرمن مہتاب ہے
ہان مقابل اس سی خورشید قیامت ہو تو ہو

گشتۂ زلف سیہ سنتی ہین دم لیتا نہین
ہی بلا کی شکل ہی کالے کی خصلت ہو تو ہو

جب یہ سمجھے ہی خدا کو آپ بندے کا خیال
کیون طلب کیجے دہان سی خود عنایت ہو تو ہو

ایک مدت تک ہرن کا مین نی کھیلا ہی شکار
چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو

تلخی زہر تغافل سی بہت جی بھر گیا
میٹھی باتین آپ کی سننی سی رغبت ہو تو ہو

ایک تار زلف سی موسے کمر باریک ہے
بوجھ چوٹی کا جو اوٹھے کچھ کرامت ہو تو ہو

۱۵۸	آئے گا انصاف بھی عاشق مزاج یار مین تم وفاداری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو	۲۱

چاک سینے کا ازل سے یون ہے رخت تنگ ساتھ
قطع ہوتا ہے گریبان جیسے پیراہن کے ساتھ

کیسے دہونڈو گو اگر دو گے نہین بخیے کو ہم
جائیگی جان اپنی اے گل تیرے پیراہن کے ساتھ

وحشتین جاتی رہین محو خرام یار مین
کبک بھی طاوس بھی چلنے لگے ہین انکے ساتھ

کوسے قاتل کو چلے لیکر دل غم دوست کو
ایک دشمن کی طرف جاتی ہین اک دشمن کے ساتھ

دشمن جان ہین وہ میرے مین تصدق دل سے ہون
کون ایسا ہے کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتھ

دشت مین کان آشنا ہونگے صداے غول سے
چہچہے مرغان گلشن کرتے ہین گلشن کے ساتھ

رچ گیا سودا بدن مین اب دوا بیکار ہے
روز محشر تک رہینگے داغ میرے تن کے ساتھ

لطف دیتی ہے شعاع مہر مین قوس قزح
چوڑیان دو دو پہنتے ہین جو وہ کنگن کے ساتھ

بے سبب آزردہ ہوتی ہین مگر دل صاف ہے
ہنس بھی کرتی ہین بگڑتی بھی ہین تو بچپن کے ساتھ

ہاتھ جب اونکو گریبان تک نہ پہنچا صبح وصل
گرد رہ کی طرح ہم لپٹے گئے دامن کے ساتھ

کچھ بھی غیرت ہے رقیبون کو تو خود مر جاینگے
ہم جہان جاتی ہین ہو لیتے ہین وہ دشمن کے ساتھ

کھائی لاکھون زخم پر قطرہ نہ نکلا ضعف سے
خون تن مین یون ہے جیسے آب آہن کے ساتھ

پتلیان آنکھون کی نشے سے ہوا ہین دیدہ دار
سات پردے بھی چھٹے رہتے ہین اک چلمن کے ساتھ

کس کو ایذا ہے مری عریان تنی سے دہر مین
کب پہنچا کاشانا اوبھکر دشت مین دامن کے ساتھ

ایسا نازک دل بنایا جانات دہر نے
مین بھی نالے کر رہا ہون غیر کی شیون کے ساتھ

کیا شکایت دوستی مین ہو ہماری دوست کو
دشمنی کرتے نہین ہم تو کبھی دشمن کے ساتھ

آ گئے زاہد میری محفل مین تو مین بھی پی لون
کس طرح نبھتا ہے زہد خشک تردامن کے ساتھ

عاشق جانباز سب آمادہ ہین وقت خرام
لپٹے جاتی ہین تنکے تک تیغ روشن کے ساتھ

کر دیا برباد جب گھوڑا اوٹھایا یار نے
مٹ گئی ہم شبیہ نقش سم توسن کے ساتھ

کپڑے سائل کو جو تم دیتے ہو وحشت سے ہمین
ہم بھی نکلی جاتی ہین جامے سے پیراہن کے ساتھ

۱۵۹	جسکو عاشق دل یا جلّاد ہے سفاک ہے دیکھیے کیونکر نبھے اوس جان کی دشمن کے ساتھ	۷

شب کو او غیرت خورشید کہان رہتا ہے — دن کو بھی جا وہین راتون کو جہان رہتا ہے

شعر کا ذوق ہے فریاد ہے اپنی موزون — نالہ کرنے مین بھی انداز بیان رہتا ہے

منتظر آپ کا رہتا ہون جو اپنے گھر مین — دیدۂ روزن در بھی نگران رہتا ہے

ہے فقط فصل خزان تک مزۂ ترک شراب — لطف روزے کا ہے جب تک رمضان رہتا ہے

نگہ تعمیر عمارت ہے جہان مین بیکار — قبر کا کسکی زمانے مین نشان رہتا ہے

بھول کر زمزمہ پردازی گلزار عدم — کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے

۱۶۰	لذت وصل غم عشق مین عاشق بھولو ایکسا حال زمانے کا کہان رہتا ہے	۱۹

شعبدے سے دم ہین خدائے پاک کے — بوسے لینے لگتے ہین پتلے خاک کے

اوس طلائی جسم سے پر زر ہوے — تو ہوے کیسے سنگئے دلاک کے

فرط استغنا مین سودا ہو گیا — ہاتھ کھینچے پانون پھیلے چاک کے

مٹی ہو کر یہ ہوا پر آ گئے — پہنچے گردون پر بگولے خاک کے

عکس عارض نے کیے سونے کے تار — چھلے بنجاتے ہین ڈورے ناک کے

اڑ گئے اِس ہیر سے لاکھون فقیر — لگ گئے قبرون مین بستر خاک کے

برق دندان کی فروغ نور سے — بادلہ ریشے بنے مسواک کے

دور گردون سے ہے انسان کی نمود — چاک پر بنتے ہین پتلے خاک کے

مست بوے گل ہوا ہے کوزہ گر | جام سکے ڈوری ہین ڈوری چاک سے
مار کا گل چہوڑ کر شانون پر آپ | رفیعون پر ہنستے ہین ضحاک سے
پہنس گئی اس گنبد بے در مین ہم | آ گئے ہین دور ہین افلاک سے
روشنی سے طبع کی اندہیر ہے | سوختہ ہین شعلۂ ادراک سے
نامہ بر بہی اوسکے مفتون ہو گئے | خط تلف ہونے لگے ہین ڈاک سے
رخنۂ در بند ہوتے ہین وہان | سُن سکے نالے مجہ کریبان چاک سے
زخمے تیغ نگہہ کو جہانکیے | کیجیے انگور تازہ تاک سے
پا سے نکلتے ہین خار کو اے شاہ حسن | پار سچے وحشت مین ہم پوشاک سے
پار کی برق نگاہ مست نے | خوشۂ پروین جلا یا تاک سے
دہ نکلے دریا مین وہ گدری ہاتہ پاون | دست و پا پہوڑے ہراک پیراک سے

۲۶	ہے تصور خال چشم مست کا مے مین عاشق نشئے ہین تریاک سے	۱۶۱

ہے تصور عرش کا گو ہم بنے ہین خاک سے | پیر گردون کو جلا یا شعلۂ ادراک سے
ہجر ساقی مین لہو یہ روئے ہم گلگشت مین | گردباد اوٹہنے لگی گلگون چمن کی خاک سے
تلخ ہو جاتی ہو دم مین میری آدہی بات کا | پہنو پالی نیم کا تنکا نکالو ناک سے
گرم رو ہو گا اندہیری مین اگر وہ ماہ رو | نور ٹپکیگا پسینے کی عوض پوشاک سے
جہانکنے سے آپ کی سب زخم دلکے پہٹ گئے | جام ٹوٹے دانۂ انگور ساقی تاک سے
سیر گلشن کو گیا وہ گل اگر برسات مین | پہوٹ آیا ہیک کر رنگین پوشاک سے

جو ہوتی پھر بہار گل کے آنے کی امید
دامن گلچین کو بھر دیتا ابھی مٹی خاک سے

جان کر اکسیر اسکو بہت جو یار رہا
تم مکدر کیون ہوئے روشن ہو نکی خاک سے

داغ دل سے آفتاب حشر کا منہ زرد ہے
اوڑ گیا رنگ سحر تیرے گریبان چاک سے

رشتہ الفت سبب ہوتا ہے قطع ربط کا
ہین جو عالی ظرف وہ تحقیق کر لین چاک سے

چرخ گردان کی حقیقت خاک نظرون مین نہین
اسسے بڑہکر گرد باد اوٹھتی ہین میری خاک سے

حال میرا دیکھکر لاکہون کلیجے پہٹ گئے
کسقدر رخنے پڑے ہین ایک دلکے چاک سے

قتل سرگشتون کو کرتے ہین تماشے کے لیے
سر اوترتے ہین بدن سے جیسے کانسی چاک سے

سینے مین عشق حقیقی سے پڑے سو آبلے
دل کو استغنا ہوا تسبیح خاک پاک سے

پیر گردون کو بہی ہے سودا کسیکی چال کا
کہل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے

لاغری سے اب ہمارا نقش پا بنتا نہین
یا نکل آتا تہا پانی ہر قدم پر خاک سے

ایک سائل ہو تو بوسہ دے شکر لب ہے اور بہی
سیکڑون کی منہ کبھی بہرتی نہ دیکھی خاک سے

حال کہل جاتا ہے سب کم ظرف عالی ظرف کا
دور ساغر کم نہین محفل مین سر گرد چاک سے

بدلی پانی کی چھڑکتا خاک پر میری شراب
بند کرنا گور خشت خم سے جو بیتاک سے

دیکھکر دم توڑتے مجکو کنارے ہٹ گئے
ہاتہ دہو بیٹھے وہ بحر عشق کے پیراک سے

کیا کشش ہے ہاتہ رکہا یار نے جب گور پر
دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے

زندہ دل کو بعد بربادی بہی ہے نشو و نما
بیضۂ ققنس نمو کرتا ہے جیسے خاک سے

رہتی تہی ہر وقت ہم دست گریبان بیت مین
کہنچتے ہو آج کیون دامن ہمارے خاک سے

وصل کی شب کم سنی مجکو جتائی یار نے
نتھ کا دن آیا مگر باقی نہ اوتری ناک سے

کہکشان وچادر مہتاب کو تبرک فلک		ہدیے کا بیلے تری رومال بھی پاک سے
١٦٢	آرزو ہے کربلا مین قبر عاشق کی بنے اسکی بھی خاک نجس لیجائے خاک پاک سے	١٩

عنایت وہان اور پر ہو گئی	یہان شکل نوع دگر ہو گئی
سویرے اذان دی شب وصل مین	مؤذن کو کیون کر خبر ہو گئی
ترے دانت لینے سے چمکی ہے تیغ	شریک اسمین آب گہر ہو گئی
مکدر ہوے آئنہ دیکھ کر	تمہاری ہی تمکو نظر ہو گئی
وہ اوسکے جو تلوار کو ٹیک سکے	کلائی لچک مین کمر ہو گئی
تصور مین کھینچا کیا شکل یار	مری ایک صورت بسر ہو گئی
شب وصل جیب مین سے اوٹھی نقاب	مؤذن یہ سمجھا سحر ہو گئی
تری شرم سے اور اوٹھا حجاب	پسینے سے محرم جو تر ہو گئی
سلجھنے مین گیسو کے اولجھے رہے	اسی پیچ مین شب بسر ہو گئی
نکل مل گیا خنجر یار سے	اٹھائی ہی دم بھر مین سر ہو گئی
بھرا ہے وہی دل مین سوز فراق	مگر آہ کیون بے اثر ہو گئی
کسی اور کو پیچ زلفین ندین	بہر حال اپنی بسر ہو گئی
ضعیفی مین سب گھٹ گئے عضو تن	مگر ایک دوھری کمر ہو گئی
شرم سے اونکو آنا نہ تھا	گجر بجتے بجتے سحر ہو گئی
مری دل کو تھی جس سے چشم امید	وہی آنکھ بیداد گر ہو گئی

بلا سے ہمین تو سونگہاتے نہین
شب زلف عنبر اگر ہو گئی

پیام اجل تھا پیام فراق
خبر موت کی پیشتر ہو گئی

مرے پاس سے بزم مین اوٹھ گئے
تڑپنے کی دل سے خبر ہو گئی

۱۶۳	گرے پڑتے ہین خود بخود طفل اشک کسی کی تو عاشق نظر ہو گئی	١٠

جو صرف نہو کام کی دولت نہین ہوتی
مجنون کو زر داغ مین ثروت نہین ہوتی

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی
ہیرے مین کسیطرح کثافت نہین ہوتی

بوسے نے لب لعل کے ہمکو نہ جلایا
یاقوت کے شعلے مین حرارت نہین ہوتی

مشہور ہے بکنے سے بڑہا رتبہ یوسف
اچھون کی کسیطرح حقارت نہین ہوتی

آئینہ خنجر مین جو دیکھا رخ قاتل
سن ہو گئے ایسے کہ اذیت نہین ہوتی

کیون رخ کی صفا دیکھ کے حیران ہو دل صاف
آئینے سے آئینے کو حیرت نہین ہوتی

افسردہ دلون کی نہین طینت مین عداوت
مردون مین تہ خاک کدورت نہین ہوتی

جو تخم عمل بوئیگا وہ پہوسے پہلیگا
اس باغ مین برباد ریاضت نہین ہوتی

وہ مہر پہری راہ سے کیون آہ کو سن کر
بے معجزے خورشید کو رجعت نہین ہوتی

دل آئے کسی پر تو وہ چہرہ نہین چہپتا
اے جان چہپائے سے محبت نہین ہوتی

حال خط رخسارہ گلگون جو بیان ہو
سرسبز گلستان کی حکایت نہین ہوتی

خط آنے سے مٹتی ہی بہار رخ خوبان
اس سبزے سے آنکہون مین طراوت نہین ہوتی

خلقت کی زبانین ہین کلید در جنت
کس جا رخ رنگین کی حکایت نہین ہوتی

کس سے کرین شکوہ شب فرقت مین فلک کا	یہ ضد ہو کہ اب صبح قیامت نہین ہوتی
بھجواؤ نہ اغیار کو گلدستۂ نرگس	بندے پہ اگر چشم عنایت نہین ہوتی
قابو مین نہین دل و نہین حضرت کی طلب ہے	کیون روح مری جسم سے رخصت نہین ہوتی

۱۶۴	عاشق دل پر داغ کو ہے الفت گیسو طاؤس کو افعی سے عداوت نہین ہوتی	۱۲

امتحان ضبط کا ہے کیسے بیداد کوئی	کاٹ ڈالون مین زبان نکلے جو فریاد کوئی
کاسۂ سر جو حبابون کی بھی بہتے ہین	مختفی دہن دریا مین سے جلاد کوئی
خانۂ جسم کی کیون فکر ہے تن پرور کو	پایدار ایسی کہین دیکھی ہے بنیاد کوئی
باغ مین لوٹ پڑے جاے جو وہ رشک بہار	زر گل اوڑ لے کوئی طرۂ شمشاد کوئی
حکم بسمل کو تڑپنے کا نہین مقتل مین	ایسا بے رحم تو دیکھا نہین جلاد کوئی
زلف جانا نکا کیا سامنا سودا ہے اسی	کھولے ہے فصد رگ ابر کی فصاد کوئی
پتلیان دیکھ کے آئینہ مین بولا وہ پری	پردۂ چشم مین بیٹھا ہے پریزاد کوئی
سیر نیرنگی دنیا جو نہوتی منظور	رخ نکرتا طرف عالم ایجاد کوئی
بے تکلف وہ چلے جاتے ہین کچھ خوف نہین	کوئی پامال ہوا ہوگیا برباد کوئی
نشۂ مے مین یہ سوجھی جو ہوا ایک پلنگ	تخت پر لیکے اوڑا آج پریزاد کوئی
نہ رہا صبر جو انان چمن گل چین پر	باغ مین لوٹ ہے سنتا نہین فریاد کوئی

۱۶۵	قابل رحم ہے وحشت مین یہ حال عاشق بیڑیان اسکے سناتا ہے حداد کوئی	۱۳

پوچھا عرق رخ بت حور اسرشت سے
کہنچا گلاب یہ گل باغ بہشت سے

سجدے کو جب بتون کو وہ ہندو پسر گیا
سجدے کیے بتون نے نکلکر کنشت سے

بہیجی چنگیر پہولون کی اوس عارضی ہمین
سمجھے کوئی طبق اوترا آیا بہشت سے

ماتہا رگڑ کے سجدون مین سارا اوڑا دیا
اک حرف کم ہوا نہ مری سرنوشت سے

ہوتے نہ جو فروش نہ گندم نمائیان
آدم اگر نکالے نجاتے بہشت سے

پہینکے نہاکے اوس بت ترسانے اتنے پہول
دریا کو مینڈہون کو ہوئی ٹکر بہشت سے

کسب فروغ یار کیا ایسا روز وصل
آئینہ خانہ گہر ہے مرا سنگ وخشت سے

دم بند ہو گیا مرے نالون کو خوف سے
ناقوس نے صدا نہ نکالی کنشت سے

اوس حور وش کی پاس تہی ہم جل بہی تہو غیر
دوزخ کی سیر دیکہہ رہے تہے بہشت سے

الفت اثر سے ہے کہ سوتر سے جا ملین
مقصود وہ ہے کام نہین خوب و زشت سے

پتہرائین آنکہین جلوے سے اوس بت پرست کے
بت پتلیان نہین جو وہ نکلا کنشت سے

١٦٦	عاشق سوال وصل نہ لکہنا تہا یار کو محبوس نامہ بر ہے خطا کے نوشت سے	١٢

فکر انجام کہ راحت کی تمنا کیجے
چار دن زیست ہے اس عرصے مین کیا کیا کیجے

نقد دل مفت نہ یون اینٹہیے بدلا کیجے
مول لیتے ہین اگر زلف کا سودا کیجے

دود پیچان دل سوختہ کو دکہلا کر
بل کرے کاکل پر پیچ تو سیدہا کیجے

گوش زد آپکے کانون ہی نہین کان ہوے
آنکہین اس مرتبہ ہین شوخ کہ دیکہا کیجے

سبزۂ خط سے لب لعل ہے نور رخ سے
دیکہیے آئینہ مین شکل تو مینا کیجے

ہم منائی کی قسم کہائین گے پچتائیے گا
ٹھہرئیے مانیئے پھر آئیے کہنا کیجے

وحشی چشم فسون ساز نہ یون ہونگی رام
کوئی جادو کوئی افسون کوئی ٹٹکا کیجے

گل قبا چاک کرے دیدہ نرگس ہو بند
باغ مین آپ اگر بند قبا وا کیجے

اوڑ گیا رنگ حنا ہاتہ کے بوسے جو لیے
کہتے ہین دزد حنا کو مرے پیدا کیجے

سات پردون مین چھپائی کو اگرچہ چاہیے
آنکھون کی پتلیون مین اونکی بہی جا کیجے

رخ سی پردہ کو اوٹھیئے تو سفیدہ ہو جائے
صبح صادق کو یہہ دعوا اوسے جہوٹا کیجے

۱۶۷	صاف اوتر جائیگا غیرون کی نظر سے عاشق آنکہ میلی نہو تیوری نہ چڑھایا کیجے	۱۶

نہین حاجت آب انگور ہے
وہ خود نشۂ حسن مین چور ہے

یہ ابرو ہین دو آیت چشم زخم
تری آنکہ سے چشم بد دور ہے

وہ صیاد سیکش نہ پھر تاک سکے
مرے زخم کا تازہ انگور ہے

مری فکر خالی نہین فیض سے
مرا دل نہین بیت معمور ہے

وہ آئینہ رخ وہ چین جبین
سکندر کا دل جان فغفور ہے

کہنچی تیغ جب سر مرا جہک گیا
مجھے زخم کہانے کا ناسور ہے

حسینون کی صحبت مین ہون رات دن
پری ہم بغل ہے کبھی حور ہے

سکھا لو بہت بات مین بات آج
سمجھتے نہ تھے کل کا مذکور ہے

عجب ساق سیمین کی ہے روشنی
یہان شمع کا نور کافور ہے

عوض مدح کے چالکے کہتا ہون مین
سماعت ترے کان سے دور ہے

وہ زلف سیہ اور وہ ابروی یار — شب قدر ہے بیت معمور ہے

چھڑک دی ہو افشان تاری نہین — شب وصل بھی کاکل حور ہے

تری سرد مہری کا مجروح ہون — مرے زخم پر مشک کافور ہے

در و بام کرتے ہین کسب ضیا — جدہر دیکھو آئینہ نور ہے

ترا روے رنگین جو ہے باغ خلد — تو پتلی ہر اک غرفے مین حور ہے

۱۰	قیامت مین عاشق سے ہے امید وصل مسلمان ہم ہین جو وہ حور ہے	۱۶۸

دل پر جو نقش نام جناب امیر ہے — یہ نقش بند مذہب ناجی فقیر ہے

بیٹھا طلا سے عکس رخ یار تیغ پر — جوہر کا جو نشان ہے اک راہ چیر ہے

طینت کی بھی صفا کو ہے صحبت مین کیا اثر — جو اپنا آشنا ہے وہ روشن ضمیر ہے

رونے سے اور آگ بھڑکتی ہے جسم مین — آبک سی کیا بدن کا ہمارے خمیر ہے

وہ زار ہین اوٹھایا جو بستر سے یار نے — بازو ہمارا ہاتھ کی اوسکے لکیر ہے

دن رات یاد ساقی کوثر مین مست ہین — زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے

برسات ہجر یار مین سامان قتل ہے — شمشیر برق ہے تو ہوا مثل تیر ہے

اہل فنا سکوت مین ہین سب بے خبر نہین — معدوم خفتگان لحد کی نفیر ہے

امت کی عمر خوف و رجا مین کٹی نہ کیون — نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے

۲۰	ابرو کمان سے کے ہجر مین عاشق گھلا یہ تن ہر ایک رونگٹا تن لاغر مین تیر ہے	۱۶۹

اگر سمجھ تری شالی قبا ہے — مرے تن پر نشان بوریا ہے

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے — خفا ہے وہ صنم قہر خدا ہے

تعجب سے رقیبون کی اوڑی ہوش — بند ہی اپنی دہان ایسی ہوا ہے

سر اپنا کیون نہ پھوڑون مثل فرہاد — جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے

ہر اک گل جام ہے سر غنچہ بوتل — چمن مین بادہ خواری کا مزا ہے

بلا یا شوق نے اوس سبزہ رو کو — دل مضطر مین جذب کہربا ہے

اسید نامہ نے لی جان آخر — مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے

بدن مین استخوان باقی رہے ہین — مصاحب آج کل اپنا ہما ہے

ہوا سبزہ چمن کا سب پایمال — یہ آمد کا تمہاری دبدبا ہے

بلاتے ہو خفا ہوتے ہو آپہی — تمہاری مہربانی مین دغا ہے

صنم رکہہ لونگا سنگ صبر دل پر — خدا حافظ ہمارا بہی خدا ہے

نشانہ بن گئے تیر مژہ کا — کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے

مژہ زلف پریشان خال ابرو — جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے

کدورت دل کی نکلے وصل ٹھہراو — تمہین ہمسے ہمین تمسے گلا ہے

پھنسے ہم جان کر زلف سیہ مین — جوانی کی جہالت بہی بلا ہے

خدیو ا مرغ جو ہے مرغ زرین — کبوتر اوسنے جو پالا ہما ہے

نہین کا کل مین تیری شانہ کا علاج — کف موسیٰ مین ثعبان عصا ہے

بہا اشکون سے تن کوئے صنم کو — مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم کرتا ہون خط اک گلبدن کو	صریر خامہ بلبل کی صدا ہے

۱۷۰	مدد کو بس سبہے عاشق ذات حیدر مرا مشکل کشا حاجت روا ہے	۲۴

سہل تہا حکم خدا حکم پیمبر جانتے — ہم تکدر کو بتون کے خاک تہر جانتے

دل ہمارا ہاتہ مین لیتے اگر اسے بیوفا — سروتہے پہر آپ کو سرو صنوبر جانتے

لعل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسی ہوے — آبرو جاتی اگر دانتون کو گوہر جانتے

زہر کی باتین تمہاری ایکدن سنتے اگر — آب حیوان کا اثر اولٹا سکندر جانتے

مرتے دم افسوس نامہ بہی نہ لکہا یار کو — کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے

آتش رنگ حنا کو تم دکہا دیتے اگر — ہاتہ کی مچہلی کو نا واقف سمندر جانتے

زاہدون کی سر مین بہی ہوتا اگر شوق شراب — پہر تو یہ دوران سر کو دور ساغر جانتے

چاندنی مین میرے رونی کو اگر تم دیکہتے — چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے

دل کا آئینہ کدورت سی اگر ہوتا بری — اپنے دشمن کو بہی ہم اپنا برادر جانتے

سمجہ یہ دیکہو جو دیوانون ذرا کہون کیا حصول — آپکا سایہ نہوتا تو پیمبر جانتے

تجربہ یہ حاصل ہوا تب جب تی مہلت ندی — حسن صورت جسمین پاتی ہم ستمگر جانتے

وصل کا وعدہ اگر ہنکلا کے کرتے اے صنم — تنہ لب کو آپ کے قند مکرر جانتے

ذبح ہوجاتے اگر دو چار ہمسے بیگناہ — قتل کرنا خنجر ابرو کا جوہر جانتے

سر حقیقت کا مجازی سی اگر کہلتا ہمین — سنبل پرپیچ کو زلفون کا ہمسر جانتے

پیلے مرجاتی جو کہلتی بے ثباتی عمر کی — زندگی دو روز کی مرنے سی بدتر جانتے

گر سیاں کرتا جو میخواری مین وہ شیشہ پری — جام مے کو آفتاب صبح محشر جانتے

دو ساغر مین ہمین بھی تم اگر کرتے شریک — سر پھرا تھا گردش تقدیر کیونکر جانتے

میرے گھر مین رکھ کے سر خط مجکو لکھ دیتے اگر — یہ کہتے سر پر اوسکو تحریر مقدر جانتے

ڈوب جاتا دل اگر روزی مین ای بحر صفا — کشتی عمر روان کا اوسکو لنگر جانتے

ہم وہ ہین اندھیر بھی ہوتا جو آنکھون کی تلے — کیچلی کو سانپ کی زلف معنبر جانتے

دولت دنیای دون اپنے مقدر مین نہین — رشتۂ اکسیر پارس خاک پتھر جانتے

تیرہ روزون کو جو اس سے وصل ہو جاتا نصیب — آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے

ڈوب جاتے صنعت مین رو کر مآل کار ہم — قطرۂ اشک ندامت کو سمندر جانتے

١٧١	اپنے تو ہم یاقوت عاشق جانتے ہین ہونٹ کو منہ لگاتے بت رقیبون کو تو پتھر جانتے	١٩

انگیا پھٹی وصال مین کپڑے نکل گئے — پالا پڑا کسی سے جو پیمان گل گئے

باد صبا نے پردۂ رخ کو اولٹ دیا — بند نقاب شعلۂ عارض سے جل گئے

سرمہ لگاکے آپنے اندھیر کر دیا — مہندی ملی تو میرے کلیجے کو مل گئے

سینے پر اونکی تل ہین رخ پاک پر نہین — منہ کی صفا سے خال کے دانے پھسل گئے

غیرون نے کس لباس مین چھیڑی ہی یار کو — قطع امید وصل سے جب جوڑ جل گئے

دیکھا جو بند روزن دیوار یار کو — اشکون کے ساتھ آنکھون کے ڈھیلے نکل گئے

کسیجا اونہین قرار ہے سیماب کی طرح — آغوش مین جب آئے ہماری نکل گئے

مشکل پڑا ہے وصل مین لانا مکان تک — ٹھہرے جہان وہ راہ مین بیٹھے مچل گئے

کیا ہم گیاہ خشک ہین سب باغ دہر مین
پہونکی سے اوڑ گئے ہین جلانے سے جل گئے

مشکل پڑی ہی یار جو نازک مزاج ہے
نالہ نکل گیا تو ہم آپہی دہل گئے

گردش مین پیر چرخ کی جو آگیا جوان
تنکے کی طرح زلف کی سب بل نکل گئے

پیری جو آئی روپ ریا کس حسین پہ
جوبن بہی دوپہر کی طرح صاف ڈہل گئے

آہون سے میری کورہ زرگر ہوا افلاک
چاندی کی طرح چرخ مین تارے پگہل گئے

گو ہمنے کہائی ترک ملاقات کی قسم
چکنے کلام آپ کے سنکر پہسل گئے

حسن ملیح یار کا کیونکر نہ شور ہو
انگیا کے پان صاف پسینے سے گل گئے

ڈیوڑہا ہے حسن یار کا یوسف کے حسن سے
ایک آدہ ایسے نور کے سانچے مین ڈہل گئے

باقی نہین ہے کوئی گنہگار آپ کا
جن جنکو پہانسی دی تہی بدن اونکے گل گئے

مقتل مین تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا
گو پانون سے زمین ٹلی ہم نہ ٹل گئے

۱۷۲	ملجائین وہ تو پھر وہی عاشق ہو لطف وصل کچھ وہ بدل گئی ہین نہ کچھ ہم بدل گئے	۱۷

کسے فروغ رخ لاجواب ملتا ہے
نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے

نہ اوس نگاہ سے تیر شہاب ملتا ہے
نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے

کمال نقص ہے دنیا مثال یوسف ہی
ترکین آپکا اونکا شباب ملتا ہے

عدم مین دہر مین مرقد مین جا کے ہم پہر آئے
قیام خاک کرین گہر خراب ملتا ہے

کلام کرنیکا بت کو نہین ہے حکم خدا
یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے

شب فراق مین نیند آئے خاک مخمل پہ
جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے

نہین قیام کسیکو سراے فانی مین
ہر اک مسافر یاد رکاب ملتا ہے

نقاب رخ سے اوٹھاتی ہین گرد پیری سے
زمین جو چرخ مین ہم آفتاب ملتا ہے

بتون سے کچھ نہ ملیگا سواے رنج والم
سمجھ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے

سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہین
ہر ایک عضو سے ہمکو جواب ملتا ہے

فراق زلف مسلسل ہے طول مدت کا
ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے

ملیگی دیکھیے کسدن حساب سے فرصت
مزار مین بھی نہین لطف خواب ملتا ہے

کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے
مریض چشم کو جام شراب ملتا ہے

مسافران عدم کی خبر ہو خاک ہمین
وہان گور سے کسکو جواب ملتا ہے

شفق کو تاکتے رہتے ہین مہ پرست مدام
خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے

۱۷۳	اگر وہ دیتے ہین گت گت کے گالیان عاشق تو لطف دل کو مرے بے حساب ملتا ہے	۲۸

نکلے جو رات کو تو کواکب نہان ہوے
زلفین جو شین تو دنکو ستارے عیان ہوے

امڈا یہ بحر اشک کہ دریا روان ہوے
قصر بدن مین دیدہ تر ناودان ہوے

ہم خط کے انتظار مین یہ ناتوان ہوے
تحریر سرنوشت سے بھی سرگران ہوے

سینے مین یہ عروج ہوا بحر اشک کو
ساتون فلک حباب کی صورت روان ہوے

صدمے اوٹھائین ہجر صنم مین یہ سختیان
سوکھے بدن کی سوکہ کے سب استخوان ہوے

پرسش کو جب ہمارے وہ خورشید رو گیا
بیمار اپنے عکس کی صورت نہان ہوے

وحشت مین اضطراب کی تاثیر دیکھ لی
ریگ روان بنی جو کہین ہم طپان ہوے

تھا اشتیاق کو جو قاتل جو وقت مرگ / ہم چل سکے نہ ضعف سے آنسو رواں ہوے

گردش سے اوج اختر طالع جنون میں ہے / چمکا جو داغ دل تو فلک مہرباں ہوے

سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی / جل کر شریک گرد رہ کارواں ہوے

طاقت نہ دست و پا کی دیا زیست میں جواب / مر کر بھی ہم نہ جا سکے کاندہے رواں ہوے

راحت سے دل نہ شر سے فغاں روح سے بدن / کیا کیا نہیں مکین سے خالی مکاں ہوے

گردش رہی حیات میں مر کر ہوا فشار / جور زمیں ہوے ستم آسماں ہوے

مہلت ملی نہ سیر جہان خراب کی / شب کو سرا میں آئے سحر کو رواں ہوے

چو رنگ کر سکے جاؤ تو صدمہ نہ دل اوٹھائے / رخصت اس کے چار حرف نہایت گراں ہوے

وہ نخل نامراد تھے ہم باغ دہر میں / سو کے جلے غبار ہوے رائگاں ہوے

بل حسن کا بڑھا جو وہ گیسو ہوے دراز / آخر بلا سے جان تن ناتواں ہوے

ابھی پیر چرخ ضعف تھا اپنے نصیب میں / کیوں دل کبھی کہیں گو کہ ہم بھی جواں ہوے

جس سے چھٹے نصیب ہوا پھر نہ اوس سے وصل / ہم نقش پا ہے راہ رو کارواں ہوے

تجسے جو گفتگو تھی وہی ہے رقیب سے / دلچسپ جو کلام تھے وہ داستاں ہوے

کیا جذب دل کا زور بڑھا شوق قتل میں / پیکان تیر جسم میں آکر سناں ہوے

انجام ہے یہ روئے کہ سب دفتر عمل / ڈوبے مٹے خراب ہوے رائگاں ہوے

وہ مبتلا ہے غم ہوں کہ دیکھا جو آئینہ / مجھسے سوا شبیہ کے آنسو رواں ہوے

طول شب فراق سے گھل گھل کے جان دی / آخر نصیب زاغ نہ ہوئے استخواں ہوے

سمجھا سے نہ خوب سست حنائی چھپا کی آپ / رنگ اوڑ گیا لبوں کے جو آنسو رواں ہوے

بیتابی کہیں عجیب کہ دریا بہا دیے
ہیں زبان یار میں رطب اللسان ہوے

ہمکو غزل کی بیت میں آسودگی ملی
کب اس زمین پر ستم آسمان ہوے

۱۷۴

عاشق سہا نہ ہیچ کا منظور تہا ونہیں
دل میں رکے وہ جب مری آنسو رواں ہوے

۴۰

جنبش ہوئی ابرو کو لب یار سے پہلے
تلوار لگا بیٹھے وہ تکرار سے پہلے

کھینچا ہے عبث آہ پہر راہ عدم کا
یا چار سے پیچھے گئے یا چار سے پہلے

آئے ہیں عیادت کو تری جیا ہو دائے
دربار ہوا اس کار سے سے پہلے

عاشق کا یہ ڈر ہے کہ نکلتے نہیں گھر سے
وہ جھانکتے ہیں روزن دیوار سے پہلے

منظور تہا یوں رنگ حنا ہمکو دکھانا
دل چھین لیا آپ نے رفتار سے پہلے

حیرت ہے ملا داغ جو سرکار جنون سے
طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے

اس طرح ہوے قتل کہ حسرت بھی نہ نکلی
پیمانہ تمنا کو گنہگار سے پہلے

دونوں طرف آثار محبت ہوے ظاہر
بیمار ہوئی آنکھ دل زار سے پہلے

عاشق سے چھپاتے ہیں دم قتل نظر کو
کیوں تیر لگاتے نہیں تلوار سے پہلے

سودا ترے کوٹھے کا رہا چار پہر دن
اوترا نہ یہ میں سایۂ دیوار سے پہلے

چرچا تہا ترے عارض و گیسو کا ازل میں
مشہور تھے یہ مصحف و زنار سے پہلے

پہولوں سے نہ کچھ لطف شب وصل اوٹھایا
بو آئی پسینے کی مجھے ہار سے پہلے

کاہیدہ ہوں ایسا کہ جو صحرا میں لگو آگ
جل جائے مرا جسم خس و خار سے پہلے

اندھیر ہے کہتے ہو کہ دل کس نے چرایا
تحقیق کرو گیسوئے طرار سے پہلے

ڈر ہے نظر بد کا جو گلگشت میں آئے گل
نرگس کو نکلوا دیے گلزار سے پہلے

ہیں تیز لڑکپن سے اوس ابرو کے اشارے
تلوار میں تھی باڑھ قد یار سے پہلے

غصے کی ترقی ہیں نزاکت سے یہ پیچ
بل کھاتی ہیں زلفیں کمر یار سے پہلے

تیروں سے مرے زخم بدن ہو گئے گویا
بیکار دہن تھے لب سوفار سے پہلے

پھنس جائیگا یہ طائر دل زلف سیہ میں
لیتا ہوں شگون زاغ شب تار سے پہلے

ہیں مستعد قتل د صلح ہوا بند
کھلوائیے تیغا کمر یار سے پہلے

اس رشک سے در تک آتا ہوں میں نگہ کا ڈھیلا
جاتی تھی ہوا رخنۂ دیوار سے پہلے

سوز تپ فرقت نے یہ دکھلائے تماشے
گھر پھونک دیا آہ شرربار سے پہلے

جام مے گلرنگ کبھی منہ سے نہ چھوٹا
ساغر سے رہا عشق لب یار سے پہلے

تم وصل میں رخصت کا تصور بھی نہ کرنا
دم تن سے نکلجائے گا اظہار سے پہلے

پہلو کوئی سوچے نہ کچھ انجام کو دیکھا
حاضر کیا دل کو طلب یار سے پہلے

صرصر سے نہ سٹانے نسیم سحری سے
چھوتی ہوئی جو آئے تن یار سے پہلے

دیکھا تھا جو اغیار کو سو داتری در کا
ڈرتا تھا بہت سایۂ دیوار سے پہلے

لگا جو لگانا ہے تجھے جامہ دری کا
ہاں دست جنوں دامن کہسار سے پہلے

شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹھاتے
بوسہ نہ عنایت ہوا تکرار سے پہلے

جان اوس نے طلب کی تو کہا جسم نے حاضر
دل مانگا تو نکلا لب اظہار سے پہلے

منظور ملاقات ہے بلوا ہیں گے در پر
آنکھیں جو لڑیں رخنۂ دیوار سے پہلے

پردے سے جو نکلے تو ہوئے سب کو عزیز آپ
یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہے خط سے مرے دل میں صفائی
حیا تی رہی آئینہ رخسار سے پہلے

باقی تھی شب وصل کہ صوت آگئی تجا
تقدیر پھری ہے نگہ یار سے پہلے

میری شب فرقت کی نہ دیکھی تھی سیاہی
گیسو وہ لڑاتے تھے شب تار سے پہلے

کیا کیا نہیں دیکھی انہیں آنکھوں نے تباہی
آباد یہ گھر تھا قدم یار سے پہلے

دنیا کی نہ ڈرتے کسی افتاد سے ای چرخ
لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے

غیرت تو یہ کہتی ہے بلائے سے بچانا
دل کہتا ہے چلیے طلب یار سے پہلے

اک آدھ گھڑی اور نہ پابند ہیں وہ کمر کو
رخصت ہے ہماری سفر یار سے پہلے

۱۷۵

عاشق نے محبت میں عبث جان کو کھویا
واقف نہ ہوے عشق کے اسرار سے پہلے

۱۹

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش بار کی
بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی

مارتی ہے زخمیوں کو زہر چشمی یار کی
ہے دہان زخم میں صورت دہان مار کی

ضو چراغ طور میں ہے شعلہ رخسار کی
برق میں ملتی ہے کچھ صورت خرام یار کی

سخت باتیں وصل میں سنتا ہوں اس بے یار کی
سوم کر دیتی ہے گرمی شعلہ رخسار کی

سہل ہے اوڑ جائے گردن مجھ نحیف و زار کی
ناتوان ہوں مجھکو کافی ہے ہوا تلوار کی

فکر ہے بیجا ہما کو استخوان زار کی
جسم سوزاں ہے غذا مرغان آتشخوار کی

دل کو سودائی بناتی ہے بلا رفتار کی
کم نہیں سائے سے کچھ پرچھائیں قد یار کی

ایک شب کرسے قمر تقلید روی یار کی
چاندنی آٹھوں پہر ہے چاند سے رخسار کی

جا ہے رونق شاد ہیں مصر کے بازار کی
آتے ہیں یوسف خریداری کو میرے یار کی

ہاتہ محرم تک گیا تقدیر سے مجہ زار کی
اونگلیون مین شکل ہے خار سر دیوار کی

سخت جانی سے مری تلوار ٹوٹی یار کی
عمر طولانی نہین ہوتی غریب آزار کی

عمر گذری جہانکتے مجہ تیرہ بخت زار کی
جسم کیا تیلی ہے چشم روزن دیوار کی

کیون نہ پڑتی ہی نظر جلجای محو یار کی
تار پر گرتی ہے بجلی برق سے رخسار کی

اب نظر آتی نہین کیا وجہ صورت یار کی
سو گئی کس طرح قسمت دیدۂ بیدار کی

ہے تسلی مانگ کو دیکہو سے مجہ افگار کی
کہکشان بنتی ہے پٹی زخم دامندار کی

کیا بلا ہے یاد چشم سرمہ گین یار کی
کتنی راتین کٹ گئین آنکہو نمین اس بیمار کی

پہر گئی جب سے نگاہ لطف میرے یار کی
آنکہہ رہ پاتا نہین ہین روزن دیوار کی

پاؤنکا کہٹکا سنا دیکہی نہ صورت یار کی
نیند آنکہین سوتے نے ہر دین تری بیمار کی

۲۷	اک غزل نو طرز عاشق کہ کے نذر یار کی تحفۂ احباب کو پہر فکر ہے اشعار کی	176

سخت دل گر کر خرابی لائی جسم زار کی
پہلے گہر گرنے سے مٹی گرتی ہے دیوار کی

فصل گل ہین اشک کی بدلی ٹپکتی ہے شراب
سینۂ سوزان ہے بہٹی خانۂ خمار کی

دو ہلال ابرو ہے دلدار دیکہے ایک روز
دو مہینے تک نہ اوسنے آنکہہ ہمسے چار کی

ماہ کامل مین نظر آتا ہے قرص آفتاب
تن گیا آئینہ پہ کسب صفائے یار کی

عاشقون کا شور زیر قصر ہے آٹہون پہر
سنتے ہین دو چار کی سنتی نہین دو چار کی

ٹانکے سے جراح اسکو بہی بہر کتا نہین
زخم کی صورت ہے میری دیدۂ خونبار کی

رونق گلزار عالم ہے مرا گل پیرہن
فصل گل کیطرح آتی ہے سواری یار کی

زخمی تیغ نگاہ چشم کافر کیش ہون — چاہیے جراح بھی رشتۂ زنار کی

قتل ہونے سے رہیگا نام مجھ جانباز کا — آبرو اپنے لیے ہے آب اوس تلوار کی

سنگ سارا ہو بت ناکہ مجنون مادر زاد کو — سخت جان ہون پرورش ہے دامن کہسار کی

آہ آتش بار سے صحرا مین ہے وحشی کا مچ — گرد اپنے فوج ہے مرغان آتش خوار کی

خار صحرا کو مری خون کف پا کی ہے چاٹ — ہے کف پا کو مزا کاوش کا نوک خار کا

بس کہ ہون مجروح شمشیر نگاہ سبزہ رنگ — زہر ہے زخمون کو پٹی مرہم زنگار کی

ای ستمگر عضو تن کیونکر ترے مداح ہین — ہے زبان تیغ کی خواہش لب سوفار کی

بیکسون کی آہ سوزان کا نہین ہوتا اثر — بھٹیان بنتی ہین مٹی سے غریب آزار کی

زہر مجھ افگار کو ہے الفت مژگان یار — سینے دہان زخم ہین بتی زبان مار کی

یاد کی ہے برق نے میرے دل مضطر کی چال — کرتے ہین تقلید تارے دیدۂ بیدار کی

بسمل تیغ نگاہ ناز بچنے کا نہین — پڑ گئی ہے زخم پہلو مین چاٹ تلوار کی

شوق آرایش سے آنکھین ہوگئین صیاد خلق — بنگیا ہے آئینہ ملتی نگاہ یار کی

روز چڑھ جاتا ہے پونچھے یہ بام یار سے — کاش ملتی مجکو قسمت سایۂ دیوار کی

دیدۂ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین — سر سے پا تک شکل ہون مین حسرت دیدار کی

سمعت رخسار ساقی کا ہوا حافظ رقیب — میکدہ سے یون نکالی روح مجھ میخوار کی

کاٹ کر قاتل نے سر کو دل کے بھی ٹکڑے اڑا — بعد میرے آئی نوبت میرے ماتم دار کی

رشتۂ گیسوی پیچان سے نہین ہٹتی نگاہ — چشم کو سودا ہوا عاشق ہے پتلی تار کی

اہل دل کو درد دشمن کا بھی ہوتا ہے ملال — خون دل پیتے ہین لاے تشنگی سے خار کی

خوبیٔ حسن صنم کو برہمن سے دل سے پوچھ
نشہ کی شدت سے یہ بہکی نگاہ چشم مست
ایک نو دامن کو کھینچا ایک نے آنکھیں کہاں
گل کترنے کا عوض تجکو ملیگا عندلیب

چشم بلبل سے ہمیشہ سیر گلزار کی
جام کے دہوکے میں ساقی آنکھ مجھسے چار کی
بغض ہے نرگس کا دیکھا وہ محبت خار کی
کاٹ لیگا باغبان قینچی تری منقار کی

۱۷۷

جن اوتارے ہیں بہت بیٹھا ہون زیر قصر یار
فکر ہے عاشق مجھے اس سایۂ دیوار کی

۲۰

بارش اوس بت کی نہ آنیکا سبب ہوتی ہے
انہیں دہڑکون میں گذرتی ہے در جانان تک
سوت اگر آئی تو ہون قید بدن سے آزاد
صبح کی واسطے کیا کیا شب فرقت تڑپے
کثرت دشت نوردی ہے یہ مجہ وحشی کو
جوشش گریہ سے پڑتے ہیں گلے میں پھندے
اسی ہے مری وصل کی خواہش کا سبب مجھسے جو ہے
صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری
بادشاہون کو بھی ہے آئینہ رونیکا خیال
جب پڑی تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے
فرقت آتش رخسار سے رہتا ہے بخار
کنج گلشن سے ملا گلشن جنت کا سراغ

وہ گنہگار ہون رحمت بھی غضب ہوتی ہے
کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے
دیکھیں کس روز فقیرون کی طلب ہوتی ہے
کوئی اتنا بھی نہ کہتا تھا کہ اب ہوتی ہے
روح مجنون کی بھی امداد طلب ہوتی ہے
رسن زلف جو وحشت کا سبب ہوتی ہے
خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے
شب فرقت کی مصیبت بھی غضب ہوتی ہے
خواہش سلطنت ملک حلب ہوتی ہے
قتل کرتی ہے تو انصاف طلب ہوتی ہے
عارضی اب ترے بیمار کو تب ہوتی ہے
ایک شیٔ ایک کا عالم میں سبب ہوتی ہے

نور دندان ہی بیاض سحر حسن صبیح
ذبح کرتے ہین بیجائی کے بدلے تو کرین
کرتی ہی فرط عنایت نہو ایسا محبوب
ہی نزاکت کو سبب کم سخنی اوس گل کی
خواب ہین بد ادبی کا جو مین کرتا ہون خیال
قصد فریاد مین منہ کہول کی رہجاتا ہون
رنگ اوڑ جاتا ہی فریاد سے کیا گردونکا

شفق شام سی سرخی لب جاتی ہے
سنکے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے
دست ر د سیر کی لیو صورت طلب جاتی ہے
رنگ اوڑ جاتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
اونکی تصویر تصور ہی سے منسب ہوتی ہے
زلزلہ آتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے
صبح ہو جاتی ہی جب ہجر کی شب جاتی ہے

۱۲۸	عاشق اسطرح کی ہوتی ہو زمین کیا مرغوب جی ہی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے	۲۲

سوال وصل مین اونکی زبان پہ آجتک کل ہی
نہال باغ حسن ناز ہی خلقت مین چلبل ہی
کسیکو قتل کیا ہے کیا سودا ہی گیسو مین
بگڑ کر مین اوٹھ آیا ہون وہ بیٹھی ہین تا مین سفت
تری دیوانی کا ہی عرس کیا جلسے ہین مرقد پہ
چڑھا آتا ہی یہ پانی ہزارون ڈوب جاتی ہین
نہایت لطف ہی برسات مین صحرا نوردی کا
رقیبون کو ہی لطف زیست صحبت مین دو اخل ہین
محبت کیون جتاتی ہو بنا کر زلف پیچان کو

ہماری عمر گو آخر ہی اونکو روز اول ہے
ابہی نادان ہی جوبن کی آمد اوٹھتی کوپل ہے
ہماری گل کو دینگی کی وہان نزاکت کو نسل ہے
نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہی نہ مستی ہی نہ کاجل ہے
اکہاڑا راجہ اندر کا پری دیونکا دنگل ہے
وہ اوتری ہین نہانی کو عجب دریا مین ہلچل ہے
کہنچا ہی ابر کا نگیرہ و سبزہ فرش مخمل ہے
تمہاری آگی مردون میں ہو جانکہو نسو اوجہل ہے
پہنساتی ہو بکھیڑی مین تمہاری باتمین بل ہے

اگر وہ سنگ آہن ہے ہمکو تو لوہے ہم ابھی آئے ہین
وہ گریبان ہین پٹی ہتی ہی کشتی صحن چمن کی
ہمارا قتل زیب تیغ ہی سودے کا کل مین
زبانین خشک تر ہو جائینگی کانٹونکی صحرا مین
ہمارے قتل کی شادی ہے اوس بیرحم کے گہر مین
لہو کے قطرے آنسو مین نہایت رنگ دیتے ہین
نظر آتا نہین موجود ہے چشم تصور مین
شب تاریک ہجران مین بیابان گرد الفت ہون
گنہ ہا ہے اونکا کیونکر بلا اب راہ کنگہی کو
نہین دنیا کی گرم و سرد کا ڈر ہمکو دوران مین
اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے
لیے بوسے جو ہمنے بیٹھ مین باتین نہین سمجھین

لبون پر دم ہے کیا سوچین دو شنبہ ہے کہ مشکل ہے
مکان تالاب ہے دروازے پہ پانی ہے دلدل ہے
یہان خون سے بھی پیدا جوہر ہین کا جل ہے
ہمارے پاؤنکا ہر آبلہ پانی کی چھاگل ہے
بہت چھاپے دئے ہین خون سے اجابے صندل ہے
گلی مین اپنے طفل اشک کی لعنون کی ہیکل ہے
وہ بت پتلی کی صورت پاس ہے آنکھون سے اوجھل ہے
جنون رہبر ہے کانٹے فرش ہین لیلی مشعل ہے
اگر چہ ٹی شب تاریک ہے موباف بادل ہے
ہوائی سرد نالہ رونگٹون کا گرم کمل ہے
پر پری او سکے تابع ہین جسے سلیمان پر تل
مگر پانی ترے چاہ ذقن کا بار بوجہل ہے

۱۷۹	رقیبون کی بنی ہے ذلتین دینے کے درپے ہین کرو عاشق حذر اب ننگ صحبت کا مبادل ہے	۱۴

پہر گئے تم قول سے عاشق بہلا کیونکر پہرے
آئین چکہ جوش وحشت مین اگر قیدی بھی ہون
جام ہے اور آئنہ ہر وقت پیش یار سے
آئنہ رکہو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور

سر نہ قدمون سے ہٹے گو حلق پر خنجر پہرے
ہم اگر بیٹھین تو آنکھون مین ہماری گھر پہرے
دور دور جم ہوا پہر بخت اسکندر پہرے
سو ٹنہ جادو کی کہین اولٹی نہ فسونگر پہرے

جہان ڈالی خاک دیر و کعبہ و کہسار کی
جستجو مین اوس بت ہرجائی کی گہر گہر پہرے

کوئی دنیا مین ملا گاہک نہ جنس عشق کا
دست مژگان مین لیے ہم اشک کی گوہر پہرے

پاون پہیلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا
برسون جنت مین جہنم مین لیے بستر پہرے

ختم ہوتا ہے ہمین پہ آپکا سارا غضب
غیر پر بہی آپ اگر غصے ہوے ہم پر پہرے

ذبح ہو جائین بدن سے دم نکلنے کا نہین
ہین وفادار آنکہ تیری سامنے کیونکر پہرے

واہ رے طالع کہ نخل آرزو مرجہا گیا
آستین مین ہم لیے طوفان چشم تر پہرے

یار کو گہر سے قدم باہر نہ رکہنے دیجیے
غیر ممکن ہے بدن سے جان پہر جاکر پہرے

داغ سودا اور چمکا آتش رخسار سے
رات دن خورشید تابان ہم لیے سر پر پہرے

وصل کی شب تیرہ بختی بڑہ گئی قسمت پہری
آکے در تک وہ سیہ خانہ کی پہر ڈر کر پہرے

۱۸۰

اے پری نقش قدم عاشق کا نقش حب بنے
چشم افسونگر کے سودے مین اگر اوٹہ کر پہرے

۴۰

مانگین جو وہ تو دیدون کلیجہ نکال کے
مسرف ہون صدمہ اوٹہ نہین سکتی سوال کے

زخمی صدف ہے لیگئے موتی نکال کے
ایذا اوٹہائی مان نے یتیمون کو پال کے

دو ہفتے ہون نصیب اگر دن وصال کے
ابرو کے بوسے لون تو کبہی بوسے گال کے

مر کر بہی یاد کاکل جانان عذاب ہے
مرقد مین آئے سانپ بانہین نکال کے

کوئی پہرا نہ گنج شہیدان سے آپکے
قربانیون کے حلق بہی حلقے ہین جال کے

اسد رجہ دل کو لذت ایذا سے خو ملی
پہر پاون مین چبہو لیے کانٹے نکال کے

دریا مین عکس ابرو سے جانان کو دیکہکر
سمجہا چڑہائے یار نے بیڑے ہلال کے

سیراب میری آنسوون سی دشت اگر نہو	رہجاتے ہین کانٹے خشک زبانین نکال کے
قاتل سے مانگتے نہ کبھی جز زبان تیغ	ہوتے دہان زخم جو قابل سوال کے
وحشت مین بحر و بر سی نکل جاؤن کس طرف	دوڑین حباب و غول جب آنکھین نکال کے
سیلاب ہے صید گاہ ہجوم شکار سے	پھندے بنائی زلف رسا بال بال کے
سجدون مین بھی خدا کی جو یاد بتان رہی	پتلے بنا دیے عرق انفعال کے
تا صبح کاٹیے شب فرقت کو جاگ کر	جھپکے پلک تو پھینکیے آنکھین نکال کے
رکھنا قدم نہ باغ مین ای غیرت پری	سر پر چڑھ ہین گی لوگون کو سائے نہال کے
لذت خلش کے ساتھ نہو تو مزا نہین	مچھلی بھی کھائی تو نہ کانٹا نکال کے
ہی تند باد آہ مین پیچاں غبار دل	کیا کیا بگولے اوٹھتے ہین گرد ملال کے
دیکھا جو مین نے بند در قصر یار کو	گھبرا کے پھینکے آنکھون کے ڈھیلے نکال کے
ہی آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی	سورج مکھی بنائی ہی پھولون مین ڈھال کے
مین نے اوگال مانگا تو غصے مین رہ گئے	لب کو چبا کے تیغ سے بیڑا اگال کے

۱۸۱	عاشق شب فراق مین دیکھی نہ شکل نور اختر سیہ تھے یہ کہ مشابہ تھی خال کے	۲۲

مجکو جی بھر کی مزا درد کا حاصل ہو جائے	دوسرے پہلو مین بھی جا ہتا ہون دل ہو جائے
سہل فرقت مین آئی میری مشکل ہو جائے	یار غافل نہو سوا سوت نہ غافل ہو جائے
سنہ جو دکھلاؤ تو میلا مہ کامل ہو جائے	چاندنی اوسکی بھی دیکھلانی کی قابل ہو جائے
کہتے ہو جائیے گہر اوسکی جو اسے نیٔے گہر آئے	یہ تو جب ہو کہ تمہارا سا مرا دل ہو جائے

جان سے دل مین جگہ دون جو تری خنجر کو
جسکو مین پہلو مین بٹھلاؤن وہ قاتل ہوجاے

کشش دل سے وہ کہنچ آئین شب فرقت مین
رخ گردون پہ اُنہی شب غم تل ہوجاے

سب کہ چہینٹا دے اگر آکے وہ کہیلے ہولی
زاہد خشک بہی اُس رنگ مین شامل ہوجاے

دیدۂ روزن در سے نہ لڑایا کرو آنکہ
طاقت مردم بیمار نہ زائل ہوجاے

سوزش دل جو سنو ہمسے سیہ بختون کی
کان کی لو مین جو موتی ہو تو فلفل ہوجاے

ہے وہ دیوانہ ترے قد سے اگر چل نکلے
سرو کا پاؤن بہی زنجیر کی قابل ہوجاے

ابہی تیور چڑہاتے ہو ہر اک صورت سے
اسقدر دق نکرو تم کہ مجہے سل ہوجاے

وعدۂ وصل کے دم روز دیا کرتے ہین
دم نکل جاے تو مطلب مرا حاصل ہوجاے

تم وہ گل ہو کہ جو تقسیم کرو باسی ہار
دامن باد صبا دامن سائل ہوجاے

قافلہ جاے عدم کو تو نہ نکلے آواز
حکم یہ ہے کہ جرس قالب بیدل ہوجاے

کیا ڈراتی ہو لپٹ جاؤن اگر دوڑ کی بیت
قبضے سے ہاتہ بہی رکہنا تمہین مشکل ہوجاے

مین نے سینے سے لگایا تو ہٹا کر یہ کہا
پیس ڈالا مجہے طاقت تری زائل ہوجاے

فاتحہ تم نہین پڑہتے ہو مری تربت پہ
کوستے ہو اسے دشوار یہ منزل ہوجاے

گدگدی لو تو مری جان بدن سے نکلے
یہ بہی اک واقعہ تحریر کے قابل ہوجاے

تکیہ ٹہوکر سے نہ سرکاؤ تم اے رشک مسیح
شیشہ قالب مین کہین روح نہ داخل ہوجاے

بے نقاب آئے جو مقتل مین وہ رشک لیلی
خاک میری یہ اوڑے پردۂ محمل ہوجاے

غلغلہ بحر مین ہوجاے جو وہ رشک مسیح
چہوڑے بیڑا تو زبان لب ساحل ہوجاے

تیرہ بختی پہ اگر اشک بہین اسے عاشق

١٨٢	میرا ویرانہ سواد لب ساحل ہو جاے	١١

ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے
ایسا کوئی دنیا مین نہو گا نہوا ہے

میخوار ہوے قتل ہلال رمضان سے
ان روزون مین تیغا در میخانہ ہوا ہے

مین کہتا ہون دل ہچکیان لیتا ہی ہنسا دو
وہ کہتے ہین شیشہ کہین پیمانہ ہوا ہے

بدنام ہون ایسا مجھے قاضی نی سزا دی
خالی ہی اگر ہاتھ مین پیمانہ ہوا ہے

کہتا ہون جو ای رشک پری جان فدا ہے
شرما کے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے

کل ہاتھ سے توڑا تھا جو کنگھی کو چمن مین
یہ وجہ ہے بیکل جو ترا شانہ ہوا ہے

کھولا نہ سخن نے دہن تنگ کا عقدہ
گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے

سودا سے خط و زلف کے قصے کو ہوا طول
اب لکھنے کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے

شام شب فرقت ہی پریشان نظر آتی
گیسوی شب ہجر مین کیا شانہ ہوا ہے

گھر پاک ہوا اوٹھ گیا زاہد جو بگڑ کر
اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے

١٨٣	افسردگی غیر سے روتا ہون مین عاشق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے	١٩

جاہین دنیا مین وہان نعمت بیحد ملجاے
زیست مین ہمکو سزائے عمل بد ملجاے

خط نکل آئے مجھے دین وہ دہن کو بوسہ
راہ پا جاؤن جو خضر رہ مقصد ملجاے

سجدہ ہی مردم کو کرون بت کی عوض ای زاہد
طاق ابرو کا جو اوس شوخ کی معبد ملجاے

عاشق خط صنم اپنے ہوے مستغنی
سنگ ریزہ بھی نہ سمجھین جو زبرجد ملجاے

کیون کیا بند رہ قاف کو دیوانون پہ
توڑ ڈالون مین سکندر کی اگر سد ملجاے

قامت یار ہی کچھ دور نہین بالا ہو
نخل طوبےٰ سے بھی بڑہ وہ سرو سہی قد بالا جائے

بعد مرنے کے بھی رہتا ہی محبت مین اثر
کیا عجب عاشق و معشوق کا مرقد مل جائے

یارب آکر وہ مسیحا کہے لے بوسۂ لب
آب حیوان مجھے بے کوشش و بے کد مل جائے

حسن صورت کو مٹایا تری کج خلقی نے
قدر کہو دیتا ہے نیکون مین اگر بد پا جائے

شوق یا جذب دریا زو کہا دے تجکو
یا خدا کوئی تو خضر رہ مقصد مل جائے

خال پر صدقے کرون پاؤن جو تجھ سا حبشن
زلف پر وارون اگر شام کی آمد جائے

کشمش عشق خط یار کا اللہ رے اثر
سنگریزون مین جو ڈہونڈون تو زبرجد مل جائے

رتبۂ اہل فنا دیکھیے تو منعم یہ کہے
تکیہ تکیے مین کرون خاک مین مسند مل جائے

پونچہین گر بیٹہ کے کبہی یار کا احسان لین
عدم آباد سے ہستی کی یہ سرحد مل جائے

بوسہ مل جائے اگر مصحف رخ کا ای حور
ہون مسلمان مجھے دولت سرمد مل جائے

آپ ہنس دین جو کسی روز مرے رونے پر
قطرۂ اشک مین کیا گوہر مقصد مل جائے

خط نہ نکلنے کا تکدر ہے صفائی ہو جائے
آپ سے آ کے اگر وہ بت امرد مل جائے

ہو گئی جان ہوا منتظری مین اپنی
خاک مین فصل بہاری تری آمد مل جائے

۱۶	فکر عاشق کو یہی ہے دم تحریر غزل لفظ مانوس نیا کوئی زبان زد مل جائے	۱۸۴

دل پہ نہ اوس مسیح کے تاثیر کر گئی
پہنچی فلک پہ آہ مگر بے اثر گئی

دنیا نے چند روز کسی سے وفا نہ کی
مثل شب وصال ادہر آئی اودہر گئی

ہین جانور جو ہنستے ہین وحشی پہ آپکے
کیا اے غزال چشم یہ چیتون کو چر گئی

گھر سے نکال دوگی تو کیا ہاتھ آئے گا	ہم کچھ نہیں تمہاری مروت کدھر گئی
آنکھوں سے مثل نور نظر وہ نکل گیا	دوڑا جنون میں ہیں بھی جہاں تک نظر گئی
انسان کی کمال سے بڑھتی ہو آبرو	دولت کا غرہ کیا ادھر آئی ادھر گئی
داغ فراق اہل وطن دل میں رہ گیا	پوچھے نہ زندگی میں ہماری خبر گئی
طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے	یہ دن بھی کاٹ دینگے جب اتنی گذر گئی
عریاں تنی میں پردہ کیا موج اشک نے	چادر بنی وہ سیل جو بالا سے سر گئی
پیری میں یاد آتی ہیں اگلی جوانیاں	وہ ولولی کہاں ہیں وہ ہمت کدھر گئی
دولت نے انقلاب ہزاروں دکھا دیے	پوچھا نہ میں نے بھی کدھر آئی کدھر گئی
وعدہ ہوا تھا اوسے شب ماہتاب کا	نکلے غبار آئینہ صفائی ٹھہر گئی
آنسو گھٹے تو بڑھ گئے آثار عشق کے	کیونکر نہ لب ہوں خشک کہ ندی اوتر گئی
کیا کیا بلا کشان محبت نے جھیل لی	ہمت نے کی مدد تو مصیبت گذر گئی
ختم ہو کے پہنچا ہاتھ جو قبضے پر آپ کا	نظروں سے ماہ نو کی کلائی اوتر گئی

۱۸۵	عاشق گناہ ہے جز عشق کیا ہوا دشمن وہ کیوں ہوئے وہ محبت کدھر گئی	۱۸

اوس کمر کا خیال آتا ہے	شیشۂ دل میں بال آتا ہے
چاند بنتا ہے آنکھ کا تارا	خال کا جب خیال آتا ہے
ساقیا ہو لیو نہ رندوں کو	موسم برشکال آتا ہے
ترک کرتے ہیں دو گونتی میں	لب پر اپنے سوال آتا ہے

نہین شبنم گلون کو رخ سے ترے — عرق انفعال آتا ہے

ہے خیال آپ کے جگانے کا — کان بجتے ہین حال آتا ہے

نقص ذاتی پر اپنے ہے یہ دلیل — طفل کو کب کمال آتا ہے

ماہ کچھ خود بخود نہین چمکا — کسب سے سب کمال آتا ہے

زاہد پیر کا خدا حافظ — وہ بت خرد سال آتا ہے

پھر گرفتار زلف ہوتا ہون — ملک پر دل کے کال آتا ہے

موڑیے منہ نہ بوسہ لب سے — سامنے منہ کے گال آتا ہے

ہو نہ مغرور ماہ کو دیکھو — حد سے بڑھ کر زوال آتا ہے

عمر غفلت مین کیون گذرتی ہے — موت کا کچھ خیال آتا ہے

دن گذرتے ہین ماہ آتے ہین — ماہ جاتے ہین سال آتا ہے

وصل کی شب بھی رنج کیون نہ ہو — روز بد کا خیال آتا ہے

جب وہ گاتے ہین بام پر اپنے — پیر گردون کو حال آتا ہے

بندگان خدا بھی کانپتے ہین — جب بتون کو جلال آتا ہے

دشمنون مین جو پھنس گئے عاشق
دوستون کا خیال آتا ہے — ۲۰

یہ کون ساقی عالی مقام رہتا ہے — مدام دور مین گردون کا جام رہتا ہے

خیال چشم کا دل مین مدام رہتا ہے — نیا یہ سحر ہے شیشے مین جام رہتا ہے

خموش رہتا ہون فکر دہان جانان مین — مری زبان کو تالو سے کام رہتا ہے

کسیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہین
نہ کرسی رہتی ہے گہر کی نہ بام رہتا ہے

وصال یار مین توبہ شراب سے توبہ
کسے خیال حلال و حرام رہتا ہے

لیا ہی ہاتہ مین دل میکشونکا کیا ساقی
جو شیشہ ہاتہ مین تیرے مدام رہتا ہے

ہلال دیکہہ کے کہتے ہین اپنے ابرو کو
یہان چہری سے ہے فلک پر پیام رہتا ہے

ہمیشہ کہاتا ہے مصحف کی وہ صنم قسمین
زبان پر اوسکی خدا کا کلام رہتا ہے

جو شوق دید ہو اوسکو تو اسکو حیرت ہے
فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتا ہے

حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پڑے
کہ عیش وصل کی شب کا حرام رہتا ہے

جو دیکہتا ہون وہ ابرو تو عید ہوتی ہے
یہ وہ ہلال ہے جو ناتمام رہتا ہے

نگاہ کے تیر و کمان ابتو آؤ مقتل مین
ہجوم پیر و جوان صبح و شام رہتا ہے

گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر
کبہی جو شب کو وہ بالائے بام رہتا ہے

نہ بہولو چال جوانی کو کچہہ ثبات نہین
بہار حسن نہ لطف خرام رہتا ہے

جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلاتی ہین
زبان شمع پر اب میرا نام رہتا ہے

پہرے جو آنکہہ تو پہیرا ابہی پہر کری نہ فقیر
تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتا ہے

بلند مرتبہ دونون ہین سکۂ زر سے
کسیکا نام کسیکا کلام رہتا ہے

خفا ہو تم تو خریدار دل کی لاکہون ہین
کسیکا بند زمانے مین کام رہتا ہے

وہ رند ہون کبہی صورت نہ دیکہی قاری کی
خیال مصحف رخ لاکلام رہتا ہے

۱۸۷	وصال یار سے عاشق زمین ہو تشنہ خون فلک ہمیشہ پئے انتقام رہتا ہے	۱۵

عشق مہرو جسمین ہو وہ سینہ روشن چاہیے — داغ دل کو نئی چراغ خانۂ تن چاہیے

سخت جان زہر غم فرقت سے بہی مرتی نہین — تشنۂ وصل صنم ہین آب آہن چاہیے

موج سیل اشک بہی طوفان سے کچہ کم نہین — منہ پر اپنے رکہنے کو دریا کا دامن چاہیے

عشق کاکل مین عزیزا سلام کو رکہتی نہین — تجہ سے اب رشتۂ زنار برہمن چاہیے

سرکشی رہتی نہین ساقی سے رعب حسن سے — خود بخود دہہاک جائے شیشون کی گردن چاہیے

مزرع جان حزین مین اک رمق باقی نہین — برق دیدار صنم گریے کو خرمن چاہیے

عالم وحشت مصور کہینچے یون تصویر مین — میری نقشے مین گریبان زیر دامن چاہیے

آئینے مین دیکہکر کہتے ہین مار زلف کو — کان مین موتی کی بدلے سانپ کا من چاہیے

پاون کی شپ نے سے بہی وہ ساق دکہلاتی نہین — کیا جلاین تجکو اگر اے شمع روشن چاہیے

ہے تلون بہی نزاکت بہی مزاج یار مین — اوس گل تر کو قبائی رنگ گلشن چاہیے

گھر مکان تنگ سا ہے جہانکنے دیکہے ہمین — چشم روزن پر ابہی پلکون کی چلمن چاہیے

روے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈہیلی ہوگئی — ایسی آنکہون کو مثال چشم روزن چاہیے

شوق عشق پاک رکہتی ہین خدا آگاہ ہے — بت کو کوئی مریم کی صورت پاک دامن چاہیے

فرقت قاتل مین آب اشک سے ڈوبی تو کیا — سر کٹے ہین آب آہن تا بگردن چاہیے

قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ ظاہری
شمع کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیے

۱۸۸ — ۱۸

جہان تیغ سے واقف نہین ہوتی ترحم ہے — ندیکہو اشک کی قطرے ٹپکتے چشم انجم سے

رلائی آنکہ مہر بیدلان نے تمنے جیسے انجم سے — گلہ کیا حسن کا [illegible] ہم تم سے

اطاعت پر نہ بہکا ایک دن چشم ترحم سے
نہ سمجھے ہمکو بندہ ہی خدا سمجھے تو ہم تم سے

یہ کیفیت ہے سجدے ایکجا ہون رند و زاہد کی
بناے پای مسجد ہو اگر خشت سر خم سے

ید بیضا کی دست آویز ہے یہ جو ہتھیلی کا
کلیم آسا پکار و طور پر حسن تکلم سے

عروج بحر اشک ایسا ہوا ہفتے کے روزون مین
تختے چرخ بیضاوی ہوا ہے ہفت قلزم سے

ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پرتو ہے
نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے

کبھی پیدا ہی نہین غیرون سے جدا ہوتی تو ہم آتی
الگ ہوتی نہین پتلی کی صورت چشم مردم سے

وہان رونق جبین کی اور ٹپکتی ہے پسینا سے
بنی افشان لگی جو خاک ماتھے پر تیمم سے

مگر موقوف تھا ہمپر عوض آدم کی گندم کا
ہمیشہ آسیائے چرخ مین پستے ہین گندم سے

یہان بنت العنب ڈرتی ہوئی مستو نہین آتی ہے
چھپی ہے جام مین شیشی شیشی مین چھپی خم سے

محیط اشک سے اعضا بدن کے سب لشیان ہین
کھلے جاتی ہین سارے جوڑ کشتی کی تلاطم سے

نہ سنجانی سے او شہون گا نہ کمطرفو نمین بیٹھونگا
فلاطون کی طرح الفت ہوئی ساقی مجھے خم سے

تمہارا سنکے گا نا معتقد ہون قول عیسی کا
کہ پہلے روح تن مین آئی تھی شوق ترنم سے

سکان ہو نجانبکے کیسا مسیحائی کا دعوا ہے
لب بام آپکا باتین کرے چرخ چہارم سے

عبادت خاک تو اے زاہد مغرور کرتا ہے
کنایہ خاکساری کا سمجھ حکم تیمم سے

وضو کے بدلے جو وہ پاک دامن کہو ہاتھونکو
ابھی تو نیچہ مریم اوگے خاک تیمم سے

۱۲	رہی صحت نہ عاشق چار دن خاک الیسے جینے پر نماز نیچگانہ جب پڑہی مین نے تیمم سے	۱۸۹

خاک کھائیگی زمین اور ندامت ہوگی — تبسم کا ہیدہ سے کیا گورکی دعوت ہوگی

ہجر مین کونسی آرام کی صورت ہوگی — آئیگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی

کبھی گلشن مین جو اوس شوخ سے لڑجائیگی آنکھ — چشم نرگس مین عوض شرم کی وحشت ہوگی

جو تری پان کی لالی مین ہی شوخی ای بت — شفق شام بدخشان مین یہ رنگت ہوگی

گھر سے باہر نہ قدم رکھوگی کب تک ای شوخ — ہم سمجھتے ہین کہ برحق ہی قیامت ہوگی

بے اثر بلبل گلزار کی فریاد نہین — رگ گل مین بہی تپ غم کی حرارت ہوگی

شعلۂ طور سے کم جو نہین مہندی کا — ید بیضا کو ترے ہاتھ سے بیعت ہوگی

اپنی تصویر کو بہی تمسے چھپایا اوسنے — جو یہ نقشا ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی

نظر آتی نہین کب تک یہ رہیگا اندہیر — حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی

زاہدا دیکھ تو رکھ اوسکے رخ رنگین کو — گل جنت مین یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی

بغض للہ عبث تمسے ہی زاہد تجکو — ہوگا دوزخ تری قبضے مین نہ جنت ہوگی

ساسنا آج نکر اسے مہ کامل اوسکا — چار دن بعد تری اور ہی صورت ہوگی

۱۹۰	بزم مین بیٹھہ کے عاشق کو نہ گھورو اتنا چشم ہی نرگس بیمار نقاہت ہوگی	۲۱

کعبہ بہی مکان ہی دل مومن بہی مکان ہی — ڈھونڈھتے ہین اوسکو کس جا نہ وہان ہی نہ یہان ہی

لب تک جو سخن آیا تو ہونٹون سے عیان ہی — تجھے مین لطافت تو ہی یہ بات کہان ہی

وحشت یہ شب وصل کہ بوسون سے مٹی گی — یاقوت لب یار علاج خفقان ہی

ابرو نے ترے سیکڑون گھر کردیے ویران — جو خانہ نہین کرتی کبھی یہ وہ کمان ہی

حافظ ہوا بوسون سے تری مصحف رخ کا — کیا ڈر ہے کہ قرآن تجھے نوک زبان ہی

میخانی مین جس شیشی کے منہ پہ ہی گل سرخ / سمجھا کہ یہی پہول کہ شیشے کا نشان ہی

آئینے مین رخ دیکھ کے کہتی ہین شب وصل / بندی کا یہ ہے عکس کہ بوسی کا نشان ہی

مضمون زمانی کی ہین شفاف سے ہے تقریر / طالع جو سکندر ہین تو آئینہ بیان ہی

ابرو کے قرین خال جو دیکھا تو گئی جان / کیا قاصد پیغام اجل زاغ کمان ہی

غیرون سے اشاری نکرو چپ نرہونگا / آنکھون مین ہی بینائی مری منہ مین زبان ہی

قاتل نی مجھے دفن کیا اپنی گلی مین / مین وہ ہون گنہگار کہ جنت مین مکان ہی

بولا نہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے / حیران ہون کس کام کی یہ منہ مین زبان ہی

وحشت مجھے دم لینے کی فرصت نہین دیتی / رکھتا ہون جہان پاؤن وہان ریگ روان ہی

گم عشق حقیقی مین ہوا عشق مجازی / تسبیح ہی تہلیل ہی جو آہ و فغان ہی

اس مرتبہ ہون زار کہ بٹھلا کی بغل مین / کہتے ہین رقیبون سی کہ ڈہونڈو تو کہان ہی

لینے کو جو خاک آئے تو نا راض نہین تہی / ای روح نرہ جسم مین غصی یہ مکان ہی

آہون سنے بل ابروی صنم کا نہ نکالا / سینکے سی نہ سیدہی ہوئی وہ سخت کمان ہی

مردون سی ہی زندون مین سوا پاتی ہین غفلت / جس خواب مین آواز ہی وہ خواب گران ہی

گھبراتے ہو کیون دیتے ہو بوسہ کا کل / سودا جو مجھے ہی تو تمہین ہی خفقان ہی

یکسان ہی برات اور جنازی کا تجمل / جو شادی کا گہر ہی وہی عبرت کا مکان ہی

۱۹۱	گو چاند کبہی خاک مین چہپتے نہ سنا تہا عاشق دل روشن تن خاکی مین نہان ہے	۲۲

داغ دل دینگے دکھائی دیکھیے / میرے سینے کی صفائی دیکھیے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے
یار کس کس کی صفائی دیکھیے

دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم و گوش
سینیے نالے جبہ سائی دیکھیے

میرے سکھنے پر تو وہ چلتے نہین
کس طرح پاسے حنائی دیکھیے

یار کی انگیا کی چڑیا تک گیا
طائر دل کی رسائی دیکھیے

بھڑکے جب غیرون نے پہونکا کان مین
یہ لگائی یہ بجھائی دیکھیے

وصل کی شب ہوگیا اپنا وصال
موت کیا بیوقت آئی دیکھیے

گر پڑے سجدے مین تجکو دیکھکر
زاہدون نے منہ کی کھائی دیکھیے

جام سے قاضی نے بھر بھر کر دیے
کام آئی منہ بھرائی دیکھیے

نبض دیکھی تم نے ہم اچھے ہوے
ہاتھ رکھے سے کل آئی دیکھیے

جب کہا مین نے دہن دکھلائیے
غیب سے آواز آئی دیکھیے

آہ سے آنسو نہین مین پہلجھڑی
آگ پانی مین لگائی دیکھیے

کیا جلے ہے دل ہین میری آہ سے
آپ تک بہی آنچ آئی دیکھیے

خاک ہوکر ہوگئے پامال ہم
پھر گئی ساری خدائی دیکھیے

بوسۂ دزدیدہ مانگا نہین
آنکھ کیون تمنے چرائی دیکھیے

ٹکٹکی باندھے ہے دزدیدہ چشم سے
تم نہ آئے آنکھ آئی دیکھیے

پاؤن مین زنجیر نے گہر کر دیا
کیا کڑی ہمنے اوٹھائی دیکھیے

نیند گئی مجھسے سوا کرتا ہے کون
ڈہونڈہنے ساری خدائی دیکھیے

ماہ نو کا ذکر جب محفل مین ہو
کتنے ہین میری کلائی دیکھیے

چشم ظاہر بین غبار آلود ہے جاگنے کے وصل مین وعدے تھے کیا		دیدۂ دل کی صفائی دیکھیے شام ہی سے نیند آئی دیکھیے
۱۹۲	ہون توارد لاکہ عاشق شعر مین آپ بندش کی صفائی دیکھیے	۱۹

بات جو منہ سے نکل جاے وہی بات رہے		ترک ہوا سمین محبت کہ ملاقات رہے
دم نکل جاے شب ہجر تو کیا بات رہے		ایک دونون ہین رہے مین ہون یا رات رہے
لگئی پاؤن یہ پہیلاے شب فرقت نے		کس قلع رات مرے صرف مناجات رہے
وصل سے ہجر کے دن رات بدلجائین کہین		دن رہے دنکو وہی شب کو وہی رات رہے
نہ ہے آٹہ پہر کی نہین صحبت منظور		آپ سے ہمسے کبھی کی تو ملاقات رہے
غیر سے کیا ہوسکے ہو کعبہ ہو تو سجدہ نکرین		ہمسے یہ طور رہا سے قبلۂ حاجات رہے
غیر کو دید رخ و زلف بھی ممکن ہوئی		میرے گھر آکے کئی دن وہ کئی رات رہے
سوزش داغ و دم سرد و سرشک حسرت		کبھی گرمی کبھی جاڑا کبھی برسات رہے
کسقدر روز و شب ہجر سے تنگ آیا ہون		نہ تو یہ دن رہے دنیا مین نہ یہ رات رہے
جان کو جاسے مگر گہر کے نہ ملیں اونسی		منتون مین ہو وہ تقریب کہ کچھ بات رہے
زاہد و پیر مغان کے رہے جھگڑے باقی		مسجدین وہ نہ رہین وہ نہ خرابات رہے
چشم جادو نے تری شعبدہ بازی کیسی		وہ دکھایا کہ جہان اہل کرامات رہے
منتین سنکے یہ فرماتے ہین دو غصے سے		عذر تقصیر مین بھی خوف مکافات رہے
شکوۂ جور و ستم آسکے زبان پر نہ کبھی		عمر بہر اونسے اگر ہمسے ملاقات رہے

نہ بڑھاؤ تو گھٹاؤ بھی نہ غیروں سے ہمیں
نہیں منظور ترقی تو مساوات رہے
دل کی شکوے کریں یا چرخ کے یا قسمت کے
کسقدر دہر میں ہم [illegible] آفات رہے
اب اثر ہے تو فقط چشم و لب دلبر میں
نہ تو شاعر ہیں نہ وہ اہل کرامات رہے
بوسہ مانگا تو بہت بد ادبی کی ہمنے
آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہے

١٩٣

چشم پوشی جو کریں غیر نہیں غم تما شق
سیرا اللہ مگر قاضی حاجات رہے

١۵

کربلا میں بھی کہتا ہے جو سرداب میں ہے
گرم کہانی میں نہ یہ لطف نہ سرداب میں ہے
کس سے پوچھیں کہ یہ کیا عالم اسباب میں ہے
جو نہیں ہے وہ ہے بیدار جو ہے خواب میں ہے
بیکسی پر جو مری جسم فلک نے کھایا
شام سے مردہ مرا چادر مہتاب میں ہے
چشم دلبر کے تصور میں نہیں آتی نیند
کاوش نشتر مژگان رگ خواب میں ہے
پھوڑے روتے ہیں بھی آنسو نہیں ٹپکے اتبک
شور طوفان بلاخیز کا پنجاب میں ہے
نہ ہنسیگا نہ کوئی روئیگا مجھ پر اے مرگ
دشمنوں میں ہے کوئی باقی ہے نہ احباب میں ہے
بند ہو جاتی ہیں آنتوں کی چمک سے آنکھیں
چہرہ یار نہاں برق کی جلباب میں ہے
یا خدا ایسی گذرتی ہے جو بیتابی میں
بندہ سیماب میں یا ماہی بی آب میں ہے
یار نے خط بھی جو لکھا تو عجب شوخی سے
کونسا عیب نہیں جو مرے القاب میں ہے
بام تیرا ہے برابر فلک اول کے
ماہتابی میں صفا وہ ہے جو مہتاب میں ہے
کربلا میں جو مرے سوتا ہے کس راحت سے
دست و پا حوریں دباتی ہیں جو سرداب میں ہے
چشم جلاد میں اترا ہے غضب سے یہ لہو
جو پلک ہے وہ چھری پنجہ قصاب میں ہے

سیکڑون رنگ مری باغ جہان مین بدلی | جو حکایت ہے گلستان کی مری باب مین ہی
مرگیئے الفت مژگان مین نہ پوچہا اوسنی | قتل بیدار ہوی ہم وہ ابہی خواب مین ہی

١٩٤	قدردانون کو سُناتا ہون غزل مین عاشق شعرخوانی کا مزا مجمع احباب مین ہے	١٩

کاہیدہ ہون دعا مین نہوگا اثر کبہی | جو پیڑ خشک ہو نہین لاتا ثمر کبہی
فرقت مین غیر مہر نہ نکلا قمر کبہی | لُو کے سوا چلی نہ نسیم سحر کبہی
صبح شب وصال کہین صبح حشر ہو | اللہ پہر دکہائے نہ ایسی سحر کبہی
تیغ نگاہ و تیر مژہ کی یہ مشق ہے | ٹکڑے کیا کلیجے کو چہیدا جگر کبہی
دیکہو جو آنکہ اوٹہا کے کئی بار ماہ کو | بنجاے یہ ہلال کبہی پہر قمر کبہی
غربت مین داغ اہل وطن دل مین رہگیی | آیا کوئی اودہر سے نہ پہونچی خبر کبہی
زیر فلک مقام کرین کیا سمجہ کے ہم | رستی مین رہ نورد بناتے ہین گہر کبہی
کس طرح ہو بتون کی خدائی کا اعتقاد | دیکہی نہ ہم نے صورت پیغامبر کبہی
اوترو جو تم نہ بام سے سر کے نہ چاندنی | دیکہو جو آنکہ اوٹہا کے نہ بیٹہی قمر کبہی
آزردگی ہمیں روز کی دل ٹوٹ جائیگا | غصے بہی آپ ہون تو کسی بات پر کبہی
بوسے بہت نہ دیجئے تو آزاد کیجیے | تہوڑے سے وظیفہ پہ تو ہوگی بسر کبہی
کچہ خیر ہے بگڑتے ہو کیون بات بات پر | آگے نتہا تمہاری طبیعت مین شر کبہی
ستون ذی حکم شہر کے قاضی کا کب سنا | کہنچوا کے دخت رز کو بلایا نہ گہر کبہی
بہٹکا رقیب لاکہ مری چال پر چلے | سیکہے سے آدمی نہوا جانور کبہی

لازم ہے چشم خوب کو پیار ہو نگاہ لطف
ظاہر کو دیکھتے نہیں اہل نظر کبھی

کہتا ہوں جب علاج کرو اس مریض کا
کہتے ہیں وہ کیا نہیں یہ درد سر کبھی

شہر عدم ہی کوچۂ دلدار کا ہے نام
آیا جواب خط نہ پھرا نامہ بر کبھی

اپنے کمال کا بہت اظہار نقص ہے
آئینہ خانہ تھا نہ سکندر کا گھر کبھی

۲۱	عاشق جو دوستوں کی طبیعت میں ہے فنا دنیا میں ایک دن بھی نہوگی بسر کبھی	۱۹۵

ہماری رزق کی ہے فرد قسمت میں رقم خالی
ہمیشہ صفر کی مانند رہتے ہیں شکم خالی

نہیں ہے سرکشی کسکی بلند و پست عالم میں
نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی

نہ اب وہ زلف میں بو ہے نہ وہ آنکھوں میں وحشت ہے
ختن ہے مشک سے خالی غزالوں سے حرم خالی

کسیکو وصفت اس عرصہ زمین کب یاد کرتا ہوں
نہیں لیتا کبھی پر جام کے مین نام جم خالی

محبت نقش جسکے دل پہ نہیں وہ قلب کھوٹا ہے
کبھی رائج نہیں دنیا میں سکہ سے درم خالی

جلاؤ مت ہمارے ایکدن آنچ آئیگی تجھ تک
نہیں جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی

مرا سر کاٹ کر لیجاؤ گی کیا دست نازک میں
تمہارے پانوں بھر جاتے ہیں چلکر دو قدم خالی

نہو جب گھر میں صاحب خانہ پھر اوس گھر سے کیا مطلب
ہمارا سر پھرا ہے جو کریں طوف حرم خالی

دہن کے پاس خط دیکھا جو اوسکو بھول سے یہ
ہوا ثابت کہ کانٹوں سے نہیں باغ عدم خالی

فرشتے تک ہوے بیدم ترا گانا ہے یا سم ہے
بہت قالب ہوے روحوں سے اے زہرہ نغم خالی

کسی گھر سے ملی مانگی نہ اوسکو بھیک دنیا میں
پھرے سائل ترے در سے جو اے باب کرم خالی

فلک سے وصل کی شب کا عوض لینگے جو جیتے ہیں
سو دن پر فقط غصہ نہیں کرنیکو ہم خالی

تمہاری لعل لب وہ ہین کہ مردون کو جلاتی ہین ۔ مسیحا بھی ہین یہ کیونکر کہون انکو قم خالی

کسی گھر مین نہ کیفیت اوٹھی مجہ رند مشرب کو ۔ خدا سے دیر خالی تھا بتون سے تھا حرم خالی

گئی فصل بہار اے محتسب لکھنا نہ سنتو مین ۔ تسلی کی لیے رہتی ہے پہلو مین قلم خالی

نشان اونکے فقط باقی ہین جنکے ظرف عالی تھے ۔ ہوئی عبرت جو دیکھا طاق کسری جام جم خالی

مجھے بیت الحزن سے کم نہین کچھ کعبہ اے زاہد ۔ بھرا آتا ہے کیا دل دیکھکر جائے صنم خالی

خزانون سے صدا اے مسکو آتی ہے یہ ہردم ۔ سخی کی ہاتھ آکر ایکدن ہو جائین ہم خالی

لگاتی ہین وہ بڑہکر ہاتھ ہم پیچھے نہین ہٹتے ۔ کبھی تلوار کو دیتے نہین ثابت قدم خالی

سحر مین سیہ کرتی ہے اتنا پیٹ ظاہر ہے ۔ کہن مین آکر ہوجاتا ہے جیسے چاند کم خالی

۲۰	خوشی کا بھی مہینا کٹ گیا ماتم مین اے عاشق ندیدم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی	۱۹۶

لڑائی وصل مین سنوفے پیار اے پری ہو جاے ۔ ہمارے آپ کے یہ جنگ زرگری ہو جاے

تسلی اس دل بیتاب کو ذری ہو جاے ۔ شب فراق بلا سے یہی پری ہو جاے

زمین پر اشک گرین عرش تک تری ہو جاے ۔ ہماری رونے سے کشت فلک ہری ہو جاے

جلائے مردون کو ملجا ہے جسکو یہ لب ۔ ثنا ہے چشم کرے جو وہ سامری ہو جاے

وہ بادہ خوار ہون الفت ہے جسے صہبا کو ۔ خود اوڑکے آگ گر دخت رز پری ہو جاے

جو مار زلف ہے ہمسر عصاے موسی کا ۔ عجب ہے چشم فسون گر نہ سامری ہو جاے

جو درد دل کی حکایت کرون گلستان مین ۔ ہر اک نہال مین تشکل صنوبری ہو جاے

حجاب یہ ہے جو اونکلی کو بھی ہوا لگ جاے ۔ او سر آفتاب کی پنجے مین تھرتھری ہو جاے

وغا نہ کماؤن کسی شکل زال دنیا کی
نہ دیکھوں آنکھ اوٹھا کر اگر پری ہو جاوے

بغل میں غیر سے بٹر دکر نہ لفت کو کرنا
کہیں نہ آپ کے میری برابری ہو جاوے

وہ لب ہو جس سے مسیحا ہی معجزہ سیکھے
وہ خط ہو جب سے خضر کی بھی رہبری ہو جاوے

کرون نہ پیروی دیو نفس سرکش میں
نہ منہ لگاؤن جو جنت لے سب پری ہو جاوے

نگاہ کو تیر نگہ سے کشی نکر ظالم
جو تیر آہ نہ روکون تو ہمسری ہو جاوے

نہ توڑیگا بت پندار زاہد مغرور
کہ خاکساری میں شیشی نکر کری ہو جاوے

دماغ عرش سے اونچا ہے فقر میں تا ہو
نہ کبھی پاؤن زمین پر جو سروری ہو جاوے

نگاہ لطف سے دریائے غم میں بچتا ہو
جو پتلی آنکھ کی ست سکندری ہو جاوے

جو حکم قتل سنادے تو میرے مذہب میں
رہے دل پر ترے ختم پیمبری ہو جاوے

پہن سکے نور کی پوشاک گریبان کیجے
بلبل جو سیہ پیاری بغل پری ہو جاوے

جنون میں جامہ عریان تنی پسند آیا
یہ رخت وہ ہے جو پوشاک آخری ہو جاوے

۱۹۷	جو بھیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملے تمہارے در کی فقیری تونگری ہو جاوے	۱۰

دیکھ لیں آنکھوں سے یار زلف لہراتی ہوئے
دیر کیا لگتی ہے دیوانوں کو لہراتے ہوئے

اب نہیں بچتوں کے سر سے بلا ٹلتی نہیں
زلف کی صورت چلے آتے ہیں بل کھاتے ہوئے

جس طرح صبح شب وصلت سے گھبرایا وہ گل
رات بھر میں پھول یون کبھی نہ کملاتے ہوئے

کیا نظر قاتل کی چشم سرمگین سے لڑ سکے
سیکڑون آنکھون کا دیکھا نیل پڑ جاتے ہوئے

موت سے بدتر سمجھتا ہوں میں جھوٹی بات کو
زہر کھاتون خوف آتا ہے قسم کھاتے ہوئے

تجھسے لڑ جائی تو وہ تیز ہی نظر پیدا کرے
ماؤ دان قصر تن کیونکر نہ آنکھون کو کہو
جنکو استقلال ہو پاتی ہین سو رہی عیب سے
کر رہی کیونکر نہو تا وار اونکی کر گئی
راہ مین درگاہ کی بیٹھونگا مین ہو کر فقیر
رنگ بوی جسم سے بار ونکی رونق ٹہرہ گئی
اوسنے جب مسی لگائی آس میری ٹہرہ گئی
خون کیون اپنے ہین سر راہ کی خصمت جو دنیا
اسقدر ہون گرم رو مین وحشی آتش قدم
ہیچ اسمعی سیان پر اور دونی پڑ گئے
سخت ہانون کر اگر یہ سر ٹہیں سیگی اے صنم

کاٹ دی تیر قضا کو دیکھکر آتے ہوئے
دیکھا سیل اشک مین ٹٹی ہیلون کو بہجاتی ہوئے
پہرتی ہین بد صبر در در ٹہوکرین کہاتی ہوئے
ہڈیان دیکھین ہی تو ہیکو کہا جاتی ہوئے
دیکہ تونگا آپ کو آتے ہوی جاتے ہوئے
تیری بستر پر نہ دیکھے پہول کمہلاتی ہوئے
تیرہ بختون کا بہی دیکھا رنگ جمجاتی ہوئے
ایک دم مین دیکہ لین سب دم نکلجاتی ہوئے
دامن صحرا کو بہی دیکھا پہٹ جاتی ہوئے
دونون گیسو تا کمر پونہچے جو بل کہاتی ہوئے
تیغ کے منہ کو دکہا دینگے بگڑ جاتی ہوئے

۱۹۰ — ۱۹

انتہا کے جلد ای عاشق نکے روز شباب
ویسے لگتی ہے شب وصلت کو بہی جاتی ہوئے

جانتا ہون پیچ جیسا الفت گیسو مین ہے
ضعف سے اوڑ ونگا ہون پر نظر آتا نہین
کاوش خار فرہ کی اب تو جیہ جاتے ہے
نعمت دنیا ملی جب سر جھکایا فکر مین
دم نکلتا ہے نہو سکتا ہے ترک عشق یار

بل یہ ہے دشمن بلا کا دل مری پہلو مین ہے
قوت پرواز عنقا آج کل بازو مین ہے
دل کہان ہے جامی دل اک آبلہ پہلو مین ہے
طوق کشکول گدا کا سہ زانو مین ہے
جان پر ہے اختیار اپنا نہ دل قابو مین ہے

ترک الفت کی قسم کہانیکا کچھ باعث نہین — آزماتا ہون کہانتک دل مری قابو مین ہے

جب جھکا سر شرم سے لطف عروسی مل گیا — آرسی مصحف تمہارے چہرہ و زانو مین ہے

ربع مسکون کو ڈبو دینے کو ہین کافی چار اشک — اک سمندر موجزن اپنے ہر اک آنسو مین ہے

کب بیان وہ ہوسکے جو دل اوٹھاتا ہے مزے — آپکے الطاف کی تعریف کس پہلو مین ہے

کھینچ کر خنجر پکارا کیلیے مجھ زار کو — دل مین کیا سوچے تمہارا ناتوان پہلو مین ہے

صورت نازک لطافت سے نظر آتی نہین — شکل پنہان رنگ مین ہے رنگ پنہان بو مین ہے

پیر کنعان کی طرح پیر فلک مسرور ہے — رنگ بوئے جامۂ یوسف تمہاری بو مین ہے

چشم وحشی پر غزال چین کا دہوکا ہوگیا — خال سے پایا پتا نافہ بھی اس آہو مین ہے

ہاتھ سے اپنے سر اپنا کاٹ دون اے نازنین — کھینچتے ہو تیغ کیون قدرت کہان بازو مین ہے

دوست دشمن ایک جا ہین اتفاق وقت سے — دل بھی ہے پہلو مین اپنے یار بھی پہلو مین ہے

اس طرح چمکا شب مہتاب مین وہ سیمتن — سمجھا مین سکے کی مچھلی یار کے بازو مین ہے

مٹ گئی ساری نزاکت سامنے اس ارگی — آپکا چھلا نشانی کا مرے بازو مین ہے

ناخنے کی گلبدن کا پاجامہ تھرتھا — نیل چٹکی کا صنم اب تک ترے زانو مین ہے

۲۱	آنکھ لگ جاتی ہے سر رکھا اگر عاشق کبھی + خواب مخمل سے سوا ہر رونگٹا زانو مین ہے	۱۹۹

چشم تر نے آبرو کھو دی ہے ساری ابر کی — لڑ گئی جب آنکھ فرقت مین بہاری ابر کی

سال مین برسات بھر ہے اشکباری ابر کی — آبرو کیونکر برابر ہے ہماری ابر کی

بوندیون کی طرح سر گرنے لگے عشاق کے — برق تیغ یار مین ہے آبداری ابر کی

جب کرو برسات مین تم خندۂ دندان نما — آسمان سے دیکھ لو گوہر نثاری ابر کی

بل کی لیتی ہے گھٹا سے ہر گھڑی زلف سیاہ — سر چڑھا کر آپ نے عزت اوتاری ابر کی

ایک پل آنسو نہین تھمتے فراق یار مین — چشم گریان تو نے کیا یارب ہماری ابر کی

یار کی شمشیر ابرو سے جھپک جاتی ہے آنکھ — خاصیت ہے برق کی صورت ہے ساری ابر کی

کیا کریگا سامنا باران اشک گرم سے — کانپنے لگتا ہے جب آتی ہے باری ابر کی

آشکارا رخ سے ہے رحمت کبھی گاہے غضب — وا ہنت تو تجلی کی ہین کاکل تمہاری ابر کی

انقلاب اوسکی مشیت کو اگر منظور ہے — برق کی بارش دکھادے بیقراری ابر کی

ہے شب فرقت چمک بجلی کی دم لیتی نہین — میان سے اوگلی ہے پڑتی ہے کٹاری ابر کی

سیکشو برسات کا عالم رہے کیونکر مدام — باؤ کے گھوڑے پر آتی ہے سواری ابر کی

ابر آیا سیکدے مین گھس پڑے رندونکے غول — بادہ کش کس دھوم سے لائی سواری ابر کی

اسقدر برسات مین رویا کہ تم نے رو دیا — ایک سے حالت ہوئی میری تمہاری ابر کی

دیکھکر کالی گھٹا رونے پہ آب وتاب دل — اے فلک کھلجائیگی یہ اشکباری ابر کی

میرے ماتم مین صداے رعد کم آنے لگی — روتے روتے ہو گئی آواز بھاری ابر کی

بحر ساقی مین جو چمکی برق بسمل ہو گئے — سیکشون پر پڑ گئی تلوار کاری ابر کی

اب گھٹا پر آپکی کثرت بڑھی برسات مین — اے مہ خوبی بناؤ چاند ماری ابر کی

اے فلک بغض وحسد اوٹھ جاے دنیا سے اگر — اٹھ دہے تک کو میسر ہو سواری ابر کی

مانند داسنے گی ہین اے سیکشو دور زمین — انتظاری فصل گل کی انتظاری ابر کی

برق کو ہے بیقراری بیقراری دیکھکر

۲۰۰ | لاغری پہ میری ای عاشق ہزاری ابر کی | ۲۹

پیاسا ہوا تو مجکو ڈبویا سوال نے
دریا بہا دیئے عرق انفعال نے

ابرو کو بہی سیاہ کیا عکس خال نے
کعبے مین اپنا رنگ جمایا بلال نے

کاسے مین مہر و ماہ کو دیتا ہے کون بہیک
بیقدر کر دیا ہے فلک کو سوال نے

تیغ زبان یار کی مین بن گیا سپر
غیرون کو جو کہا سے لگے مجہ پہ رہ ڈہالنے

مجہ بے نشان کی قبر کا ملتا کسے پتا
گنبد بنا دیا مری گرد ملال نے

پہونچے سے چلے جو راہ محبت مین سر کے بل
اولہے لگے جو پانون سے کانٹا نکالنے

جی اوٹہے حشر و سے کہ کہ چلے تم جو دو قدم
دکہلایا شور حشر تری بول چال نے

قبضہ نہ زندگی مین ہوا ملک صبر پہ
برباد کر دیا ہے خیال محال نے

آنسو جو ابر چشم سے فرقت مین تہم گئی
برسا دیا ہے سینہ عرق انفعال نے

کہو دی ہے انتظار نے آنکہونکی روشنی
اندہیر کر دیا ہے تمہارے خیال نے

خم سے بہری شراب جو شیشے مین زاہدو
حکم قضا سے پاک کیا انتقال نے

پرسش کے منتظر نہ ہو عشق زامت مین
جرمون کا اعتراف کیا بال بال نے

دیکہا تہا سیلے مین جو بیمار چشم کے
نرگس کی آئے باغ مین آنکہ نکالنے

چہیرا صدف کے پیٹ کو موتی کو واسطے
جان عزیز کہوئی ہے ممسک کو مال نے

پہروہم غبار خاطر اہل دول ہٹا
مٹی کیا فقیہ کا رتبہ سوال نے

پہونچی کبہی نہ دشت نوردی مین راستی
جہکتا نہین مین پانون سے کانٹا نکالنے

جب بو ہی زلف یار نے صحرا کا رخ کیا
نلنے لگے تو منہ سے جگر کو پہینکا غزال نے

بیجان کیا ہی خال نے مجہ تیرہ بخت کو
پونہچی گزند خنجر ابرو کی چشم کو
صورت سے کام اصل کا نکلے محال ہی
وارفتہ دیکہکر مجہے ابرو و خال کا
جاگے نہ بخت خفتہ مرے صبح روز ہجر
صحرا مین چشم یار جو آنکہون مین پہر گئی
ذرہ مناسبت نہین چہرے سے بدر کو
دیکہا جو محتسب کو تو قابو مین دل نہین
تجہسے لڑا کے آنکہ نہ جہپکی کہین پلک
دیکہا خیال سوزن مژگان یار کو
اوس روے آتشین کا جو بوسہ طلب کیا

کاٹا ہی سر مرا حبشی کوتوال نے
کعبے مین بہی امان نپائی غزال نے
کہولا کبہی نہ عقدۂ پروین ہلال نے
چشمک زحل نے کی تو اشارہ ہلال نے
کروٹ اودہر نہ لی کبہی شام وصال نے
پیسا وہان ہی گردش چشم غزال نے
دہوکا تمہین دیا کسی صاحب کمال نے
مشکل ہی مے پرستون کو شیشے سنبہالنے
آنکہین لڑائین شیر سے جا کر غزال نے
آیا نہ میرے پاؤن سے کانٹا نکالنے
چہالے زبان پر مری ڈالی سوال نے

۲۰۱	مضمون مرا غیر نے عاشق اگر لیا کہایا شکار شیر کا جہوٹا شغال نے	۲۲

مزا ہوتا ہے پرستی کا گہٹا گہر آئی مینہ برسی
تہوڑا سا منہ دم آخر ذرا قاتل کی خنجر سے
پڑی ہی افتاد پر افتاد تحریر مقدر سی
پریشانون کا سر کاٹا ہی کیا قاتل نے خنجر سی
گری ہین خانۂ تن سیکڑون آنکی روانی مین

گنہگارون کی ہی سنئے یہ تر دامن بہت تر سی
لڑایا جوہر ذاتی کو اپنے اوسکے جوہر سی
جو خط بانہا تو کہل کر گرہ پڑا بال کبوتر سی
عدا قبضے کو پایا تیغ سی جوہر کو جوہر سی
عجب کیا ہی اگر طوفان اوٹہی آب خنجر سی

مری آنکھیں ہوئیں روشن لیا قاصد سے جب خط کو
لیے تصدیق میں ذی معجزہ مانگا پیمبر سے

گلوے خشک کا کٹنا بہت مشکل ہوا ہے قاتل
وہ پیاسا ہوں کہ باہر کھینچ لونگا آب خنجر سے

کلیجا کب جلا اوس سنگدل کا ہیرے مرنے پہ
جو دل میں چوٹ لگتی تو نکلتی آگ پتھر سے

نہ کاٹو سر بھرے آتے ہیں آنسو چشم جوہر میں
مثال اشک حسرت گر پڑیگی آب خنجر سے

حدیث نامۂ دلدار کو سمجھا ہوں میں قدسی
پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے

ذرا صورت دکھا دو وقت نزع کا ہے میں تا ہوں
بہت دل پک گیا ہے چھیڑ دو تم آکے نشتر سے

ستم ہے کھینچتی ہے بال ہر مشاطہ کنگھی میں
تڑپتا ہوں کہیں نکلے نہ بو زلف معنبر سے

ابھی باقی ہے تھوڑی وصل کی شب چپ رہو مرغو
قیامت ہے جگاتی ہے مؤذن کو جو ٹھوکر سے

لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی
تکلف کیا ہے زرپوش اگر مرغ سنور سے

دل آئینہ ہے پر خط میں دہن اوسکا نہیں پاتا
چھپایا ہے خضر نے چشمۂ حیوان سکندر سے

ہمارے خانۂ تاریک سے خورشید ڈرتا ہے
چمک باقی ہے اگر دھوپ دروازے کی باہر سے

تمہارے کان کی موتی سے خط کا اور عالم ہے
کیا سیراب اس سبزے کو شاید آب گوہر سے

تمہارے جھانکنے سے چشم نابینا میں نور آیا
چمک ہے دیدۂ روزن میں لی فزوں چشم اختر سے

دم تقریر ظاہر ہو گیا اعجاز اوس بت کا
بلاتا ہے جو لعل لب صدا آتی ہے پتھر سے

جلاتی ہے سیہ خانہ مرا جب دھوپ آتی ہے
نہیں کچھ آتشیں شیشے کو نسبت روزن در سے

چراغ مہر بھی جلتا ہے داغ دل بھی جلتا ہے
ہماری قبر روشن ہو گئی اندر سے باہر سے

۱۴	فدا کیونکر نہوں میں لاکھ دل سے اوس پری پر عاشق کیا لاکھوں کا جسنے سامنا جاکر بہت سر سے	۲۰۲

ڈر کر ہماری آہ سے ایسی سمٹ گئی — ساری شب فراق گھڑی بھر مین کٹ گئی

دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو — ایسے بھی ہین کہ عمر مصیبت مین کٹ گئی

کھٹکا جو میرے دل کو ہوا اضطراب کا — بولے شب وصال مری نیند اوچٹ گئی

اتنا مزاج مین وہ لڑکپن کی بات ہے — نام خدا جوان ہوی پر نہ ہٹ گئی

کیا بوندیون نے باغ مین جوبن بڑھا دیا — پوشاک بھیگ کر جو بدن سے لپٹ گئی

محنت کسیکی یون نہ فلک رایگان کرے — تھنی پڑھائی ہمنے ملاقات گھٹ گئی

دشت جنون مین تیز چلے ہم جو دو قدم — طاقت ذرا جو ساتھ تھی رستے سی کٹ گئی

کیا کوسنے کو ہاتھ اوٹھائے تھے یار نے — مین آپ مر گیا جو وہ کرتی سمٹ گئی

کس درجہ تیری گرد سواری عزیز ہے — دیکھا ہی ہمنے خاک کو آنکھونمین اٹ گئی

پتھر نباہ ہوگا جو یہ الکسی رہی — کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چکٹ گئی

خط کا جواب ہمکو نہ پونہچا یہ مینہ پڑا — وصلی کی طرح چرخ سے بدلی چھٹ گئی

انکار وصل کرکے جلایا ہے آپ نے — شعلے کی تھی زبان کہ دم مین پلٹ گئی

مجھسا بھی تیرہ روز نہوگا جہان مین — سایئے سے میری دھوپ کئی کوس ہٹ گئی

مجھ ناتوان کی مرد ہجر کو بچائے دیکھکر — پلٹی نگاہ یار تو میت گھسٹ گئی

پہنچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے — زنجیر زلف زنگ مین آخر کو بہٹ گئی

بالون کو پیچ دے کے جلایا ہمارا دل — گیسو کے ساتھ ایکدہ ہوین کی بھی لٹ گئی

۲۰۳

عاشق ہوسے نہ قتل یہ افسوس رہ گیا
قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی

۲۰

جو گرم ہو کے کہو تم شراب اوڑ جائے — ابہی تو شیشے کی پری آفتاب اوڑ جائے

وہ روز اس سے لگاتی ہین آسمانی تیر — نشانہ سپر آفتاب اوڑ جائے

جفا کشون کو ہے سامان عیش سے ایذا — ملے جو بستر مخمل تو خواب اوڑ جائے

اسی خیال سے نالے نہ آئے ہونٹھون تک — کہین نہ قبر کے سوتونکا خواب اوڑ جائے

شب وصال کو تا صبح جاگ کر کاٹین — ہمارا آپکا دونون کا خواب اوڑ جائے

تمہین جو دیکہ لین اصحاب کہف رویا مین — کبہی نہ آنکہ بہی جہپکے یہ خواب اوڑ جائے

یہ وحشیون سے ترقی ہے میری وحشت کو — کبہی جو خواب بہی دیکہون تو خواب اوڑ جائے

عجب نہین یہ زمانے کی بے ثباتی سے — سفید رنگ بہی اے ماہتاب اوڑ جائے

دہن وہ چشمۂ حیوان ہے منہ لگاتی ہے — تمہارے ہاتہ سے مرغ کباب اوڑ جائے

چہپو تو سوز جگر سے حجاب کو پہونکون — وہ کہینچون آہ کہ رخ سے نقاب اوڑ جائے

بہری جو جوبن نے گلابی بہت وہ دلہن کرکے — لگایا ہاتہ کہ جام شراب اوڑ جائے

مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جائے — سواد کاکل پرپیچ و تاب اوڑ جائے

نہ منہ سوال سے پہیرو تو اتنے بوسے دون — کہ زاغ خال رخ لاجواب اوڑ جائے

دکہاؤن مین چمن داغ دل تو خجلت سے — ابہی تو طائر رنگ حناب اوڑ جائے

ہہین دکہا کے جو غیرونکو جام دے ساقی — مری ہوا اس کی صورت شراب اوڑ جائے

غبار دل جو نکالون ہوا سے آہ کی ساتہ — صفا سے آئینہ آفتاب اوڑ جائے

نہ دیجیے ذرۂ دندانکے بوسے غیرون کو — کہین نہ آپکی موتی سی آب اوڑ جائے

امید وصل مین برآئے دل شکستونکی — ہمارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جائے

سیاہ ایسی ہو جا کر زحل ہو گردون پہ	ہوا سے جو مری فرد حساب اوڑ جاوے

۲۰۴	غبار عاشق صادق کو دو جگہ در ہے کہین یہ خاک نہ اسے بوتراب اوڑ جاوے	۲۱

سخت جانی سے مری طعن نہ کیونکر توڑے	جب گلا کاٹنے مین تہاک کے وہ خنجر توڑے
کیسے ٹہکیلی سے چلتے ہین پہن کر توڑے	اونکی پاپوش سے دم عاشق مضطر توڑے
ایک ہفتے جو وفا وصل کا وعدہ نکیا	ای قمر سا تون فلک آنکے مجہ پر توڑے
مارا منہ پر مری قاصد کی بتون نے خط کو	یہ وہ پتہر ہے کہ دندان ہمیر توڑے
صدمۂ سنگ حوادث سے نہین ڈرتا مین	ای جنون سیکڑون اس سر سے ہین پتہر توڑے
محتسب ایک ہی شیشے کو اگر پہنچی شکست	لاکہ میخوارون کے دل تونے برابر توڑے
باغ عالم مین نہو گا کوئی ایسا ناکام	تار سے توڑے جو کبہی مین نے گل تر توڑے
بندگی خاک ہو جب غیر کو ایذا پہنچے	مین نے سیتے نہ پئے سجدۂ داور توڑے
جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا	اسطرح آس کسیکی نہ مقدر توڑے
پانون مین حلقۂ گیسوی رسا اونکے ہین	بن گئے سلسلۂ زلف معنبر توڑے
بیڑیان لڑ نہ سکین تیری صف مژگان سے	توڑتی ہاتہون کی اوڑی گل ہو اکثر توڑے
قاعدہ دست جنون نے جو سلاسل توڑی	روح زندان خراب تن لاغر توڑے
کہولے آئین جو وہ نشتر مژگان سے فصد	سب نکل آئین رگین جسم سے لیکر توڑے
وہ کشمش کرتا ہے جتنی مین کہنچا جاتا ہون	کسطرح رشتۂ الفت کو ستمگر توڑے
ساقیا تیرے تغافل سے جو مارا اونکو	فاقے رندون نے لو پہچکر لکے شتر توڑے

اہل محفل ہین تیاذ سی ترے مالا مال
توڑے بخشے جو لیو رقص مین لیر توڑے

مجکو انیدا ہی جو بلبل سجھے صدمی پہونچے
میرا صیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے

زاہدا کیون بت پندار نہ توڑا اپنا
غنیمتین سیکڑون کہین تونی دل اکثر توڑے

ای فلک زہر دیا عشق خط دلبر مین
نالہ میرا نہ کہین گنبد اخضر توڑے

سبب حسرت اخوان تہا جمال یوسف
حسن وہ ہی جو برادر سے برادر توڑے

۲۰۵	لوگ سمجہائین بہانا ہی جو عاشق مرجاے جوڑ پیر جائین اگر دم دم آخر توڑے	۲۶

اوٹہ گئے جس عزیز ہم اس عالم ایجاد سے
سقف گردون گر پڑی شور مبارکباد سے

سخت جان ہون میرے قاتل کو ذرا ثابت نہتہا
اب کہلی جوہر زبان خنجر فولاد سے

فصل گل مین در بدر پہرتی ہین لیوانی ترے
آ کے زندان مین جو نکلے خانۂ حداد سے

لاؤن گا کف مین بہی پیسے کی جو مرقد مین مجہے
ای زمین مین خوب واقف ہون تری بنیاد سے

گردش گردون کرے بار سنگ دل پر جم ہی
ای دل ناشاد دیکہ حاصل نہین فریاد سے

چشم جوہر سے لہو دیا جو میرے قتل پر
خون کی اک دہار نکلی خنجر فولاد سے

تم پری انسان مین طاہر ہین گو نسبت نہین
خلد مین حورون کو جبلت ہو گی آدم زاد سے

ہاتہ اوٹہایا قتل سے میرے تو وہ مشتاق ہون
مانگ لونگا تیغ دم بہر کی لیے جلاد سے

جوش سودا ہی خزان مین فصد میری لی اگر
جہڑ گیا ہی پہول دم مین نشتر فصاد سے

حسن صورت کیا دیا خالق نی مشت خاک کو
قاف مین چہپتی ہین پریان تہک آدم زاد سے

کیون نکالے سر مین آتی ہین لیلا نہ ہون کسطرح
پردی آنکہون پر پڑے ہین نشۂ ایجاد سے

ہوں وہ بلبل جب کیا شکوہ مقدر کا کیا
باغبان سے ہے گلہ مجھکو نہ کچھ صیاد سے

جلوہ سینے میں مرے داغ غم دشمن کا ہے
گھر کیا روشن چراغ خانہ جلاد سے

کوئی سنتا ہی نہیں حال دل پر درد و غم
بے اثر ہے کسقدر فریاد بے فریاد سے

دشت پیمائی سے میری حرف آیا قیس پر
اسقدر کی مشق بہتر ہوگئے استاد سے

ہمصفیرو قید کے دن بھی بسر ہو جائینگے
کوئی تو میرا عوض لیگا کبھی صیاد سے

تذکرہ کرتا ہوں جب کہتا ہے نہیں صوم وصال
تر کرونگا حلق آب خنجر فولاد سے

چھاتیوں کو جب چھوا وہ سخت کہہ بیٹھے مجھے
دیکھئے تشبیہ انکو بیضۂ فولاد سے

فصل گل کیسی گئی سودا کسی کا کم نہیں
روز غل اوٹھتے ہیں اپنا کے خانۂ حداد سے

کوئی مرقد پر نہ لایا پھول بھی مرنے کے بعد
کیا ملا سیر بہار گلشن ایجاد سے

کیوں تصور میں ذقن کے بند آنکھوں کو کیا
گر پڑے ہے چاہ زنخدان میں نئی افتاد سے

کھینچتے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا
کاروان صبر پر بجلی گری فریاد سے

وصل میں جاناں شادی کا تنفس دیا
اسقدر گھبرائے تم شور مبارکباد سے

سست شعروں کو بھی اپنے کاٹنا مشکل پڑا
دشمنی کرتا نہیں کوئی بری اولاد سے

دختر رز کی شکل زاہد نے کبھی دیکھی نہیں
پوچھتے ہیں لوگ کیا اسکو پری زاد سے

٢٠٦	صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہیں فیض پہنچا تمکو بھی عاشق کسی استاد سے	٤٠

جو چیز ہے اونکی وہ نرالی سی بنی ہے
کاکل بھی بلا پر مری آنکھوں میں پڑی ہے

دیوانہ بنایا خط عارض نے تمہارے
معلوم ہوا خضر نہیں سبزہ پری ہے

بیتاب بہت ہون کوئی عاشق نہ سمجھ جائے
بلواؤ مجھے گھر مین نہین پردہ وری ہے

اندھیر کیا ہے یہ تپ ہجر صنم نے
عیسیٰ کو بھی دیکھا تو چراغ سحری ہے

جیتا ہون تو مہمان کو رخصت نکرونگا
اپنے سے بھی بڑھ کر مجھے درد جگری ہے

کہتے ہو کہ کیون چاک کیا تو نے گریبان
اے حور تقاضائے لباس بشری ہے

اعجاز سے ہے نخل قد دلبر کا تماشا
چشمون کو بھی دعوائے عقیق شجری ہے

گو دفتر عالم سے سنایا مجھے تو نے
کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہے

وہ زور ہے نالون کا نہ وہ جوش ہے رونا
اب دل ہی نہ طاقت ہے نہ آنکھون مین تری ہے

خالی نہین قاتل کا ہے قبضہ مرا اگر ہاتھ
بازو بھی ہے تیار کلائی بھی بھری ہے

سب سے ہے جدا یہ صفتین جمع ہین جسکی
انسان ہے حور ہے فرشتہ ہے پری ہے

ہے ذرے پہ الطاف کبھی مہر قمر پہ
خورشید مین بھی عیب پریشان نظری ہے

روزن کیے کس طرح مرے دل مین نظر نے
ہے تیر نہ سوفار نہ پیکان نہ سری ہے

بنت العنب آتی نہین دامون سے بھی ہاتھ
شیشے سے نکلتی نہین کیا ہیٹ بھری ہے

دو دو خط عارض سے کھلا حال ذقن کا
اس چاہ مین پانی کی عوض آگ بھری ہے

چشمک نکر اے چشم بت آہوی حرم سے
تجھسے بھی فزون تر تری وحشی کو چری ہے

پیری مین یہان خواب اجل پیش نظر ہے
گو صبح ہوئی نیند مری آنکھون مین بھری ہے

کیا بیخودی عشق سے سمجھی نہ زلیخا
دامن کے پکڑنے مین جڑی پردہ وری ہے

زر بیعت کے سکے رہ خالق مین دیے ہین
غیرون کی کمر مین مرا زاد سفری ہے

کیا عالم ایجاد مین عاشق سے ہے دو رنگی

۱۳	ہنسنے کا کہین شور کہین نوحہ گری ہے	۲۰۷

زلفون پر ابھی طبع ہے مائل نہ رہیگی — وہ دن کی کشاکش ہی یہ مشکل نہ رہیگی

ایسا جو نقاہت سے گھٹے گا بدن اسکا — خود پانؤن مین مجنون کی سلاسل نہ رہیگی

پچھتاوگے غصے مین گلا کاٹ سکے میرا — اسوقت جو دل مین ہے یہ قاتل نہ رہیگی

مین قبر مین قبلے کی طرف منہ نکرونگا — جب تک تری تصویر مقابل نہ رہیگی

ای موت شب ہجر مین چوپوش نہونا — صورت مری دکھلانے کے قابل نہ رہیگی

غیرون کو حفاظت کے لیے ساتھ نہ لانا — کیا وصل مین تلوار حمائل نہ رہیگی

ای ماہ جو زلفون کی یہی راہ زنی ہے — سیارون کو آسایش منزل نہ رہیگی

آئینے مین اپنے لب جان بخش نہ دیکھو — آنکھون مین بھی تاثیر ہلاہل نہ رہیگی

سنتا ہون کہ پھولون مین ترے آئیگا وہ گل — مرجانے سے پژمردگی دل نہ رہیگی

مہندی جو لگائی تو گلے روز کٹین گے — اس رنگ سے آرایش محفل نہ رہیگی

وحشت مری ہو جائیگی کم طول مرض سے — وقت ہوگی تو یہ قید سلاسل نہ رہیگی

شہرون مین جو ہے قبر مین بھی جائینگے اک روز — جب آئے تو باقی کوئی منزل نہ رہیگی

۲۰	گھر اونکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پہنچے کیا ضعف مین عاشق کشش دل نہ رہیگی	۲۰۸

جو نظر سے اسطرف بخون ریز ہے — کیا چھری ہی بھیپد تمھاری تیز ہے

بیٹھنے دیتی نہ صحرا کی زمین — جو بگولا ہے وہ آفت خیز ہے

صورت شمشیر چلتی ہے زبان — جھٹ سے فقرہ آپکا وہ تیز ہے

بے خلش کٹتی ہے کسکی زندگی / اس فرس کو حاجت مہمیز ہے

چشم جوہر سے ٹپکتا ہے لہو / آپ کی تلوار کیا خونریز ہے

آنکھین بچھتی ہین جدہر جاتے ہین وہ / کوے دلبر جاے مردم خیز ہے

قیس کے قدمون سے چھٹنے کا ہے غم / نالۂ زنجیر دردآمیز ہے

نشۂ الفت کو آنسو ہین ضرور / تیز جو مے ہو وہ آب آمیز ہے

سر کی صورت پانون سے تھمتے نہین / گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے

ایڑیون سے بڑھ گئی زلف دراز / خاک کوے یار عنبر بیز ہے

باغ مین وسواس سے جاتے نہین / نرگس بیمار سے پرہیز ہے

آمد و رفت نفس کاٹے گی عمر / دانت اس آری کا کیسا تیز ہے

یاد لب سے ہوگئے لاکھون ہلاک / جو مسیحا تھا وہی چنگیز ہے

تیرا دم بھرتا ہے دام زلف مین / طائر دل مرغ شب آویز ہے

چھوٹتے ہی بل کھا گئے زلفون کے بال / شعلۂ رنگ حنا کیا تیز ہے

عاشقون کو کھاے جاتی ہے نگاہ / مردم بیمار بد پرہیز ہے

کیا قیامت ہے کہ چین آتا نہین / ہجر کی شب روز رستاخیز ہے

کیون نہ چھلکے دست پیر چرخ مین / ساغر مہ نور سے لبریز ہے

ایک دن سونا نہین ہمکو ملا / سنتے تھے ملک جنون زرریز ہے

۲۰۹	شمس کا پرتو ہے عاشق یہ غزل / آفتاب خطۂ تبریز ہے	۲۷

گہر مین ہم کہول کر کمر بیٹھے ۔ بات مشکل تہی اٹھو کر بیٹھیے

دخت رز تہی جدہر اودہر بیٹھے ۔ کیا جگہ ہم بہی تاک کر بیٹھے

بیٹھیے عرش پر تو پہبتا ہے ۔ آپ کرسی سے کیون اوتر بیٹھے

آسیا کی طرح قناعت کر ۔ رزق اللہ دے کا گہر بیٹھے

پاس کا بیٹھنا غنیمت ہے ۔ اس طرف بیٹھیے یا اودہر بیٹھیے

آپ کے دور مین نہ اندہیر ۔ کوٹھے پر چڑہے ہے جب قمر بیٹھے

پاس بیٹھیے نہ ہم بہی محفل مین ۔ وہ اودہر بیٹھے ہم ادہر بیٹھے

تہ و بالا کیا زمانے کو ۔ گہر مین بیٹھے نہ بام پر بیٹھے

صاف چڑہ جاؤنگا تیری کوٹھی پر ۔ زلف لٹکا کے وہ اگر بیٹھے

لطف اوٹھانا ہے تیر کہانے مین ۔ چہوڑ کر دل ادہر اودہر بیٹھے

ہمیشہ آئینہ صاف رکہہ دل کو ۔ صورتین لاکہ دیکہہ گہر بیٹھے

دونون مین خراب اہل ہنر ۔ بے ہنر لوٹتے ہین گہر بیٹھے

زندگی مین تو خاک قدر نہ کی ۔ آنکے آپ میری قبر پر بیٹھے

ماہ کامل کہین گے جب اوسکو ۔ شام سے آئے تا سحر بیٹھے

حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو ۔ آنکھون پر پٹی باندہکر بیٹھے

شجر قد یار چہوڑ کے کنارے ۔ ایک اگر طائر نظر بیٹھے

ہم کسی پر چمن مین یار نہین ۔ چہوڑ کر سایۂ شجر بیٹھے

پہرتے پہرتے ہارا دل بیٹھا ۔ جس طرح چپ چپ کنارے کے زر بیٹھے

سخن من بجاے من باشد | آپ پیری کی جگہ پسر بیٹھے
زلف کے پیچ سے نہین آگاہ | بل کی سیلتے ہین آپ گھر بیٹھے
توڑا تلوار کا دکھاتے ہین | رشتۂ الفت کا قطع کر بیٹھے
سلطنت مین جو آیا مرگ کا دہیان | خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے
لوگ سمجھے جو ذوقن کا تو ا | آپ جب ٹیک کر سپر بیٹھے
کیون اوٹھاتے ہو مجکو محفل سے | کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے
مرگئے یاد زلف مین آخر | نیند آئی جو رات بھر بیٹھے
ایسے پیری کہ نہ عاشق ابرو | اوٹھتے اوٹھتے نہ طاق پر بیٹھے

۲۱۰ | قائدہ تم جو مرتے ہو عاشق
آج تک ہین وہ بے خبر بیٹھے | ۱۷

کسنے چکایا انہین بیچ وفا کرنے کی | ضمانت سے ہیر ہو تو حقیقت مین جلا کرنے کی
کون روپوش رہا جان فدا کرنے کی | تم ہی منصف ہو کہ بیری سی بھلا سہنے کی
دل چرایا تری زلفون نے ہوا مین قیدی | کسکو لغت نہ یہ ملی یار جفا کرنے کی
قول م اقرار رہا اسکے نہ سپے یاد تمہین | داغ فرقت کا دیا سلے وفا کرنے کی
ہے ہر اک بیکس و ناچار کا اللہ حکیم | آپ اچھے ہوے بیمار دوا کرنے کی
بات کہتا تہا کہ مرجاؤنگا اک دن تم بن | تمنے آمین جو کہی یار دعا کرنے کی
جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تری تنگ ہون | ہنس کے کہتا ہے کہ تجھ سے جفا کرنے کی
خاک سے کشتۂ الفت کی ہو سیج قدم | اسقدر پھیر وہی رنگ حنا کرنے کی

تو جو دشمن ہی تو ہی سارا زمانہ دشمن
بعد میرے سے رہ رقیبون سے یہ فرماتے ہین
دیکھکر روے صنم کیا نقشہ اکیا زاہد
صورت شاہد ہی بہت راہ تمہاری دیکھی
کب ملی زاہد و عابد کو صفا صوفی کی
آئینے ان پیچ نہ زلفون کا ہمین راس آیا
نہ کہلا آئینہ رخ کی صفا کا احوال
شل رخسار کہا اسے سہ کامل تجکو

در دجسندان سی دیا تو نے دوا کرنے کی
سنہ سے سب کہتی رہی جان فدا کرنے کی
خود فراموش ہی یاد خدا کرنے کی
تم جو کہتے ہو زعادی یہ دغا کرنے کی
حال محشر مین کہلیگا کہ ریا کرنے کی
خود پریشان تھے نازل یہ بلا کرنے کی
برسون حیران رہا مین کہ جلا کرنے کی
شہرہ سے تعریف تری میری سوا کرنے کی

۲۱۱	مرگئی ہمتو ادا دیکھ کے اوسکی **عاشق** اوسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ قضا کرنے کی	۲۴

کہا پیچ کے کوئی چشم فسون گر سے نکلجا ہی
حسرت سی مرین پان گلوری جو نہ تم کہاؤ
فرماتی ہین قاصد کو مرے کرکے مقید
اغلب ہے اشارہ سے بلا کر جو چلے جاؤ
یارب کہین رونی مین مری عمر ہو آخر
وہ چوٹ لگی جا سے تن سکتے ہون پہٹ جا مین
اندھیر دکھاتی ہوئی آتی ہی شب ہجر
اوٹھ جاؤنگا دنیا سی جو افتاد پڑے گی

وہ سحر ہے اعجاز پیمبر سے نکلجا ہی
آئینہ نہ دیکھو تو ابھی گہر سے نکلجا ہی
چھوٹے سے جو تجھے دین ہمیرے سے نکلجا ہی
تمثال بھی آئینے کی اندر سے نکلجا ہی
تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سی نکلجا ہی
دامن جو ترا رقص مین ٹھوکر سی نکلجا ہی
اغلب ہے ضیا دیدۂ اختر سے نکلجا ہی
جس طرح شرارہ کوئی پتھر سے نکلجا ہی

ای شوق نہ محتاج گران نامہ بردن کا | لازم ہی کہ خط اوڑکے کبوتر سی نکلجا ہی
گھٹتا ہی مرا خون جو پڑہتی ہی تو نزاکت | قوت نہ کہین وہ بت ستمگر سے نکلجا ہی
ہون ہم بیخود ای جان نزاکت سی تمہاری | ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلجا ہی
پردے مین نشین تو بہی ہو آنکھون کو چکا چوند | بجلی سی نقاب رخ انور سے نکلجا ہی
بیٹہون جو تہ تیغ تو آب دم شمشیر | آنسو کی طرح دیدۂ جوہر سے نکلجا ہی
بیٹہو جو مری قبر پہ اے آینہ سیما | نالہ دہن گور سکندر سے نکلجا ہی
سر کاٹو تو پہیر آئین نہ کوچے مین تمہارے | یہ پاؤن ہی ہر رونگ جگر سے نکلجا ہی
تم آؤ بلانے کو تو اس شوق سی دوڑون | دو چار قدم روح بہی پیکر سے نکلجا ہی
او شوخ اؤ نہ تم سامنے سے حیرتیون کو | آئینہ کہان بزم سکندر سے نکلجا ہی
ساقی کی ملاقات سے جل سے جہری ہین | اللہ کرے آئے گشا بر سے نکلجا ہی
کام آئے زمانے مین اگر طوق غلامی | قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلجا ہی
سودا گل رخسار حسینان کا ہو جسے | بلبل کی نہ فریاد کہین گھر سے نکلجا ہی
سینے مین مرے عشق ہی سیم تنون کا | آئی ہوئی دولت نہ کہین گھر سے نکلجا ہی
نازک ہی کلائی او نہین پہناؤ نہ کنگن | کیڑے کی طرح پوست نہ زیور سی نکلجا ہی
یہ ضد ہی کہ بیعت نہ فقیرون سی ہو منظور | دولت ہی اگر دست تونگر سے نکلجا ہی

۲۱۲	عاشق گل رخسار صنم کا ہو نہ جب یارا جب سلسلۂ زلف معنبر سے نکلجا ہی	۲۰

آنکہیں سے جب اندہیرا گہر ہی | سوئے مرقد ہین کہ گہر ہے مرہی

بوسۂ لب کے مزے سے دم بھر رہے ہم حباب چشمۂ کوثر رہے

ہجر مین مے بھی ہلاہل ہو گئی کس قدر شیشے تھے مجھسے بھر رہے

کون کہتا ہے کہ تنہا بیٹھیے ہم رہین شیشہ رہے ساغر رہے

عمر کاٹی مدح تیغ یار مین عندلیب گلشن جوہر رہے

خون اگر میرا گریبان گیر ہو دامن مژگان لہو سے تر رہے

دل محبت مین رہا شیشے کی چور ہونٹھ مشتاق لب ساغر رہے

قبر پر لازم ہے جھاڑو دے کوئی آئینہ تا کوزۂ اسکندر رہے

دشت مین غیرون نے مٹی دی ہمین آشنا اپنے کہان سب مر رہے

کون قاصد اوسکے کوٹھے پر گیا طالب معراج پیغمبر رہے

ایک ساعت مین چمک کر بجھ گئے ہم چراغ خانۂ بے زر رہے

خار خار غم نے دل کو بھر دیا کس قدر اس گنج مین نشتر رہے

صاف باطن کے ہنین کھلتے ہنر آئینہ مین جس طرح جوہر رہے

سرو کی قامت نظر سے گر گئی چشم بد دور آپ بالاتر رہے

آنکہ تیری پھرتے ہی محفل نہ تھی صبح تک اوٹھتے ہوے ساغر رہے

سینہ میرا چیریے سر کاٹیے پھر نہ درد دل نہ درد سر رہے

گرمی خورشید کی ایذا انہین حشر مین بھی خوب دامن تر رہے

جب چڑھائے جام عینک چڑھ گئی مثل آنکھون کے مجھے ساغر رہے

دل سے یہ پانون کا کرتا ہے کام ہاتھ وہ چلتا ہے جسمین مند رہے

۲۱۳	کھینچو عاشق نالۂ گردون شگاف گنبد افلاک کیون سبے در رسبے	۲۴

قرب سے ہے جذب عشق کامل سے
پردے سب اوٹھ گئے مری دل سے

وہ بھی میری طرف ہین مائل سے
کہتے ہین راہ دل کو ہے دل سے

جان دیتے ہین اسے پری پیکر
پیار کرتے ہین آپ کو دل سے

اوس پری کو اوتار کر دیکھے
شیشہ ٹوٹ جای دست غافل سے

دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار
آئینہ اوٹھ گیا مقابل سے

زلف سے ہے سحر چشم سے خاموش
نادر کتا نہین سلاسل سے

مجکو لیجا نہ باغ مین اے گل
بحث پڑ جاے گی عنادل سے

دختر رز کی جھانک تاک رہی
مینے توبہ کبھی نہ کی دل سے

بوسہ لیکر بھی کچھ بھلا نہوا
تمنے کیا دیا مجھے دل سے

فرق کیجے فدائیون مین ذرا
کون ہے منہ سے کون ہے دل سے

دل دشمن عدم سے ہے ہمراہ
رہ او زن بھی ہے ساتھ منزل سے

اور ترے کشتی سے جب وہ بحر صفا
موجین ٹکرائین سر کو ساحل سے

نقطۂ انتخاب خالق ہے
رونق روے یار ہے تل سے

نہین مٹتا رقیب کا کھٹکا
خار اولجھا ہے دامن دل سے

اے فلک توبہ کرکے کہتا ہون
عرش ہلجاے نالۂ دل سے

بند بند اونکے ہین جدا تا خاک
عقدے کھلتے تھے جن انامل سے

مانگا بوسہ کسی نے مجھکو ملا
تمنے موقوف کی جو آمد و شد
بوسہ لیتے ہین غیر ابرو کا
قبر سے اوٹھے یاد رخ لے کر
کہتے ہین تمکو جو مہ کامل
آج ساقی نے مجھکو یاد کیا
ناتوانی پر اپنی روتا ہون

بخت چونکے صدا ے سائل سے
آتی جاتی ہے سانس مشکل سے
یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے
ہے یہ قرآن سات منزل سے
چاہتے ہین وہ اور پری دل سے
پانی اوترا گلے مین مشکل سے
ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے

۲۱۴	عشق پیری مین ہت کا اسے عاشق توبہ کیجے خیال باطل سے	۳۳

حد سے زیادہ یار کی انگیا پسند ہے
حیران ہون ملاح اونہین کیون پسند ہے
سوزون کیے ہین وصف سراپا ے یار کی
خوف نظر نہین تجھے اے شمع انجمن
کیا خاک آہ گرم سے گردون کو پہونچیے
میرے قدم سے نجد بلا خیز ہو گیا
ہے چاہتین شراب کا ماہ صیام مین
ہے سوز غم سے آگ بدن مین بھری ہوئی
اللہ رزق دیگا تو لینگے اوسی سے ہم

چڑیا کے بدلے طائر دل ہمین بند ہے
چار آئینہ سے صاف کہین چار بند ہے
مین نے غزل کہی ہے کہ ترکیب بند ہے
دیکھا تو خال دیدۂ ناظر سپند ہے
خوف شب فراق سے آواز بند ہے
مجنون سے کوئی کہدے ادہر راہ بند ہے
شیشے کی اس مہینے مین آواز بند ہے
منقل ہے آنکہ اشک کا دانہ سپند ہے
فاقے سے کچ بیٹھے ہین دروازہ بند ہے

احوال کہل گیا ورق کائنات کا / یہ دفتر غزل کا مری ایک بند ہے

دیکھا تھا ایک روز کہین اوسکو خواب مین / محشر بھی ہو گیا ہے مگر آنکھ بند ہے

حورون سے کہہ رہا ہون ثنائے سکان یار / میرا قصور کیا ہے طبیعت بلند ہے

فریاد قید زلف مین کرتے ہین بے گناہ / اندھیر جسقدر ہو کچھ اونکو پسند ہے

کیا بوسہ ہای لب کی حلاوت بیان کرون / مانند نیشکر کے مرا بند بند ہے

مجروح کی خوشی سے ہے قاتل کو انفعال / ہنستے ہین میرے زخم اونہین لیکن خند ہے

تار نظر پہونچ نہ سکا بام یار تک / کوٹھا بہت بلند ہے کوتہ کمند ہے

مرکر ہو ترک عشق صنم کس امید پر / راضی خدا نہین ہے در توبہ بند ہے

فریاد دل کی سنکے یہ بولا وہ بحسن / آواز آشنا ہے نہایت پسند ہے

کرتا ہے یار اس سے اشارون مین گفتگو / آنکھون کی شعبدون سے دہن بحر بند ہے

ترجیح مجھسے دیتے ہین فرہاد و قیس کو / جسکو مین دیکھتا ہون وہ مردہ پسند ہے

مضمون اسمین زلف شکن در شکن کے ہین / ہر جا زمین شعر مین پست و بلند ہے

غم گوشت کہا گیا ہے فقط استخوان ہین / مدت سے ایک شیر کٹہرے مین بند ہے

رنگت کی آب و تاب مین خوشبو عجیب ہے / دیکھو طلائی رنگ کا سونا سگند ہے

ہرگز ہنسون نہ جانکے کاکل کے پیچ مین / کافر کی دوستی مین خیال گزند ہے

خط مور کی طرح لب شیرین کے گرد ہے / شکر ہے یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے

پانی کے بھی سوال مین جاتی ہے آبرو / کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے

دل کھنچ گئے ہین سیکڑون کے تیرے جال مین / آنکھیا کا جو ہے بند بلا کی کمند ہے

آتی ہے ساتھ آہ کے سینے سے بھی صدا
میری طرح جگر بھی مرا دردمند ہے

ضرب المثل ہوئے مرے اشعار لاجواب
مصرع ہر ایک وعظ ہے ہر بیت پند ہے

ٹکرا گئے حباب نہ سینے کے ایک وز
انگیا کا ہے یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے

بعد از فنا ہے یہ تعلی غبار میں
دو چار ہاتھ بام فلک سے بلند ہے

ترکیب عرض کو بھی اجابت میں دخل ہے
میری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے

۲۱۵	ہر بیت میں بھرے ہیں مضامین آبدار عاشق یہ صاف طرز کمال خجند ہے	۱۰۶

کلفت گئی غزل کی ثنائے شراب سے
یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سے

دھبا چھٹے گا لوٹ گنہ کا شراب سے
تر دامنی مٹائیں گے ہم آفتاب سے

وصلت میں زلف یار کی سب بل نکل گئی
آگاہ میرے دل کی تھی پیچ و تاب سے

چمکا نہ آفتاب کبھی آکے ابر میں
اک برق کوندتی ہے تمہاری نقاب سے

حسرت میں تیرے سائل دیدار مر گئے
پردہ اوٹھا کبھی نہ رخ لاجواب سے

سونا ملا ہے چین سے مجرم کو قبر میں
اکسیر پائی خاک در بوتراب سے

کیا مانگتے ہو مجھسے گزک میکشی میں تم
بو آتی ہے جلے ہوئے دل کی کباب سے

نازک دلوں سے غیر کا صدمہ نہ اوٹھ سکا
ٹوٹا ہے دل ہمارا شکست حباب سے

تمنے نقاب منہ سے نہ اولٹی تو کیا ہوا
آنکھیں لڑائیں ہمنے رخ آفتاب سے

دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل میں
پستان یار ہیں کہیں نازک حباب سے

وعدے کا تھا خیال وفا تھی مزاج میں
پیمان شکن ہوئی ہیں وہ عہد شباب سے

پردے سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا — تر ہو گئی نقاب بھی چہرے کی آب سے

پونچھیں بنا سے تن مین شگستین ہزار ہا — او کھڑا نہ دل مقام جہان خراب سے

کیا خاک قصر یار سے دون چرخ کو مثال — ذرے یہان پڑے ہین کرور آفتاب سے

رویا جو بزم عیش مین یہ غرق بحر غم — آواز آبشار کی نکلی رباب سے

۱۶	**عاشق** سوال وصل بتون سے عبث کیا نکلے جواب کیا دہن لاجواب سے	۲۴۴

جیسے روٹھے تھے وہ خود آ کے ملے — ہم بھی کچھ آج کھو سے جا کے ملے

سب کے دل مین ہوئی جگہ اپنی — سیکڑون گھر ہمین خدا کے ملے

تھین مثل نگار کی صورت — جب ملے ہیسے منہ بنا کے ملے

بوسۂ خط سے بھرا ہے بدن — زہر کو بھی اثر دوا کے ملے

اب کھلا وہ پری ہے دشمن جان — پہلے انسان آزما کے ملے

سحر آنکھون مین معجزہ لب مین — تمکو گیسو بھی ہین بلا کے ملے

خود بخود ہو گئے ہین سب بت رام — کیا عوض طاعت خدا کے ملے

انتہا اسے وہ ہمکو کہتے ہین — آپ ایک دوست انتہا کے ملے

وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار — آج چہوٹے یہ سالہا کے ملے

چاہیے دل کے کہنے پر چلنا — نہین ممکن وہ آپ آ کے ملے

بیعت پیری مین گوہر دندان — آبرو کی طرح نہ جا کے ملے

کچھ تو بل پڑ گیا محبت مین — جیسے گیسو جو پیچ کھا کے ملے

بحر عالم کی ماہیت دیکھی		آشنا دشمن آشنا کے سے ملے
خانۂ تن کی دل سے قدر ہوئی		رہتے ہے قصہ جہان نما کے سے ملے
بل کی سے لیتے ہین قید گیسو مین		ہم بلاکش بہی ہین بلا کے سے ملے

۲/۷	جذبہ و شوق ناتوانی مین بدسے عاشق کو دست و پا کے سے ملے	۳۰

جوڑے سے کیا نمود ہے حسن حضور کی		قلہ ہے کوہ قاف کا چوٹی ہے طور کی
کچھ دل لگی شراب مین تھی وہ بھی دور کی		توڑا ہمارے دل کو صراحی بہی چور کی
نخوت سمائی غیر کو قرب حضور کی		شیطان ہے سزا بھی ملیگی غرور کی
کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہو آنکہ بند		کیا مدح آفتاب قیامت کے نور کی
ہوتی نہین پلک سے پلک آشنا کبھی		یہ آنکہ منتظر ہے تمہارے ظہور کی
پونہچا کبھی نہ غلغلۂ حشر کان مین		نالون سے میرے دب گئی آواز صور کی
کیا مرتبہ ہے جلوۂ رخسار یار کا		آنکھون مین بٹ گئی نہ بچی خاک طور کی
رونے سے رونگٹون کو یہ بالیدگی ہوئی		میرے بدن کی کھال قبا ہے سمور کی
مردے سے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لین		کیا اس سے بڑہ کے ہوگی اندھیری قبور کی
ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے		خالی جگہ ہے بزم مین لیکن حضور کی
پہلو کا زخم جا ہے جریدہ ہے قبر مین		ہے حشر تک بغل مین نشانی حضور کی
ابرو ہے کج نگاہ ہے کج زلف مین ہے بل		عالم سے پھر گئی ہے طبیعت حضور کی
کنگھی کی روشنی سے یہ پہیلی ہے شرک پنجو		جاتی ہے کہکشان پہ سواری حضور کی

آدم کی طرح غیر سے کیجیے نہ مشورہ
شیطان سے صلاح نہ لیجیے امور کی

پڑھتا ہوں شعر ساقی کوثر کی وصف میں
بو آتی ہے دہن سے شراب طہور کی

لکھتا ہوں ایک طرب داؤد بیش کو میں
فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی

عیسی ہو تو جلا کے ندا دے درد سر
پہلے دوا بتاؤ دل ناصبور کی

ہے اعتدال آب و ہوا ملک عشق میں
مجنوں یہاں سے کرتے ہیں باتیں شعور کی

سیاہا ہے آج گور شہیدان عشق پر
کیا نور دے رہی ہے سفیدی قبور کی

پر لگ گئے بہشت کو تعریف یار سے
شاخیں لگیں درخت میں بال طیور کی

کیا لکھنو کی پستی طالع بیان کروں
ہیں کوٹھیوں میں چاہ کی اینٹیں قصور کی

کس طرح گھر کو جائیے گا بیٹھیے ابھی
برخاست ہو گئی ہے سواری حضور کی

آنکھوں میں میری بادۂ جنت ہو جائے اشک
کوثر سے ہے میرا قلب شراب طہور کی

ہیں کچھ صدائے آہ میں دل کی شکایتیں
آتی نہیں سمجھ میں پر آواز دور کی

اونچے پہ جو بہت نہ چڑھیگا گریگا کیوں
افتاد کا پتا ہے بلندی قصور کی

موزوں کو اور بڑھاتے ہیں استخوان
پسلی ہر ایک بنگئی لکڑی تنور کی

جو پائے حال یار ہوے جب حواس آئے
پوچھی مسافروں سے خبر ہمنے دور کی

قرب نصیر خاک نشین سب سے بڑھ گیا
موسی کا واسطہ ہے نہ حاجت ہے طور کی

بوتے نہ تخم لطف جو موسی کے قلب میں
آتی صدا درخت سے کیونکر حضور کی

۲۴	عاشق زبان گور کے محرم قریب ہے ماتم میں ترک کرتے ہیں باتیں سرور کی	۲۱۸

یا علی مجھکو ہے نادیدہ محبت تیری ۔ خواب مین کاش میسر ہو زیارت تیری

عاصیون پر نظر رحم ہے عادت تیری ۔ خصلت احمد مختار سے ہے خصلت تیری

طاعت خالق عالم ہے اطاعت تیری ۔ ہے ولی وہ بھی کہ جسکو ہے ولایت تیری

جنگ مین بھی تجھے منظور رہی نفس کشی ۔ افضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری

حکم فرزند کا تیرے ہو جہان مین جاری ۔ وہ بھی دن آئے کہ مین دیکھ لون رجعت تیری

تو نے طاعت مین سلیمان کی انگوٹھی دیدی ۔ مصحف حق مین ہے منصوص سخاوت تیری

نام سے تیری حکومت کے وہ مرجاتا ہے ۔ کانپے کافر کے جگر مین ہے یہ دہشت تیری

اس سے رجعت کا ہون مشتاق زیادہ تر مین ۔ تیرے فرزند سے ملتی ہے شباہت تیری

تو ید اللہ ہے تلوار ہے قہر اللہ ۔ پر جبریل سے پوچھے کوئی ضربت تیری

تجھسے آقا کے غلامون کو نہین خوف عذاب ۔ سختی قبر نہ دکھلائے گی ہمت تیری

لامکان پر تری آواز سنی احمد نے ۔ باطنی ہو گئی معراج مین شرکت تیری

عید نوروز ہے تیرے شرف مسند سے ۔ قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری

خاص اپنا قدح شیر دیا دشمن کو ۔ رحمت حق کی طرح عام ہے رحمت تیری

تیرے ہاتھون سے شجاعان عرب زیر ہوے ۔ باعث شہرۂ اسلام ہے ہیبت تیری

بھوک مین صبر جو تجھسے ہوا شاہد ہے خدا ۔ ہل اتی مین ہے ہوئی ذکر قناعت تیری

جنگ خیبر مین ہوا ناد علی یون نازل ۔ نہ پیمبر کو گوارا ہوئی فرقت تیری

تیرا آقا بھی علی میری طرح ہے اے مہر ۔ تیری طاعت کی علامت ہے یہ رغبت تیری

لوث عصیان کا نہین خوف ترے شیعون کو ۔ کیونکہ سب جانتے ہین پاک ہے طینت تیری

کیا تماشا ہی کہ یہ شرک ہی عین اسلام
شرط ایمان سے جو ہے محبت تیری

ابتدا مین ہوا کعبے مین تولد تیرا
انتہا مین ہوئی مسجد مین شہادت تیری

پا شکستہ ہون مرا ہاتہ پکڑ لے یا شاہ
مدد بے سر و ساماں تو ہی خصلت تیری

کس طرح ہوگا گوارا تجھے انکا الزام
مثل فرزندون کے شیعون پہ ہی شفقت تیری

کئی باری در دولت پہ ہوا ہون حاضر
کہینچ لائی ہے تجھے سینہ سے الفت تیری

۳۱۹

ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا
مطمئن ہو کے نجف مین کرے خدمت تیری

۱۵

آہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹھتے بیٹھتے
وہ بھی بیتابی سے ہین ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

میرے زندان سے ذرا آہستہ کرو آرام تم
ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

سیکڑون بل پڑتے ہین اونکی کمر مین ناز سے
ہلتی ہے جب کاکل خمدار اوٹھتے بیٹھتے

مین بٹھاتا ہون وہ اوٹھتے ہین کہ اپنے گھر کو جائین
میرے اونکی ہوتی ہی تکرار اوٹھتے بیٹھتے

آمد و شد نے احبا کی کیا بیمار اور
تھک گیا آخر کو یہ آزار اوٹھتے بیٹھتے

اوبت سفاک ابہی جانا نہ مقتل سے کہین
آتے ہین ہم سے نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے

اوسکے کوچے تک پہنچ جاتے جو ہمسے ناتوان
پہرہ خاک در دلدار اوٹھتے بیٹھتے

سیکشتی آٹھون پہر رہتی ہی کچھ گنتی نہین
جام پی جاتا ہون مین دو چار اوٹھتے بیٹھتے

مثل مسجد خانۂ بت مین جو ہوتا اذن عام
یار آتے یار جاتے یار اوٹھتے بیٹھتے

چشم گریان نے مٹایا آپ کے دل کا غبار
ابر دیکھا خاک دیکھی یار اوٹھتے بیٹھتے

اضطراب دل سے ہین لاچار ہم اے ہمنشین
کیون تڑپتے کیون بھلا بیکار اوٹھتے بیٹھتے

زیر سایہ اوسکے مین رہتا اگر لیکر مکان — وہ پری دیتا مجھے آزار اوٹھتے بیٹھتے
اپنے کوچے مین جو دیتی قبر سے تربہ کر زمین — بعد میرے میرے ماتم دار اوٹھتے بیٹھتے
اضطراب دل نے شدت کی تو آنسو تھم گئے — ٹوٹا آخر موتیون کا ہار اوٹھتے بیٹھتے

۲۲۰	جو مدد کرتے ہین عاشق اونکو مشکل مین پکار یا علی کہہ اے دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے	۲۱

اوس زلف سے ملکر ہوا بیگانہ ہمین سے — اب لیتا ہی بل کی دل دیوانہ ہمین سے
کیا ہے کہ تو کا رہتا ہے میخانہ ہمین سے — کچھ دل مین بھرا رہتا ہے پیمانہ ہمین سے
سلجھاون جو بالون کو تو کہتی ہین یہ زلفین — ہر وقت اولجھ پڑتا ہے دیوانہ ہمین سے
ساقی تری محفل مین ہین سرشار ہزارون — کیا ٹوٹتا ہے شیشہ و پیمانہ ہمین سے
ہم خاک بھی ہو جائین تو ساقی کی رہین گرد — بھر جائے فضائے در میخانہ ہمین سے
کیا کیا نہوا پیر فلک سے نہ دبے ہم — نکلا ہے یہ انداز جدا نانہ ہمین سے
دیوانے نہوتے تو اوترتین بھی نہ پریان — گھر آپکا بنتا ہے پری خانہ ہمین سے
ساقی نہ دیا آج جو منت سے ہمین جام — کل توڑین گے مل کر در میخانہ ہمین سے
دلسوز ہین دروازے سے اوٹھوا و نہ ہمکو — روشن ہے چراغ در کاشانہ ہمین سے
دل غم سے بھرا غیر کو بھر بھر کے دیے جام — خالی نہوا لے لیا پیمانہ ہمین سے
دل توڑ کے کہتے ہین کہ تہی نشہ مین ہم چور — ہان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمین سے
بھر دیتے ہین کیا غیر تیا دیے ہمین ساقی — ہو جائے گا خالی ترا میخانہ ہمین سے
ہین بادشہ ملک جنون روز ازل سے — کچھ مانگ لیا قیس نے ویرانہ ہمین سے

ساقی کو کسی اور کا کھٹکا نرہے گا
تو تا جو نہ قفل در میخانہ نہین ہے

خاک اوڑنے لگی جو د عیش کیا بند
آباد ہے ساقی ترا میخانہ نہین ہے

چھپ کر جو وہان جاؤن تو کہتی ہین آیئہین
بجھتا ہے چراغ در کاشانہ نہین ہے

مجنون سے غزالون سے محبت ہوئی تو کیا
پہر یون ہی جنون مین ہوا یارانہ نہین ہے

جنگل مین جیسے شام ہو سے نام ہمارا
ذرقی سے پلاے شب ہے برانہ نہین ہے

خط رخ گلرنگ نہین زہر کیاو
صندر کہتا ہے یہ سبزہ بیگانہ نہین ہے

باتون مین رعایت سے ہے اشارون مین کنایہ
سیکہے ہو تم انداز ظریفانہ نہین ہے

۲۲	اسکو بہی حسد عاشق دل چاک سے ہو گیا زلفون مین او دیکہتا ہے بت شانہ نہین ہے	۲۲۱

خو نامہ و پیغام کی دلبر نہین رکھتے
بت کیسے خدا ہین کہ پیمبر نہین رکھتے

سر کاٹ چکے سر دہوا جسم تڑپ کر
اب کیا ہے کہ تم ہاتہ سے خنجر نہین رکھتے

گھائل ترے ابرو کے تڑپتے ہین ہمیشہ
سر کاٹ لین وہ آپ یہ خنجر نہین رکھتے

نکلا نہ کبہی کام صفائی سے ہمارا
آئینہ سے ہے دل تخت سکندر نہین رکھتے

بودی ہے ذرہ ٹوٹ کے رہ جائیگی دل مین
فصاد بہی اسطرحکا نشتر نہین رکھتے

ظاہر مین سیاہی ہو تو باطن مین سیاہی
اسواسطے بالون کو قلندر نہین رکھتے

دل پہیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی
آئینہ جو رکھتے ہین مکدر نہین رکھتے

جتنا تہا لہو جسم مین ہم رو چکے او تہا
آنکھون مین کچہ اسے بار سمندر نہین رکھتے

اب سینہ زنی کی ہمین خوش نہین آتی
آباد بہت دن کہین لشکر نہین رکھتے

صدمہ مری آہون سے پہونچا ہے یقینی — وہ کون سے دن ہاتہ جگر پر نہین رکھتے

ہے گھر مین سوا کوچۂ گیسو سے اندھیرا — ہم خود ہین بلا زلف کا کچہ ڈر نہین رکھتے

واللہ ہوا عشق سبب جور بتان کا — ہم حوصلۂ نالش محشر نہین رکھتے

حیرت ہے کہ آنسو کی لڑی بنتی ہے کیونکر — ڈورا نہین سوراخ یہ گوہر نہین رکھتے

ٹوٹے ہوے دانتون کی ہین بینین زینت — نکلے ہوے پہر سیپ ہین گوہر نہین رکھتے

ہم داغ جنون رکھتے ہین با طوق و سلاسل — کچہ زر نہین رکھتے کوئی زیور نہین رکھتے

تقدیر کے پہرنے کو علامت نہین درکار — سرگشتہ ہین گو پاؤن مین چکر نہین رکھتے

چلنے لگے پنجون پہ فلک سر ہے دماغ آج — سر کاٹ کے وہ پانون زمین پر نہین رکھتے

آنکھون مین ہے گھر آپکا دل مین ہے جگر مین — گو آپ حقیقت مین کہین گھر نہین رکھتے

ہم کیا ہین کہ جو حوصلۂ دید جتائین — دیدار کی طاقت تو پیمبر نہین رکھتے

منظور تھی کچہ دن کے لیے سیر جہان کی — ہم گھر نہین رکھتے کہین بستر نہین رکھتے

ہمسائگی گور غریبان سے ہے آرام — تکیہ نہو تو ہاتہ سے بستر نہین رکھتے

قابل ہین شکستون کے مکدر ہے دل اپنا — ہم تیغ گلی ہین کوئی جوہر نہین رکھتے

۲۸	عاشق وہ چلے آئین کہ ہم کو وہین بلوائین قسمت وہ نہین ہم وہ مقدر نہین رکھتے	۲۲۲

قیامت تک نہ نکلا جو نکلا بہشت کو جانان سے — یہ وہ جنت ہے جسمین تخلیہ ہے حور و غلمان سے

کرون پیوند کیونکر بوجھا کی ہین خار مغیلان سے — لگا ہے ہاتہ مین جنون کب نہ رچلتا ہی گریبان سے

کدورت سے ہمارا دل بنا ہے کیا صفائی ہو — کسی نے گرد جہاڑی ہے کبھی صحرا کے دامان سے

فلک میں مجھ میں ہے نمرود و ابراہیم کی نسبت
چمن پھولا ہے دل میں آتش داغ عزیزاں سے

سمجھتے ہیں تری تصویر اسکو گریۂ شادی
ٹپکتے ہیں لہو کے اشک چشم زخم خنداں سے

چرائیں لوگ کیوں پیرایۂ مضمون افسردہ
کسیکو نفع کیا ہے چادر گور غریباں سے

مصیبت پر کسیکی جو ہنسا گویا چھری ماری
پڑے ہیں گھاؤ دل میں ریشخند زخم خنداں سے

مطیع نفس امارہ ہے قید زندگی میں دل
رہائی پائی تھی یوسف نے ملک اہل زنداں سے

خراش ناخن غم کو مٹایا دست وحشت نے
قبائے جسم میں ٹانکے دیے تار گریباں سے

جتاتا ہے تجھے بیکار زاہد لذت عقبے
کہ آدم خواہش دنیا میں نکلے باغ رضواں سے

لباس شعر میں قیدی ہے مضمون لطیف اے دل
سوائے جامۂ تن روح کو کیا کام زنداں سے

تری گردن ہے وہ شمع تجلی اے پری پیکر
کہ پروانے ہزاروں لپٹے رہتے ہیں گریباں سے

میں وہ دیوانۂ آتش قدم ہوں دشت وحشت میں
نہ گرد آئی گریباں تک اڑا بھی خار داماں سے

ملا مجھ زار کو وحشت میں یوں سامان عیاری
کمند قصر جاناں بن گئی تار گریباں سے

سواد خط کا قند لب سبب کیا ہو وہیں کم ہو
ہجوم مور ہے شیرینی سیب زنخداں سے

وہی نازک دماغی ہے ترے لاغر کی سودے میں
کہ سر پھرتا ہے دیدۂ گردش چشم غزالاں سے

جلا پیکر جلا بستر جلا گھر آتش غم سے
نہ برسایا کبھی مینہ تشنگی پر ابر مژگاں سے

جنوں میں سنگ طفلاں سے کچھ محسن ملا کہنا
یہاں بھی رات دن گرتی ہیں پھیلی شفقت ندا سے

صفا سینے کی دیکھیں کمو تو سینہ پیراہن
الگ کر لیجیے چوگان ذرا گوئے گریباں سے

نہیں معلوم اب کے قید کی کڑیاں اٹھاتا ہوں
تنا ہے زنگ سے منکر جھڑ گیا ہے قفل زنداں سے

زمین شعر کی مٹی سے نکلے گوہر مضموں
فلک نے بھر میں موتی بنائے آب نیساں سے

ہمیشہ عاشقون کے دم ہو چڑہتی ہین پری پیکر
نہ پوشیدہ رہین بلقیس کی سا قین سلیمان سے

سیہ خانہ مرا چمکیگا اوس برق تجلی سے
پہرے زندان کے دن اک روز دیکہو ماہ کنعان سے

غبار راہ مین پہیلا ہے نور اے شہسوار ایسا
کہ سر کاوی مین ہالا ماہ کا ہے گرد جولان سے

ہزارون وصل کی شب ذرۂ افشان کی جگنو تہے
ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر تکمہ گریبان سے

مری لخت جگر لیکے چہوا اپنی مژگان پر
کلیجا غیر کا توڑینگے پہر یہ تیر پیکان سے

ہر اک مشتاق کی آنکہین لگی رہتی ہین ڈیوڑہی پہ
نہین دیکہا در دلدار کو خالی نگہبان سے

۲۲۳	فصیحان جہان سے شہرۂ اعجاز مصحف ہے سخنگوئی کی **عاشق** داد ملتی ہے سخندان سے	۲۲

باغ جہان مین سو کہ کے ہم بار ور رہے
یون سر ہے نخل خشک پہ جیسے ثمر رہے

وہ مہروش رہے جو مقابل تمام شب
داغ جگر بہی چار پہر تک قمر رہے

سودا انہو تو یار بہی پرسان حال ہو
صحرا کو مین نہ جاؤن تو آباد گہر رہے

گرسنگی نے خاک کیا ہمکو اس لیے
ریگ روان کی طرح ہمیشہ سفر رہے

لو ہم سنائینگے نہ شب غم کی داستان
اچہا بتاؤ سنئے دونون تم کدہر رہے

بوسے ملین تو یون لب دندان کو چوسیے
یاقوت کا نہ رنگ نہ آب گہر رہے

اسکو تو آنکہ مارین اشارہ نہ اوس سے ہو
اونکی نگاہ پر جو ہماری نظر رہے

جانے دیا نہ خط نے ذقن تک کسی طرح
ہم زہر کہا کے آج لب چاہ پر رہے

دکہلا دو زلف کو تو بتاودون کلابتون
بل کہا کے بال بال پہ تار نظر رہے

پوچہا نہ کچہ کہا نہ وہ آئے نہ مین گیا
یہ جانے داغ دل پہ مرے عمر بہر رہے

پھر اگر دن کبھی ہو مہینون کے بعد بھی
مجنون سے بھی سوا مین رہا دشت نجد مین
ٹوٹے تپ فراق مین دانتون سے ہاتھ پانون
لچکی کمر جو زلف کے بلنے سے یون کہا
نخوت کی یہ دوا ہے علاج غرور ہے
کیا سوئے خواب مرگ سے بدتر یہ خواب تھا
پستان سخت سے ہے قد یار پر مثال
بل ہین کمر کے بال مین گیسو کے پیچ سے
بجھ بجھ گیا چراغ یہ گھر مین دھوان گھٹا
وحشت جنون کو قصد ہو دامان شب کا آہ
دن کو کہین پھرے وہ رہے شب کہین پھری

باقی نہین خبر کہ کہان تیر کدھر ہے
دیکھ بدن مین سر پہ مرے جانور ہے
کثرت سے ہر نشانہ نخل بدن مین ثمر ہے
یا یہ بلا تو زلف رسا ہے یا کمر ہے
آئینہ میرے قلب کا پیش نظر ہے
تم اپنے گھر گئے تو یہان ہم بھی مر رہے
وہ نخل سبز ہے کہ خام ہمیشہ ثمر رہے
سیدھی رہے جو زلف تو سیدھی کمر رہے
گیسو مری نگاہ مین جو رات بھر رہے
نیچے مین آفتاب کے نیب سحر رہے
غیرون کے آفتاب ہمارے قمر رہے

۲۲۴	عاشق ہوئے ہو پیر گیا ہو ہم شباب اٹھو سحر ہے خواب مین تم رات بھر رہے	۱۷

دنیا سے ہو سفر دل مایوس ساتھ ہے
شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہے تو جسم
سنگین دلون کی شوق مین نالان ہوا ہے دل
اس ترک بعد فوج کے ٹھوکر لگائیے
کوچے سے اونکو ہے دل پر داغ ساتھ ساتھ

داغ بہار عمر ہے افسوس ساتھ ہے
ہمراہ میرے یار ہے فانوس ساتھ ہے
بت جستجو کو جاتے ہین ناقوس ساتھ ہے
گو سر جدا ہے حشر پابوس ساتھ ہے
آدم ہون باغ خلد سے طاؤس ساتھ ہے

آواز گریہ سے دل پر داغ کو ہی وجد
باران کا شور جلوہ طاؤس ساتھ ہے

آزاد ہین فقیر یہ ہم مانتے نہین
بے قید تن ہی روح تو محبوس ساتھ ہے

چھپ چھپ کی آئے غیر مجھے ہوگئی خبر
دل کیا دیا ہے آپکو جاسوس ساتھ ہے

صدمہ اوٹھای دلکے جو کہنے پہ ہم چلے
اب تجربہ ہوا کہ یہ منحوس ساتھ ہے

خلوت نشین حبیب ہے پروانگی نہین
پروانو آج شمع کے فانوس ساتھ ہے

زین دل ہین داغ ہجر جنازی پہ ہو رچیل
طاؤس پاس ہی سر طاؤس ساتھ ہے

بیشک حفاظت دل روشن ہی جسم سے
جامہ بدن کا صورت فانوس ساتھ ہے

راہ عدم مین روح نے چھوڑا تو کیا ہوا
دل جس ہی جسم زار ہی مانوس ساتھ ہے

غربت مین آشنا ہین نہ ہمراہ ہین عزیز
جان حزین ہی یا دل مایوس ساتھ ہے

چھلے کا گل چراغ کی صورت ہی جلوہ گر
ہاتھ آستین مین ہی کہ فانوس ساتھ ہے

سنگم دل ہی شہر خراسان سی کیون پھرے
شوق جوار قبر شہ طوس ساتھ ہے

۲۲۵

عاشق ہمیشہ سر پہ لپیٹے رہو کفن
کپڑون کا غم نہین جو یہ ملبوس ساتھ ہے

۱۰

کسکی دوا کرون مین کدہر کی خبر رہے
دلکی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے

سنکر صدای آہ کو تمنے اوڑا دیا
یہ کچھ نہین ہی اسکے اثر کی خبر رہے

زلف دراز یار نزاکت کو ہے وبال
گیسو بڑہاے ہو کمر کی خبر رہے

پرسان حال غیر کی دولت کو ہی قیام
خیرات یہ ہے جو اوس بشر کی خبر رہے

دیوانہ پہاند جائین سگ در ہین پاسبان
باہر کا بند و بست ہی گھر کی خبر رہے

پیری مین زاد راہ عدم کا خیال رکھ
اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر رہے

اسپند کرکے آپ اوسے لٹئے نقاب کو
محو نہ ہو مین یار کی نظر کی خبر رہے

خشکی تری کا آپ ہی کیجے ذرا سفر
سو سکے لبون کی دیدہ تر کی خبر رہے

جو بچ سکے بچائیے سوز فراق سے
اے دل تو پہلے چکا ہے جگر کی خبر رہے

۲۲۶

عاشق خیال یار مین یون محو ہو جیسے
باہر کا ہو خیال نہ گھر کی خبر رہے

۲۷

پہنچ جاتی ہین دم مین سید کھولی کمر باندھے
عدم نزدیک ہے انسان کیون زاد سفر باندھے

تیر ہی ہین آج کل طرار زلف یار کے تیور
گرہ مضبوط اپنی خوب بال کا گھر باندھے

چلے دل کو پھنسایا دام گیسوئی مسلسل مین
عبث صیاد پائے طائر بے بال و پر باندھے

کس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو
کہ سب کی پتلیان آنکھون کی رہتی ہین سپر باندھے

ہماری عمر گذری باغ عالم مین نہین جانا
کہ کر کے پر کیے صیاد نے اوسکے پر باندھے

تلاطم ہے بہت آنسو رونداں مین ان دو نون
مگر لب نہ سیلاب ہم آپ گھر باندھے

نگہ سے قتل ہے مد نظر تو رات کو آنا
نہ ڈھونڈ ہی کسی کو راہ مین تیغ نظر باندھے

تہ چھوڑ دیدہ آنکھین نکالو وہ جو غصے مین
نہ یاد زلف مشکین ہے وہ مشکین اگر باندھے

عدم کی راہ ہوا اعمال نیک اپنے چھپا تو تم
سے لٹے گا راہ مین دکھلا کر جو زاد سفر باندھے

ہماری آہ سوزان نے حفاظت کی تری گھر کی
مثال شعلہ جوالہ چکر رات بھر باندھے

مری قاصد پہ کھینچی تیغ یون غصے سے فرمایا
کسی کا نامہ بر آتا ہے کاغذ کی سپر باندھے

کسی شو کا کسنے لکھا ہے جانا کس کے تیا کا
ہزارون آنسو نے طوفان اگر سر کو کمر باندھے

نہین پوہین جب اپنی ہین سب یہ اب شیرین کے	نہین گا نٹھین جدائی نید آب نیشکر باندہے
غزل کی شعر گم ہونے لگے اوسے جو سوچنے	نہ مضمون ہین باندہے نہ مضمون کمر باندہے
نہ ٹھہری دہ مری گھر چار دن کتنی ساجت کی	گرا ہین پانون پر بہی ہاتہ بہی وو وہیر باندہے
نشانہ بن گئی مدت سو ہم تیر حوادث کا	ہمیشہ داغ سودا سی رہا سینہ سپر باندہے
زبردستی کریگا سا سنا شیرین اداؤن کا	کمر عقد انامل کی طرح ہے نیشکر باندہے
اندہیرا گئیا مرقد ہین منعم کے پاس سے ہو	غریبون کی لحد پر چہت کبہی تو ابر تر باندہے
کبہی ہو تیغ ابروسی جو میری قتل ہین دم ہہر	صف مژگان ابہی کاجل کی ڈشکی سے کمر باندہے
کبہو دیتی ہین دہبا داغ کا ہرگز نہ چہوٹی گا	نہ کبہو ڈوام دم بہر بہی نہ دامن ہین جگر باندہے
چہپایا گہر ہین اوس محبوب کو مانند پیغمبر	سرہ ہمہی مکڑی کی طرح تار نظر باندہے
لبون پر دم تہا مین نے پیٹ ہین اس سے ہاری چہری	کمر ہین آدمی ہتہیار کچہ وقت سفر باندہے
دعا ہی بے اثر ہین آہ کو شامل کرون کیونکر	نہین دیکہا کوئی پیوند نخل بے ثمر باندہے
اسیران قفس پر رحم جب صیاد کو آیا	کسیکو ذبح کر ڈالا کسی طائر کی پر باندہے
سوا کہل جائین گی یہ زخم ہین تیغ تبسم کے	ابہی جراح ٹانکی دی نہ پٹی کہینچکر باندہے
سراہی دہر ہین تقدیر کا یہ حکم جاری ہے	کوئی بیٹہے کمر کہولی کوئی اوٹہی کمر باندہے

۳۰	بہروسا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑاتی ہو لڑائی پر نہین جاتا کوئی خالی سپر باندہے	۲۲۷

تصدیق دل کو ہی جو کلام مجید کی	دعا ہی کا اشتیاق ہے دہشت وعید کی
نہ مشکل قفل کی ہے نہ کلفت کلید کی	کوٹہی سے پہنچ گنج خدا سے وحید کی

جو زیست میں سنا تھا زبانی برید کی
مر کر فرشتوں سے وہی گفت و شنید کی

درد جگر کو تیغ نگہ سے تراشیے
ہو دستخط نگشت پہ نشانی رسید کی

یارب صراط پر ہو توقف مرا قلیل
آئے صدا نہ کان میں اہل مزید کی

کھینچا قریب تو عرق آیا حجاب سے
اڑتے گل ہیں یوں گلاب کی ہم نے کشید کی

کرتی نہ کیوں نبوت یوسف کا اعتراف
بخشا شباب پیر زلیخا مرید کی

پچھتائیے گا شکر لب کو چھپا کے آپ
پھیری زبان اثر میں زبان ہو فرید کی

مجھ مردہ دل سے مانگتے ہیں زیست ہیں مری
ہے جسم خاکسار کا تربت شہید کی

پردہ یہ تھا کہ پھیر دیے تھان یار نے
دیکھی جو آنکھ مست گئی رغبت خرید کی

وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند
آیت مری زبان پہ ہے حبل الورید کی

ہر شب ہلال ابروے جانان نظر پڑا
ہر صبح میں نئی ماہ مبارک میں عید کی

دیدار یار نو کا جو لپکا ہے آنکھ کو
لذت سے ہے کان کو بھی کلام جدید کی

قاتل کی تیغ اوگل سکے چلی میرے حلق پہ
اب ہیں زبان گئیں ہیں غضب کی کشید کی

کھینچوں جو دل سے آہ تو کہتے ہیں ہو چکی
آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی

دل کشتۂ ستم ہے بدن داغدار ہے
پھولوں سے چھپائی رہتی ہے تربت شہید کی

مجنون وہ ہوں کہ قید تو کیا کھینچ میں ہی
سنت کی بیڑیاں نہیں پہنیں حدید کی

گھبرا گیا پہنچ کے وہاں کچھ کا کچھ کہا
دل سے گرا جو سانس چڑھی تھی برید کی

طینت میں ہے فساد یہ آئی ہے جبر کی
آدم کی خاک جسم میں ہے ہے خرید کی

ظالم نہ اختیار پہ مغرور ہو کبھی
کیا چار دن ہیں جو حکومت یزید کی

انجام بھی سرور کار کے ہے خیال مین
ہے لفظ حمد کا یہی مرکب حروف سے
تا وار پاس ہو جو نکلتے ہو رات کو
کچھ قبر مین کفن سے کے بہ لنی کی فکر کر
فریاد کا ہے شغل دل داغدار کو
ایسی خوشی ہے قتل کی مجھ دل فگار کو
پایا ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتھ سے
مصرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مرا
سر سبز خون ناب سے ہے گلشن حیات

سمجھے مضرتین بھی دوا ہی سفید کی
تعریف ہو بسیط و حمید و فرید کی
نص آئی ہے حدیث مین باسما شہید کی
ہے زیست مین نہ سوس جو لباس عید کی
بلبل چمن مین مست ہے اپنی نشید کی
رنگین کی ہے خون سے پوشاک عید کی
فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی
تھی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی
جاری ہین باغ جسم مین نہرین ورید کی

۲۲۸	عاشق فلک کا جور فراموش ہو گیا جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزید کی	19

ربط اگلے وہ کہان لطف ملاقات گئے
باندھکر حال کمر راہ فنا پیش آئی
عین حکمت ہے کھلا حال نظر بازی کا
دل لگی کے لیے دشمن سے ہی جی بہلایا
صبح نام کی طرح آنکھ کھلی پیری مین
نیک و بد دہر کی سب تکیہ لیے سفتے مین
تو وہ یوسف ہے کہ رویا مین جو دیکھا تجکو

وہ زمانہ نہ رہا یار وہ دن رات گئے
لیکے ملک عدم آباد مین سوغات گئے
عاشق چشم جو پڑھنے کو اشارات گئے
پاس زاہد کے لیے حرف و حکایات گئے
کیسی غفلت مین جوانی تری دن رات گئے
آٹھوان دن بھی آتا ہی جہان سات گئے
خواب سے کے ہہ نہ کبھی دل سے خیالات گئے

زاہد اوس کعبۂ ابرو کے ذرا گرد پہرو
ابھی کیون سوے حرم قبلۂ حاجات گئے

صورت روح ہوا ضعف سے یہ جسم لطیف
آپ ہم پیش خدا بشکل مناجات گئے

پردے غفلت کے جو اوٹھے تو عجب حیرت ہوا
شکل صوفی کے پئے سیر مقامات گئے

کھینچ لائی ہے سر شام تجھے الفت زلف
آپ فرماتے ہین کیون آئے نہ تم رات گئے

تنگدستی مین جو بر ہمن سے نہ مطلب نکلا
کعبے کو دیکھنے زاہد کی کرامات گئے

مال اولاد کو بخشا تو کفن چورون کو
ملک فانی سے بھی کرتے ہوے خیرات گئے

اہل دنیا ہین خفا اہل عدم آزردہ
لیکر آئے تھے نہ لیکر کوئی سوغات گئے

سٹ گئے آپ نہ دنیا کا گھروندا اکھڑا
قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے

خوب سا روے جبکہ روح بدن سے نکلی
گلشن دہر سے ہم دیکھ کے برسات گئے

یاد سی یاد رہی مانگ کی زلفون کے ساتھ
مانگی اوٹھ اوٹھ کے دعا وہ دو پہر رات گئے

وصل مین اول شب آج کھلے گا جوڑا
کالی آندہی بھی اک آئی کو پہر کچھ رات گئے

۲۹	ہے لحد ایک نشان ملک عدم کا عاشق بہت اس راہ مین جویاے علامات گئے	۲۲۹

وہ راہ راہ عدم ہے جو بادشاہ سے چلے
برہنہ پا و تہیدست و بے کلاہ سے چلے

نصیب دید وطن کیا ہو ناتوانی مین
جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ سے چلے

تف درون سے ہوا راستہ کو سقر منظور
عدم کو فرد عمل کر کے ہم سیاہ سے چلے

ہماری گور اندھیری جو دور سے دیکھی
چراغ گھی کے جلانے وہ رشک ماہ سے چلے

تمہون نے منہ نہ لگایا جو تمکو دنیا مین
خضاب کرنے کہاں شیخ روسیاہ سے چلے

وقت سکے عشق میں اہل کشش ہوا تند اوٹھا — کہان سنا ہو کہ پیاسے کی سمت چاہ چلے

وہ ماہ جہانکی کنوئین مین تو ہو جو سیماب — اوس کو چاہ سے باہر کو آب چاہ سے چلے

کبھی کبھی جو تم آؤ تو دل نہ مرجہا سے — اودہر نسیم بہاری بھی گاہ گاہ سے چلے

جو بسے نہ تمام مردن بتون کی دم پہ کبھی — خدا کے فضل سے اچھی یہان نباہ سے چلے

جلاون کو دل کو نہ مٹھی مین لعو والی ہین — نہ ہو تہ بنکے کہین اوس طرف سیاہ چلے

کفن کے بوجھ سے فارغ رہی جو غربت مین — عدم کو لاد کے پشتارہ گناہ سے چلے

امید وصل مین گذرا ہے مجکو نیکہ ماہ — اوترپڑے بام سے روز عروج ماہ چلے

تڑہا ہے نجہ جشت جو ہوے دہن قاف — اوٹھا سے کوہ کو دو تین برگ کاہ چلے

وفور گریہ خوف خدا اسنے پاک کیا — محیط اشک مین بہتی ہوئے گناہ چلے

سی ہین بہشت کی جانب چلین ہین سر کے بل — ہمیشہ پانون سی دنیا مین روبراہ سے چلے

ثبوت ظلم صنم خوب ہوگا محشر مین — جو داد خواہ چلا دل تو ہم گواہ سے چلے

تمہارے ظلم کو بازو کہین گے محشر مین — اوٹھا کے مصحف رخ ہاتہ پر گواہ سے چلے

چہپے رہے نہ فرشتے دفتر گناہ کی پرسون مین — یہ بار اوٹھا کی فرشتے کبھی نہ راہ سے چلے

بہشت مین ہین جو حورین تو ہین دوزخ مین — کہ ہر کی بندہ عاشق مزاج راہ سے چلے

میان جنت و دوزخ رہا کشاکش مین — اودہر ثواب تو لیکر ادہر گناہ چلے

تمام عمر ہماری جو ضعف مین گذری — نہ آنکہ کہولی نہ اوٹہے کبھی نہ راہ چلے

جگر پہ داغ رہا رخصت جوانی کا — یہ رنج ہے کہ وہ عشرت کی سال ماہ چلے

کوئی رفیق نہ رہبر ہے کو سے قاتل مین — خدا کے قبضہ مین بے یار و بے پناہ سے چلے

وہ ناتواں ہین بٹھا دی جو اپنی تخت پہ تو
ہماری نام کا سکہ نہ بادشاہ سے چلے

یقین ہو جو شب غم مین صبح ہونے کا
ابھی نسیم سحر بنکے میری آہ سے چلے

جلو مین تیر سے چلین گرتے پڑتے ہم نے ار
جریب بنتی ترے آگے وہ بیگاہ سے چلے

سنین قیام قیامت تو جائین فریادی
قیامت آسے اگر تیرا دادخواہ سے چلے

امید ہم سے دل ذرا نہ تھی ہمکو
میان محکمۂ حشر بے گواہ سے چلے

۲۳

قریب مرگ ہین عاشق مگر نہ چھوڑا عشق
اخیر وقت مین ہم وضع کو نباہ سے چلے

۲۷

عجب طرح کی صفائی مرے غبار مین ہے
وہ دیکھتے ہین کہ آئینہ رہگذار مین ہے

عنان توسن نفس اپنے اختیار مین ہے
مزا پیادہ روی کا کہان سوار مین ہے

یہ بے سبب کے نہین زور شور آندھی کا
ہماری خاک کا ذرہ کوئی غبار مین ہے

فراق دل مین یہان تک تو سینہ کوٹا ہے
کہ نیلگون کفنی جسم سوگوار مین ہے

لیا ہے خون سبب گیسوون کی گردن پر
بجاے مشک لہو نافۂ تتار مین ہے

نہ آو گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
ہر ایک طرح کا مردہ یہان مزار مین ہے

ہزار بار پھرا گرد ناقۂ لیلی
کبھی نہ آپ نے پوچھا کہ کس قطار مین ہے

سرور بادہ و دولت کبھی مجھے نہ ہوا
یہ غم رہا کہ بہت درد سر خمار مین ہے

چھپاے ہون تن خاکی مین داغ دل کی چمک
یہ آفتاب قیامت ابھی غبار مین ہے

کیا نہ دل نے مرے شکوۂ ستم ہرگز
بہت جری ہین مگر ایک یہ ہزار مین ہے

تپ درون سے مرے بند بند مین ہے کسک
ہر استخوان ہے وہ کانٹا سا جسم زار مین ہے

شنا یلتمنے جسسے اوسکا یہ ہوا شہرہ — شہید قبر مین ہے یا ولی مزار مین ہے

کہنچے تو صورت تیزاب رنگ کو کاٹے — غضب کی آب تری تیغ آبدار مین ہے

ہوا کے جہونکون سے ہوتا ہے انتشار مزاج — مثال نکہت گل روح جسم زار مین ہے

نہ بو گئی نہ یہ مرجہائے وصل مین ای حور — گل بہشت ہے جو پہول تیرے ہار مین ہے

ہمارے صبر کی خرمن پہ آگئی آفت — فروغ برق غضب آنسوون کے تار مین ہے

مرے طریق پہ چلتا ہے ابلق ایام — عنان فرس کی یہان دست شہسوار مین ہے

فراق عیسی لب مین ہے آہ آتش ترا — شرار سے کیون نہ اوڑین جان ہر شرار مین ہے

تہان ہنہ کا سکہ ترا خدائی ہین — کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار مین ہے

لرز کے لوگ مری قبر پر یہ کہتے ہین — یہ شق جو ہے دل بیتاب اس مزار مین ہے

جو استخوان ہین تنکے تو داغ صورت گل — جنون سے ہئیت گلدستہ جسم زار مین ہے

چمن کی یاد نہ بہولے گی آج مستون کو — صدا سرود کے مانند آبشار مین ہے

کہلے گا روح جو نکلے گی جسم خاکی سے — سوار منزل ہستی ابہی غبار مین ہے

عبث ہے فاتحہ پڑہنا قبور پر واعظ — سوای جسم و کفن روح کس مزار مین ہے

نہ باغبان کا تصرف ہوا نہ دخل خزان — بہار خلد مرے جسم داغدار مین ہے

سفر سے پہر کے نہ پایا وطن مین یارونکو — کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار مین ہے

۲۳۱	سوای یاد خدا کچہ نہ ذکر ہو عاشق زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار مین ہے	۲۱

لب شیرین سو جہٹ کر خوان گل شربت کا پیالا — ترا غم ای طلائی رنگ سونے کا نوالا ہے

تردد یہ رہا ہر دم تلاش بندشش نو مین
دل مجروح کے بدلے مری سینے مین چھالا ہے

خدا ہون آرزو یہ خواہش دل کا مین عاشق ہون
مرا معشوق ہر سے جدا گورا نہ کالا ہے

ترقی سے ہے اطاعت سے تقرب ہے عبادت سے
دعا مقبول درگاہ خدا مین بول بالا ہے

بہلتا ہے دل ناشاد لطف زیست ہے اس سے
بہت مدت سے مین نے درد کو پہلو مین پالا ہے

مکان کہنہ کی صورت بدن ہے ضعف پیری سے
رگون کا جال ہے یہ جسم مین مکڑی کا جالا ہے

طلب بوسہ جو کرتا ہون تو کہتے ہین نہ اچھو
ہنسی ہے دل لگی ہے کھیل ہے منہ کا نوالا ہے

نہ آئے آشنا بیمار گریان کی عیادت کو
کہ دروازے پہ جو گوچہ ہے وہ منہ ہی پہ تالا ہے

لباس فقر مین ہے میری صورت تیرے آنکھون کو
سیہ کملی ہے سر پر اور بچھا مرگ چھالا ہے

ترقی اس سے لشکرون کو ہدایت ہے جوانون کو
مرا دیوان فن عشق کامل کا رسالا ہے

مجاور ہو جو بیت اللہ کا تعظیم ہے لازم
ہمارا دل بھی گھر مین خدا کے رہنے والا ہے

جدائی ایک دم ممکن نہین معشوق و عاشق سے
عروس مرگ ہم آغوش ہے جو تیغ نہ چالا ہے

عجب اعجاز ہے تیغ نگاہ ناز دلبر مین
لحد مین جسم کہنہ ہوگیا پر زخم آلا ہے

نباوٹ اور ہی آفت ہے اوس سنگ دل ہندو کی
وہ ہی وہ دہری ہے جو توڑنے نافرمان لالا ہے

ہر اک مشکل ہے آسان صبر سے مانند غنچے کے
نظر آتا ہے پہلے کو وہ آخر کو نرالا ہے

وہی صورت وہی رنگت وہی ہیئت وہی خصلت
فلک نے کیچلی مین سانپ کی زلفون کو ڈھالا ہے

سمجھے کیونکر نہ سودائی تاصحو قدر اپنی روزی کی
کہ طفل اشک چشم تر مری گودی کا پالا ہے

شبر کر آپ اپنے قتل کا سامان کیا سنے
تری مژگان کا نشتر اری جفا جو دیکھا بھالا ہے

نہ ہین آتی ادھر سے وہ کسی جانب کسی تاکون
مرا تار نظر اب دیدہ روزن مین جالا ہے

دوبالا کیون نہو حسن قمر سے نور گالون کا
کہ ہالے سے کہین بہتر تری کانون کا بالا ہے

۲۳۳

نہ یہ لفظین نہ یہ مضمون نہ یہ پیرایۂ بندش
ہمارا طور عاشق سب کے طورون سے نرالا ہے

۱۴

دولائی کا جو انچل آپ نے سینے پہ ڈالا ہے
نہین دہوکا یہ ہوتا ہے کہ نارنجی دوشالا ہے

یہ ملبوس گدا پوشاک سے منعم کی اعلا ہے
کہ اسکے صبر کی بدری مین استغنا دوشالا ہے

میسر وقت پر جو ہو وہی اعلی سے اعلا ہے
محبت آگ سے جاڑے مین ہے کملی دوشالا ہے

لباس سبز منعم سے یہ سرسبزی مین اعلا ہے
بدن پر اپنے نقش بوریا کا ہی دوشالا ہے

ترقی مجکو دونی ہو گئی اس خاکساری سے
مری چادر دولائی ہے مری کملی دوشالا ہے

مری ہین سب خدائی مین تہونکی سردمہری سے
کہ ہر صندوق پر مردے کی دیکھا ہے دوشالا ہے

دل افسردہ کیا حاصل ہے پوشاک تجمل سے
نہین مردے کو راحت گو جنازے پر دوشالا ہے

بسر ہو جاتی ہے دونون کی دونون گرم رہتے ہین
کسی کے سر پہ کملی ہے کوئی اوڑہے دوشالا ہے

کدورت سے صفا سے فرق ہو جاتا ہے تہمین
انہین بالون سے بنتی ہین وہ کملی یہ دوشالا ہے

ملا ہے خلعت نو باغ مین باد بہاری کو
کہ زیب دوش موج نکہت گل کا دوشالا ہے

تجمل سے نکلتے ہین مگر خاک اوڑتی ہے گہر مین
نہین ہے قبر مین کملی جنازے پر دوشالا ہے

لپیٹے جاتی ہین سارے تہوان صندوق کے اندر
جنازے پہ ہمارے کیا کوئی بہاری دوشالا ہے

کہین رنگ سرخ خاک تن پہ گرد گہر زندان
مجہو شیکا ہے شملے سے لبادہ ہے دوشالا ہے

۲۳۴

دوشالہ باندھ کر جاڑے مین عاشق صحبت
مکرر قافیہ دیوان کا خلعت دوشالا ہے

۲۷

بلا مین ڈالکر افسوس ہے حسرت سے سکتا ہے
مرا دل چاک سے پہلو کے سیری سنہ کو تکتا ہے

چلے سو تم جو گلگشت چمن کو یا نزاکت ہے
کرام کاتبین ہیں یا کہ تصویریں ہیں کاغذ کی
زمین و آسمان کا فرق ہے اوس ماہ وش سے ہمیں
سوال وصل کو سنکر خفا ہو کر یہ کہتے ہیں
خدا حافظ ہے اوس مو کمر کا راہ چلنے میں
صدا آتی ہے میرے دل سے باہر شیشۂ غم کی
اندھیرے تک لحد کے گھر سے مشکل ہے پہنچ جانا
کہ ملتی نہیں اوس گل کی صورت ہے تصور کو
ہزاروں کروٹیں لیتا ہوں اسکے پہلو سے اوٹھکر
تپا دیتے ہیں میرے دل کا ساکن جگر شعلے کے
خرابی ہے دل مجروح کی کیا سخت جانی سے
نظر آتا ہے مے میں چاند عکس روی ساقی سے
جھپک جاتی ہیں آنکھیں مجھے طفل شباب کو راحت
صدائے نالۂ شبگیر سے ہے برق اندازی
تماشاگاہ وحشت ہو گیا سودے کا عالم میں
کلیجہ رشک سے پکتا ہے دل جلتا ہے حسرت سے
یہ ساقی پہ ہوے مائل کہ بھولے دیکھ دنیا کو
لہو دل میں بھرا رہتا ہے ہر دم اشک آنکھوں میں

ابھی گل کا دامن ابھی شبنم سے سکتا ہے
مری تحریر قسمت بانگیار دونوں کو پکتا ہے
جہرہ کون میں نظر آتا ہے دیا تارا چمکتا ہے
یہ دیوانہ جب زنجیر میں آجاتا ہے بکتا ہے
ادھر چوٹی لٹکتی ہے ادھر گیسو لٹکتا ہے
ہو جاتا ہے پانی ریگ میں جس طرح ٹپکتا ہے
یہ منزل کا لگو سون ہے مسافر ہمیں چمکتا ہے
مسافر بیٹھ جاتا ہے رستے میں بھٹکتا ہے
جگر میں درد آتا ہے اگر دل سے سرکتا ہے
نظر آتا ہے پہلے سے جو انگارا دہکتا ہے
عجب یہ مرغ بسمل ہے کہ برسوں سے پھڑکتا ہے
خط پیمانہ ہے یا تار چاندی کا دمکتا ہے
پلک پڑتی ہے جیسے کوئی لڑکی کو تھپکتا ہے
پلک جاتی ہے جیسے دو سے توڑا چمکتا ہے
چمن پھولا ہے داغ جسم سے جنگل مہکتا ہے
ادھر پھوڑا ٹپکتا ہے ادھر شعلہ لپکتا ہے
جوانی نشہ ہے لیکن کوئی ایسا بہکتا ہے
نہ یہ شیشہ لنڈھکتا ہے نہ یہ ساغر چھلکتا ہے

کسی دن آ کے گل خوبی ہمارا پہانکالین گے
جراحت دل کی تازہ ہو گئی چشم خماری سے
نکل جائے کہین یہ روح تن ہی دم گھٹتی ہین
بدن کی ہڈیان جل جل کے چونہ ہو گئین شاید
ضعیفی مین بدن کی ہڈیان ہین چاک کی صورت
قریب خط ہی ابرو یا خضر تلوار کھینچے ہین
تعلی کی ہی یہ مضمون عالی کی تجنس ہین

رقیبون مین بہلا دیکھین کوئی مسی اٹھتا ہی
مزا دیتا ہی جبتا زخم کا انگور پکتا ہے
جہان تکیے و دنا نو ہے کے نیچے سے سرکتا ہی
جہان پڑتا ہی آب اشک سارا جسم پکتا ہے
جہان جامہ ہوا کہنہ ہر اک جا سی مسکتا ہے
عوض جوہر کے اس شمشیر مین سبزہ لٹکتا ہی
کہ پائے فکر مین اب خار سدرہ کا کھٹکتا ہے

۲۳۴	کسی کا محو رخ تھا عالم ارواح مین عاشق مرے اچھے عمل کیا ہون ازل ہی اسکو سکتا ہی	۱۵

سہری ہی کان مین ہر گل کی داستان میری
ملا کوئی نہ زمانے مین دوسرا دشمن
ہوئی ہی میری فصاحت زبان زد عالم
رہا بہشت مین چرچا جو میری قصے کا
نہ منقطع ہو ادشمن بہی میرے مرنے سی
مرا بیان نہین ترجمہ سے مصحف کا
شب فراق نہوتی تو گل سکے کیون مرتا
ستم خوشی سے مین جان حزین پہ سہتا ہون
فلک نے اور بہی پیسا کیا جاننک شکم

فصیح تر کہین بلبل سے ہی زبان میری
حسود جا کے شکایت کرے کہان میری
سخن سخن ہی مرا اور زبان زبان میری
بڑہی فسانہ محشر سے داستان میری
وہ ہڈیان ہین ہما کی یہ ہڈیان میری
زبان یار سے ملتی ہے کچہ زبان میری
نصیب زاغ نہوتین یہ ہڈیان میری
وہ دل لگا کے جو سنتے ہین داستان میری
یہ زندگی سے ہے گر ہر امتحان میری

نہ کچھ گلون سی ہے مطلب نہ بلبلون سی غرض
عبث تلاش مین پہرتا ہے باغبان میری

جہان مین اونہین کوئی قصہ دلچسپ
جہان سنو وہین ہوتی ہے داستان میری

عروج فکر کا ہوتا ہے کہنہ مشقی سے
ہوا جو پیر طبیعت ہوئی جوان میری

کیا ضعیف بہت جلد درد فرقت نے
بہار حسن صنم کی ہوئی خزان میری

مری طلب سی یہ بوسے ملے تو وصل کی شب
خموش رہیے نہ کہوا اپنے زبان میری

۲۲۵ سیا شیشے کا ارادہ مین کیا کرین ان ہما عاشق
زبان یار کہان اور کہان زبان میری ۲۶

صدا فریاد کی آتی ہے چاک سینہ گل سے
چمن مین کوئی گل ہوگا نہ گلچین کی بغل سے

ہر اک شی کی جہان مین قدر ہوتی ہے تقابل سے
ادسی لطف ترقی ہے بڑہا ہے جو تنزل سے

گرفتاری وہ آفت ہے کیا گو ضبط نالے کو
صدا فریاد کی نکلی شکست بال بلبل سے

ازل سے سد باب صحبت محبوب کرنا تہا
ترقی ہو گئی غیرون کو حضرت کی تجاہل سے

غبار جلوہ گہ مین بو ہے باغ خلد آتی ہے
چمن فردوس کا کہلتا ہے نقش نعل دلدل سے

ہوے آتا سے پیکر استخوان جیب گردون مین
ملا تب قرص نان داغ دل خوان توکل سے

مرے داغون مین ہے گلزار ابراہیم کا نقشہ
بظاہر آگ ہے لیکن چمن ہے کثرت گل سے

یہ بعد دفن بھی دریا بہایا اشک کا مین نے
مشابہ قبر کے تختے ہوے ہین تختہ پل سے

خبر پائی چمن سے کاکل دلدار کی مین نے
لگایا تار برقی تار تار زلف سنبل سے

فقیرون کا ہے تکیہ اپنے اعضا پر ضرورت مین
نکلتے ہین غنی کی کام غیرون کی تکفل سے

ستی کی کبھی نوبت نہ آئی بزم جانان مین
دماغ ایسا پریشان ہو گیا شیشے کی قلقل سے

سنا ہے گل زر سے ہوتی ہے قوت بصارت کی
جہان مین لوگ کیون ہو جاتے ہین اندھے تمول سے

ہمیشہ رستی کا آپ کو دعوی رہا لیکن
نہ نکلا کچھ طبیعت سے نہ نکلا پیچ کاکل سے

خیال ابرو عشاق مین کیسی جسارت کی
سمند ہے پر نکالی راہ بہنے آہنی پل سے

بنا کر بال کا حیلہ سفید کر لیا سب کو
اشارہ ہے کہ وابستہ ہے محفل تار کاکل سے

نہ بچپا نا پڑی تعجیل کیون ہے قتل عاشق مین
یہ جھگڑا خون کا ہے کچھ لیکن تامل سے

کسی گل سے یہ ہن کی کل چمن مین آمد آمد ہے
روش پر صبح کو چھڑکا وہو گا خون بلبل سے

یہ عشق گل مین نالہ کرتی آپ جل جاتی
چمن مین بیضہ ققنس نکلتا خاک بلبل سے

تمہارے حسن کا پلہ ہے مہر و ماہ سے بھاری
زمین و آسمان کا فرق ہے میزان ہے تل سے

گرا مین پانون پر انکے گرے وہ پانون پر میرے
اوٹھانے کو جھکے تھے جھک گیا سر بار کاکل سے

کلام دو محل پر صاحبان ظرف ہنستے ہین
عیان ہے خندہ مے بزم مین شیشی کی قلقل سے

بہار آئی چمن مین بزم مین اک شور برپا ہے
وہان قمری کی کو کو سے یہان شیشی کی قلقل سے

قناعت کی اوسی پر جان کر اکسیر سے بہتر
اگر اک خاک کی چٹکی ملی یا رب توکل سے

گذرگاہ جہان سے ہم گذر جانے کے طالب ہین
غرض ہے فقر سے ہمکو نہ مطلب ہے تمول سے

نظر ان مین ہے تصور گل کا آنکھون مین ہمارا سا
نہ نکلا سینکے بہتی دیدہ گریان بلبل سے

۲۵	جفیون مین گھری عاشق زبان ہے جس طرح دانتو مین خدا حافظ یہ مجمع کم نہین سو ذئی کے جنگل سے	۲۳۶

پھر اک سال جنون زا بہار آتی ہے
ہوا کی ناقے پہ لیلی سوار آتی ہے

بہاری آنکھ سے یاد آبشار آتی ہے
عوض مین اشک کے پانی کی دھار آتی ہے

پہر آج موت کا ساماں جو کل نہ آئے تو کیا
وہی بلا ہے شب انتظار آتی ہے

نہیں یہ نجد میں سر دم ہوا کی سناٹے
تلاش قیس میں لیلی پکار آتی ہے

پیادہ گہر سے چلی ہیں جو کوے قاتل کو
ٹھہری وہیں سی گلو پہ سوار آتی ہے

وداع یار سی تنہائی کا ملال نہیں
شب فراق مری غمگسار آتی ہے

بہار و باغ جنت سے دل ہے مستغنی
سوال گلشن جنت سے عار آتی ہے

سمجھ سے شاہد گل نے عروس بہار
نسیم صبح چمن سے قرار آتی ہے

گلوں میں لطف نہیں جب نکل گئی نکہت
یہ روح جامۂ تن کو اوتار آتی ہے

تماشہ گاہ بہار عدم ہے بے قید
گلے سے طوق بھی قمری اوتار آتی ہے

خدا سے وصل صنم کی دعا معاذ اللہ
مری دعا سے اجابت کو عار آتی ہے

کریم وہ ہے کہ جو دے کے منفعل ہووے
کرم کو زحمت سائل سے عار آتی ہے

ہوا میں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے
ابھی تو پرسش روز شمار آتی ہے

دعا قبول یقینی ہے کون سی ہے گھڑی
کبھی وہ رات بھی پروردگار آتی ہے

بہت تڑپتا ہے راتوں کو دل تو کہتا ہوں
ٹھہر کہ صبح شب انتظار آتی ہے

مجھے مٹا کے صفائی سی کیا رقیبوں نے
ہوا لیے ہوے میرا غبار آتی ہے

کراہتا ہے جو زلفوں میں دل تو کہتی ہیں
کہیں صدائے غریب الدیار آتی ہے

طلب ہے یار کے دربار میں ہزاروں کی
امید ہے کہ ہماری بھی بار آتی ہے

مصالح جسے ہیں سینے سپاروں کی تو وہ دیتا
ترے تصور دعا شرمسار آتی ہے

کبھی جو فکر میں رکھتی ہو سر کو زانو پر
حلب میں نکہت مشک تتار آتی ہے

بہار باغ دل داغدار ہے کیسی
نہ بوئے گل ہے نہ صوت ہزار آتی ہے

تمہارے خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک
جماہی دیکھ کے بے اختیار آتی ہے

ہزار بار چھٹے پر نہ روئے گل دیکھا
ہمیشہ قید میں ہم کو بہار آتی ہے

دہک زمین میں ہوتی نہیں ہے جلنے سے
صدا ہی گریۂ اہل مزار آتی ہے

١٣	بہک نہ جائے کہیں تو پکارے عاشق تری تلاش کو موت اسے نزار آتی ہے	٢٣٧

بدلی مینہ کی بادہ برسے فصل گل کا جوش ہے
ہو خم گردون لبالب مجہ سا دریانوش ہے

کٹ گئے ہم کب جیے محشر ہوا ہے یا نہیں
صور اسرافیل نے ہوکا تھا اتنا ہوش ہے

کیا سبب فریاد بلبل کا اثر ہوتا نہیں
باغ میں جو گل نظر آیا سراپا گوش ہے

سیکدہ سے تیرہ کی کیفیت کہاں لذت کہاں
جس طرف منہ اوٹھ گیا آواز نوشانوش ہے

دست نازک سے ہوگا قتل وحشی آپ کا
جسم لاغر اندنون داغون سے گلپوش ہے

سر میں اوس سفاک کی شانہ کرے تو قتل ہو
کہتی ہے مشاطہ سر کسکو وبال دوش ہے

شعلۂ رخسار جانان پر پڑے کیونکر نگاہ
دیدۂ مشتاق کا پلکون سے گہر خس پوش ہے

ناتوانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہون
بار ہے گردن کو سر گردن وبال دوش ہے

میں جہان پہنچا نہیں پہنچا فروغ مہر و ماہ
میری صحرا میں چراغ عقل تک خاموش ہے

ہو گیا دریا خلش سے ایک نوک خار کی
کسقدر خون کف پا کا جنون میں جوش ہے

خال کا تار اندیکھا ایک جسم صاف پر
یار ہے ترک فلک کی شکل اطلس پوش ہے

ناتوان ہون فکر سر کی نہیں گلگشت میں
آتش گل سے بدن کا پوست بالاپوش ہے

۲۳۹ | ۱۶

یار سے ہم عاشق مقابل ہو گیا گلگشت مین
وہ اگر پھولون سے ہے واعظ تو ہے گل پیش سے

گھٹ گیا سینے کو دیکھی دل ہرا یا گوش ہی
چاک سینے کا نشان حسرت آغوش ہی

غیر وردی میں ہم گردون مین غنچی کی نہین
میری سر مین اب ہوای بادہ سر جوش ہی

ایک ذرہ خاک کا پہنچا نہ کوچے یار مین
کیا غبار اپنا ہوا کو بھی وبال دوش ہی

سبے غباری سکے سپاہی سے نہ اوٹھے گا یہ زار
روح اپنی چار عنصر کو وبال دوش ہی

کیا شب فرقت کی صدمے سی بھٹکا ہون جلد مین
جو کلاہ سر تھی کل تک آج وہ پاپوش ہی

میری نالون سی قیامت آگئی ہے دہر مین
حکم اسرافیل کو پہنچا تھا یہ خاموش ہی

مین تیری گل پیرہن بن مین جو عجب افسردگی
آتش گل سی چراغ لالہ تک خاموش ہی

چھپا تیوں پر جا سے حیرت ہی کشور یار کی
کس حفاظت کی لیے سرپوش پر سرپوش ہی

وصل مین سیماب کی صورت نہین ان کو قرار
جب اوٹھا یا گود مین خالی مرا آغوش ہی

وصل مین لپٹا نہین سکتا نزاکت سے اونہین
کہتے ہین وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہی

ہین یہ تنگ بزم مین شوخی سی آنکھین یار کی
بات اولٹی ہی نزاکت سی دہن خاموش ہی

حیرتی ہون روشنی گہ مین مری آتی نہین
خانہ تصویر مین جو شمع ہی خاموش ہی

لا کہ محشر آرزو سے وصل مین ہو جاینگے
مرگ دیوانی ہے جو کھولی ہوی آغوش ہی

نے کی صورت سنگتی ہین پوست گھل کر استخوان
ہڈیون مین بعد مردن بھی فغان کا جوش ہی

صبر کی تاثیر سے افزون کہین فریاد سی
ای ستم گر قہر خدا میرا لب خاموش ہی

ای مسیحا رشک کی جا ہی خبر لیتے نہین

۲۰	آج عاشق سے عروس مرگ ہم آغوش ہے	۲۳۹

الفت کچہ آج کی نہین قاتل کی ساتہ ہے
مدت ہوی شوق قتل مری دل کی ساتہ ہے

بیٹھے ہو تم تو سینۂ شفاف مین ہی دل
مانند عکس یہ بہی مقابل کی ساتہ ہے

لاکھون فروغ عارضی سے چمک گئے
جس طرح روشنی مہ کامل کی ساتہ ہے

چین جبین کو قرب ہی ابروی یار سے
ناخن بہی ایسے عقدۂ مشکل کی ساتہ ہے

دیکہا نہ درد کا بہی کسی ایک سی نباہ
ہمراہ ہے جگر کے کبہی دل کی ساتہ ہے

ہمکو پسند جیسے ہین ہمدرد کے کلام
کیا دل کو عشق شور عنادل کی ساتہ ہے

نالہ نکل گیا جو کبہی زلف بل گئی
جھنکار کی طرح یہ سلاسل کی ساتہ ہے

رکہا ہی رخ کو اوس بت کم سن نے ہاتہ پر
تازی ہی بات رحل حمائل کی ساتہ ہے

لیلی کا ساتہ قیس نے چھوڑا نہ دشت مین
مانند گرد یار کی محمل کے ساتہ ہے

رخ پر نشان بوسہ جو دیکہا تو غم ہی کیون
یہ داغ عارض مہ کامل کی ساتہ ہے

زخم جگر مین کاوش مژگان کا ہی خیال
نشتر بہی ایک آبلۂ دل کی ساتہ ہے

دونون کہنچین گے یار جو کہینچے کا جسم سے
پیکان اوسکے تیر کا دل کی ساتہ ہے

امید دید یار سے مایوس ہو نہ قیس
جھونکا ہوا کا پردۂ محمل کی ساتہ ہے

نزدیک لب کی سبزۂ خط کی نمو ہوئی
آب حیات اب تو ہلاہل کی ساتہ ہے

سنگ مزار ہاتہ ہے سینے پہ ضعف سی
بیمار ہون مین دق بہی مجھے سل کی ساتہ ہے

ظاہر مین ساتہ چھوٹ گیا بعد قتل کے
مقتل مین تن ہی روح تو قاتل کی ساتہ ہے

دیکہیو اوٹہا کے آئینہ پندار کیا ضرور
لطف غرور یار مقابل کے ساتہ ہے

سہتے ہیں سو مجھکو شوق بیرون سے نباہ کا
عقدہ جہان ہو عقدہ کشا ہی وہان ضرور

مدت ہوئی کہ درد مرے دل کے ساتہ ہے
ناخن ہی ہین گرہ دیوانا دل کے ساتہ ہے

۲۴۰

پہرتا ہے جا بجا سے دفن کی عاشق تلاش مین
مرتا ہے اسکو عشق یہ منزل کے ساتہ ہے

۲۱

عمر گذرے تو مرے ضعف کی تصویر کہنچے
نوجوان شکل جو کہنچ جائے بدن پیر کہنچے

کیا قتیل نگہ یار کی تصویر کہنچے
زخم کہنچ جائے تو کس رنگ سے یہ تیر کہنچے

سانپ کیطرح پلٹ پڑتا ہے غصے مین
زلف مشاطہ نہ گیسوے گرہ گیر کہنچے

ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول مین
بعد مرنے کے کلیجے سے کوئی تیر کہنچے

چکنی باتین نکرو تیج کو منہ ہوتی ہین
تیل پانی کی نہ آئینے مین تصویر کہنچے

چلتا ہے ناوک مژگان کشش ابرو سے
بند ہو جائیگا دیکھو نہ بہت تیر کہنچے

کہیں لڑکون کا نہین آہ جگر دوز انکی
نوجوانون سے نہ اتنا فلک پیر کہنچے

در بدر بستہ زنجیر پریشان احوال
پہرتے ہین عاشق گیسوے گرہ گیر کہنچے

اک نظر دیکھون جو اوسکے مژہ و ابرو کو
تیر ترکش سے کہنچے میان سے شمشیر کہنچے

جہک کے ملتی ہین ضعیف اور بہی مغرورون سے
خم کمانون مین سوا ہوتا ہے جب تیر کہنچے

جب اوٹہتی ہین نقاب آپ تو آتا ہے حجاب
بے حجاب آپکی کس شکل سے تصویر کہنچے

کچہ نہ ہوا انکے سے زخم جگر کا جراح
دل نکل آنے کا ہمراہ اگر تیر کہنچے

رونق محفل ایجاد سے ہے نقشہ تیرا
چاہیے شہر مین گھر گھر تری تصویر کہنچے

نظر بد سے تجہے دیکہے تو کہنچون ہے آہ
دار پہ ترک فلک بہی سپہ تعزیر کہنچے

آپ سے کے نقشۂ پوشاک مین ہی طرفہ بہار
کہینچین رومال کی تصویر تو کشمیر کہنچے

ہمسے کاہیدہ بہی کہنچ جائین ہمی پہلو مین
روغن کاہربا سے جو وہ تصویر کہنچے

فرقت خنجر ابرو مین جو ہو بادہ کشی
قتل کو موج مئے ناب کی شمشیر کہنچے

ہون وہ تفتیدہ جگر تیغ ہو جلاد کی کند
دہن زخم مین آب دم شمشیر کہنچے

داغ کر آپ کسی روز ہوائی دیکہین
میری آہ دل پرسوز کی تصویر کہنچے

ایک ابرو جو ہلا دل نہ ہوا دو ٹکڑے
ایک شمشیر کہنچی دوسری شمشیر کہنچے

۲۴۱	سال بہر گہر مین بسر ہو نہ کبہی عاشق کی خود بخود دل طرف روضۂ شبیر کہنچے	۱۶

شب وصال مین چونک اوٹہو وہ سویری سے
نہون نصیب کسیکے الہی میری سے

وہ ناتوان ہون کہ ہے آنکہ کہولنا مشکل
ہزارون آتی ہین چکر نگاہ پہیری سے

جو شب کو جاؤن تو کہتے ہین دن رہے آنا
سحر کو کہتے ہین کل آئیے سویری سے

شب وصال گذرتی ہے کس بکہیڑے مین
کہ روشنی سی ہے شرم اونکو ڈر اندہیری سے

ملا ہے آنکہ کا بوسہ پہرے جو گرد اونکے
ہرن شکار کیا ہمنے آج پہیری سے

وہ تیرہ بخت ہون وہ جہانک کر پہرے در سے
سیاہ خانہ جو دیکہا ڈرے اندہیری سے

طناب خیمۂ گردون کو کاٹ دونگا مین
قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیری سے

جدہر کا قصد کیا مین نے پہر کے روکی راہ
وہ آئے لاکہ سماجت بہت ساگہیری سے

ہمیشہ کوچۂ گیسو مین کی بسر مین نے
بہلا مین خاک ڈرون قبر کی اندہیری سے

ہمارے دل کو وہ لیتے ہین پہیر دیتے ہین
کہ شرح مال کا گمٹ جای کچہ تو پہیری سے

تمہاری کاکل شبرنگ مین ہے طائر دل
اوڑا سیے نہ اسی شام کو سویرے سے

بلایا صبح کو تمنے تو شب سے آیا مین
نہ آسکے تم مرے گھر تک کبھی سویرے سے

غضب ہے آپ کی مژگان نیزہ باز کی فوج
نگاہ صاف نکلتی ہے کیسی گھیرے سے

فسون چلا نہ کسی کا تمہارے گیسو پہ
یہ سانپ وہ ہے نہ پکڑا گیا سپیرے سے

بہار سے تجھے سودا ہے مگر باغ مین جانا
چلے نہ باد خزان یار پاؤن پھیرے سے

۲۴۳ — ۱۷

دکھایا رخ کو کمر کی نقاب سے اسنے عاشق
ہلی جو زلف نکل آیا چاند اندھیرے سے

تغافل سے دل کھلے ہین نہ کلام ملال سے
رونق چمن مین خاک ہو مرجھائی پھول سے

تیکھی ادا ستاتی ہے گل عارض ہو یون مر
رس ٹپکتی ہے ترے باب عسل بیچ پھول سے

جتنا گھٹایا رخ کو ترے بڑھ گیا فروغ
مصحف کی سطرح ہوئی شہرت نزول سے

موسے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
اب آپ وہ او بہتو ہین زلفین کی طول سے

تیغ نگاہ یار کے آگے نہ جائیے
بچتا ہے آدمی کہین سینے کی ہول سے

قاصد سے تو کیون پیام زبانی سہلا دیا
اب نامہ حکم بیت نہین ہوتا رسول سے

قدرت خدا کی ہے ترے چہرہ ہے رنگ و بو
یاقوت ہے جو لب ہین تو عارض ہین پھول سے

جوش جنون ہے قفل در یار کیا ہے مال
زنجیر کھینچون پٹ اوکھڑ آتی ہین چول سے

غیرون نے تیرے سلوتون پہ اوڑا دی خاک
دروازہ آپکا ابھی پٹ جائے دھول سے

پلہ ہزار مرتبہ دعا سے نے کیا تو کیا
کوسون ابھی سے ہے دور نشان قبول سے

کیا مختصر یہ ناصح فاضل کا ہے جواب
اچھا نہین کلام بڑھانا فضول سے

جس سے کہ آسمان و زمین نے ابا کیا
اوٹھا وہ بار عشق کا مجھسے جہول سے

سودائے چشم یار مین جن کو بہگا دیا
جھپکی کبھی نہ آنکھ مری چشم غول سے

پرسش کو آئے رحم جو دل مین سما گیا
پیدا یہ اتحاد ہوا ہے حلول سے

گو آسمان نے مجکو چڑھا یا گرا دیا
خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے

اوٹھا ہو کچھ بھی لطف تماشا تو وہ کہون
پوچھو نہ باغ دہر کو مجھ دل ملول سے

۲۴۳

عاشق غم حسین مین بہتے ہین میرے اشک
اس غم کی آبرو کوئی پوچھے بتول سے

۲۹

محرم طلائی آج نظر آئی یار کی
باز نظر نے سونے کی چڑیا شکار کی

سب گرد ہین یہ آب ہو دندان یار کی
مٹی خراب ہو گہر آبدار کی

مد نظر ہوئی مجھے پاپوش یار کی
تقدیر ان دنون مین یہ چمکی ہے تار کی

بالیدگی بنائی جو پستان یار کی
یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چھاتی انار کی

مست فنا ہوا جو گیا نشۂ وجود
ہچکی نہین صدا ہے شکست خمار کی

رونے سے میرے گر گئی دیوار قہقہہ
یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کوہسار کی

کیا اعتبار تن کے عناصر ہین خاک کا
دیوار ہے یہ خانۂ ناپایدار کی

تابوت پر نہ آکے نہ پوچھا حیات مین
بیدل کی کیا سنین نہین سنتی سوار کی

آہستہ چلیے گور غریبان سے راہ مین
برباد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی

پیسا یہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہین پسلیان
ایذا اوٹھائی زیست مین دل نے فشار کی

آسائش وطن کی نہین قدر آپ کو
سنیے مصیبت ایک غریب الدیار کی

وحشت ہوئی انہیں بھی جو دیکھا مرا جنون
مانند جیب اوڑھنی بھی تار تار کی

ہوتا ہے سنگسار جو عین بہار میں
تقدیر پھوٹی ہے شجر میوہ دار کی

پھیرے سے دانت دیکھ کے یہ دل میں کٹ گیا
کشکول بن گئی گہر شاہوار کی

جی بھر کے چشم یار کو دیکھا یہ ایک پل
برسوں کھٹک رہی مژۂ آبدار کی

مجھ دل جلے کی خاک سے باقی ہیں آگ لوگ
زیر زمین سلگتی ہے لکڑی مزار کی

جوش جنون میں شب کو جو دیکھی ہے چاندنی
سمجھا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی

کھینچا جو تار زلف تو رنگ اسکا اوڑ گیا
ٹوٹی کمند طائر رنگ بہار کی

آنسو بہا جو یار کا دیکھے سے میرا حال
سوجھی مجھے ستارۂ دنبالہ دار کی

بیمار ہون تصور پستان یار مین
تیمار درد سر کا ہے پتی انار کی

دم تھم گیا جو آئے فرشتے مزار مین
پرسش جو مجھ سے کی تو دل بیقرار کی

مشتاق وصل یار کا باقی رہا نشان
قالب سمیت جوڑ دین اینٹین مزار کی

آنکھین جھکا کے سنتے ہین اشعار میرے گو
بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی

گلرو کوئی حسین نظر آتا نہین ہمین
رت ایسی پھر گئی چمن روزگار کی

تار نگاہ و تار نفس تار جان زار
حاضر یہ سب ہین مشق جو کھینچے ستار کی

آتش مین ہے عشق زلف سے اعضا جسم مین
مشتاق ہڈیان ہین لحد کے فشار کی

روئے کسے جو اشک آب لحد پر سے کم ہوا
چھپتی نہین اوترتی ہے چادر مزار کی

[illegible] نام شہرتین لرزے کی [illegible]
کیا میری آہ گرم ہوا ہے بخار کی

عاشق مجھے یہ خوف ہے نشے کے نام سے

١٤	کوڑی کو بھی نہ لی کبھی تاڑی کٹار کی	٢٤٤

عضو تن اونکے خراسطے ہین کسی استاد کے
ہیٹ پر پسلی نہین جوہر ہین یہ شمشاد کے

کُند ہے تیغ نگہ رونے سے مجہ ناشاد کے
آب اشک چشم سے تیور بجہے جلاد کے

ہین نی حیرت سے نہ دم مارا نہاتی دیکہکر
غسل سے اونکی وضو ٹہنڈے ہوی فریاد کے

فصد مجہ وحشی کی جو لیتا عوض ملتا اوسی
ہاتہ کٹ جاتی لہو کی دہار سے فصاد کے

ہین سنے وحشت مین بدن سے جابجا جہاڑی ہی خاک
وہ منارے ہین رہ دشت جنون آباد کے

معترض ہون مین رقیبون کی کلام پوچ پر
بندہ پرور ذکر کیا ہین آپ کی ارشاد کے

کسقدر مشکل ہے میرے ائنہ رو کی شبیہ
صاف اوتر جاتی ہین چہرے مانی و بہزاد کے

چہپ گئی نظرون سے دم مین کیسی کیسی گلبدن
کیا شگوفے تہے نہال گلشن شداد کے

کیا مناسب خم ہوا انکا کیسو موزون بال ہین
شعر ہین ابروی جانان مین کسی استاد کے

غم خوری سے ست گیا لطف بہار زندگی
خوب پہل کہائے نہال گلشن ایجاد کے

کوہکن کے ہاتہ سے تیشہ ہوا ایسا نہ تنگ
سنگ کی بدلی کیے ٹکڑے سر فرہاد کے

کام دنیا سے نہین یہ شغلہ ہے آہ کا
کیا ہوا اس خمسہ ایجہ حرف ہین فریاد کے

سے اوڑہی لی کو ہوائے سیر دنیا ہو دنی
کیا چلے جہونکے نسیم گلشن ایجاد کے

وصل ہے مد نظر عاشق مرے جلاد کو
قتل نامے سے کہلے فقرے مبارکباد کے

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والاجاہ بہادر المتخلص بہ عاشق تصنیف حکیم محمد علیخان متخلص بہ مسیحا

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق
کہا دل نے کہ بستان سخن ہے

زہے نواب والاجاہ کی فکر
کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے

ہے اک اک شعر رشک نخل طوبیٰ
عجب شوکت عجب شان سخن ہے

مسیحا نے سنے تاریخ فی الفور
لکھا باب گلستان سخن ہے

۱۲۹۱ھ

ایضاً

وہ حضور جناب والاجاہ
تھے دیار سخن کے شاہنشاہ

لوذعی المعی بلیغ زمان
افصح ہند غیرت سحبان

اونکا مطبع مین جب کلام چھپا
باغ گویا کھلا معانی کا

سکا کل حور ہین جو اوسکی سطور
صاف کاغذ بھی ہے سراپا نور

بے خزان جسنے وہ چمن دیکھا
ہوا جاری زبان پہ صل علیٰ

اے مسیحا ہو جس سے سال عیان
لکھو باغ و بہار اب دیوان

۱۲۹۱ھ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ہاے فارسی

۱ — ۱۳

سر نشد ہیچکس از بی سر و سامانی ما ۔ جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما

سجدہاے در تو چندانست گردید ۔ زحمتی خاک کشیدست ز پیشانی ما

حال ما را طلبی آئینہ بردار و نگر ۔ مے تراود ز رخ آئینہ حیرانی ما

قصہای سر زلف تو بہ شبہا گفتم ۔ یک سر موے نہ کم گشت پریشانی ما

نکہت زلف تو سرمایۂ طاقت باشد ۔ بالد از عنبر موقوت روحانی ما

مدتے شد برخے چشم تماشا نکشود ۔ بسکہ آئینہ خجل گشت ز حیرانی ما

اضطراب غم دل جان بسلامت نگذاشت ۔ بشکند موج تعب کشتی طوفانی ما

بلبل ناطقہ از باغ جہان دلتنگ است ۔ گلشن خلد سزد بہر غزلخوانی ما

پاگذاری بسر تربت چو ہمراہ رقیب ۔ چو شد از خاک لحد سر کہ پیشانی ما

دشت پر خار جنون گلشن جنت گردد	حلۂ خلد شود جامۂ عریانی ما
محفل تہنیت آراست بجائے ماتم	عید کرد آن بت بی رحم ز قربانی ما
این سبکروحے ما طرفہ بساطی چیدہ است	پر واز دوش ہوا تخت سلیمانی ما

۲	چہ جفاہا نہ کشیدیم بہ بنیا عاشق داشت سامان بلاخانۂ مہمانی ما	۹

آغشتہ است ز آتش فرقت غبار ما	سیماب سے پرد سر خاک مزار ما
دارد چمن ز بادۂ گلگون بہار ما	آواز قاتل ست نشید ہزار ما
ساکن نگشت بعد فنا اضطراب دل	پیچید درون شیشۂ ساعت غبار ما
تشبیہ طول عمر خضر ہم ز کوتہی ست	خندد بروز حشر شب انتظار ما
ثابت قدم ز جا نرود بعد انقلاب	پل بستہ است بر سر دریا غبار ما
از چاک چاک تن صدف دل لبالب ست	نیسان تراود از مژۂ اشکبار ما
در بر کشیم شعلہ رخے را بہ آرزو	از سوز سینہ سیر نگردد کنار ما
ای بت سواد ہند و خال رخت دوشد	فیض صفا ہیچ شب انتظار ما

۳	عاشق بخوان دگر غزل شوخ تر ازین ہمت طلب ز خامۂ آہو شکار ما	۱۱

امروز گو نماند نشان مزار ما	فردا رسد بہ گنبد گردون غبار ما
پاسے سنہے بہ ناز اگر بر غبار ما	سایہ بہ اوج چرخ سر افتخار ما
بین لالہ زار شد مژۂ اشکبار ما	خون سے تراود از رگ ابر بہار ما

خو کرده ایم با غم صبر آزمای تو
آسوده گی رمد ز دل بی قرار ما

غیضی ز رنگ روی تو داریم از ازل
گل شد اگر ز سنگ جدا شد شرار ما

حل کرد عقده ها فلک از ناخن هلال
باری اشارتی ز غلط هم بکار ما

حفظ غزال چشم تو محراب ابروست
باشد حریم کعبه پناه شکار ما

ما یافتیم وجه عنایات ساقیا
آزرده ز شور شکست خمار ما

آسیبی بر وسی کار بیاریم بعد مرگ
ریگ روان شود به پی تو غبار ما

گر یافت شیر وایهٔ ابر بهار گل
خون می کند خار ز پای فگار ما

۴ — عاشق ز عشق شهرهٔ آفاق گشته ایم
خواهیم آن دلی که نیاید بکار ما — ۱۱

لعل لب مسیحان دهد خون دل افسرده را
غیر عیسی کی کسی هشیار سازد مرده را

یافتم از غفلت احوال دل افسرده را
هر کسی در خواب می فهمد کلام مرده را

تخته های دل باشکم ریخت بیچیم از آن
می شمارم نقش های موج دریا برده را

مصر قان را ره توسط سیر وند از حادثات
یاد می آید سبق طفلان سیلی خورده را

من ز جان بیزارم و یاران ملامت می کنند
این چنین درد هر دل جوئی کنند آزرده را

بعد مردن آبرو دارند اصحاب کرم
در متاع خود نهد بر شخص بر مرده را

زندگی در تنگنای دهر باعسرت گذشت
می فشارد تنگی مرقد دگر افسرده را

یافتم نرد وفا در خانه آورده ام ترا
فرحت از حد می شود انسان بازی برده را

طائر نور نگه از گریه ام بیکار شد
قوت پرواز گم شد مرغ باران خورده را

یک سبو خوردم شراب آرزو باقی بماند
تشنگی ساکن نگردد آب دریا خورده را

۵ — تیر سی شمشیر ابروز آتش رخسار رفت
عاشق آخر آب سوزد تیغ آتش برده را — ۱۲

ظاهر مبین که هست مقام دگر مرا
خوانند قوم قوم بنام دگر مرا

نه آسمان منازل پارینه گشته اند
معراج ده باوج مقام دگر مرا

در خلقت بشر نبود با ضعیفیم
هان آفریده بنظام دگر مرا

در زلف ره زبان بکشاکش فتاده ام
از دام میکشند بدام دگر مرا

لب دوختم چو زخم من از اعتراض غیر
مشکل زبان چه دخل بکام دگر مرا

خون جگر خورم عوض باده ناصحا
تکلیف میدهی بحرام دگر مرا

با چشم التفات بده باده ساقیا
سرشار کن ز نشئه جام دگر مرا

سفر سیب با تواضع ظاهر که داده اند
از بهر بوسه لطف مشام دگر مرا

پابندی نظاره رفتار یار من
رخصت نداد دید خرام دگر مرا

امشب ز اضطراب جگر تار جان گسست
شوق تو میکشید بشام دگر مرا

در بزم خاص خویش نشاندی رقیب را
جا داده به مجلس عام دگر مرا

۶ — عاشق ز لطف ساقی خود چشم دوختم
جامی بغیر داده و جام دگر مرا — ۱۱

چون گشت دل از قطع امید سحر امشب
اغلب که ترا دود به سر شکم جگر امشب

افزود صفاییست به صفای قمر امشب
نفزید به رخسار تو پای نظر امشب

تا شعلهٔ رخسار تو بد در نظر امشب
چون شمع نیا سود ز آتش جگر امشب

اے شوخ نمودی چه تغافل دگر امشب
فریاد که خون گشت ز ظلم دی جگر امشب

تا عمر خضر صرف تمنای تو کردیم
در حسرت آنیم که آسٔے نگر امشب

تا مست مئے ناب آغوش من آمد
از نخل قد یار بچیدم ثمر امشب

دی از نظر روئے تو دل سیر نگشتم
لطف ست اگر لطف نمائی دگر امشب

ثابت شده تا صبح نه جنبید ز جایش
حیران تماشا که بوده قمر امشب

رخسار تو در حلقهٔ گیسوے پریشان
بنمود تماشاے به عقرب قمر امشب

چون شد که مرا از درت امروز براندی
داری تو مگر قصد بجاے دگر امشب

ے — عاشق سحرم هیچ کس از دوست نشناخت
موئے کمرش بود چو پیش نظر امشب — ۱۴۰

ز سوز سینهٔ چاکم اثر نمے آید
که دود سوخته جانان بدر نمے آید

فغان که گهے ز دلم بدر نمے آید
چنانکه از لب زخم الحذر نمے آید

ز مژگ بر دل زارم خطر نمے آید
بجز خیال تو امشب دگر نمے آید

به نور جلوه سیه خانه ام نشد روشن
ز آه سوخته قسمت اثر نمے آید

با انتظار گذشتن تمام شب مشکل
ز غولیش همیروم آن شوخ اگر نمے آید

ز دیدن همه آفاق چشم پوشیدم
کسیکه دل طلبد در نظر نمے آید

کشود کار ز شیرین سخن مدار امید
که کار انمله از نیشکر نمے آید

بطول هجر تو حیرت فزوده ام
ز دو دنیست شب فرقت سحر نمے آید

رسید برلب تو حرف شور بختی ما
چنین نمک سخن از شکری نمی آید

قساوت دل آن سرو دلشگفت انداخت
که کار سختی سنگ از شجر نمی آید

بانتظار جواب تو رفت کار از دست
رسید پیک اجل نامه بر نمی آید

اگر بوصل من زار خلوتی خواهی
بیا بسینه چاکم دگر نمی آید

بسنگ تفرقه بر داشتم ز بنیاد دل
به گریه که گهی از شرر نمی آید

به هجر لب نه گشودن به ناله آسان نیست
بگو به غیر ز عاشق اگر نمی آید

۸ ۱۱

جلوه با زلف دوتا خواهی کرد
حشر در حشر بپا خواهی کرد

مدت العمر جفاها دیدم
کی فریبم که وفا خواهی کرد

نام خود را چو مسیحا گفتی
چشم دارم که دوا خواهی کرد

چون سوال نظر لطف کنم
تیر از شست رها خواهی کرد

مست می باشی و من هم باشم
باز بینم که حیا خواهی کرد

دل صد چاک به پیشت آرم
شانهٔ زلف رسا خواهی کرد

اول از لطف فریبی ما را
بعد بینم که جفا خواهی کرد

بوسه دادی و گفتی از ناز
قرض دادم که ادا خواهی کرد

گوش دادی چو بحرف اغیار
دانم آن را که بما خواهی کرد

قتل روزی که ز دستت ناید
پنجه رنگین به حنا خواهی کرد

عاشق از وصل نصیبت ندهند

۹	عمر گر صرف دعا خواستے کرد	۱۳

در نمازم نجد ابیش نظر روی تو بود
شرف سجده ام از کعبهٔ ابروی تو بود

رو بهر کو که نمودم دل من سوی تو بود
پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود

تیر از شست رها کرد و به قربانش من
از تجاهل بلب آورد که پهلوی تو بود

یاد ایام که سحر نگهت شهرت داشت
سامری را سبق از نرگس جادوی تو بود

بعد مردن چو مرا داخل جنت کردند
چشم وا کردم و دیدم که سر کوی تو بود

کشتهٔ خنجر نازت اثر سم دانند
زهر افعی ز ازل بسمهٔ ابروی تو بود

رنگ وحدت سبب لحت ماند به جنون
سر بهر سنگ نهادیم چو زانوی تو بود

هر دم از وصل تو در هجر همی آرم یاد
این لبم با لب و این سینه به پهلوی تو بود

در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم
عرق شرم و حیا تا سر زانوی تو بود

شرح احوال سر زلف درازست محال
هان مگر طول شب هجر چو گیسوی تو بود

سر به جیب افگن و احوال جهان را بر گو
جام جم هم لقب کاسهٔ زانوی تو بود

پیش ازین ملت و مذهب بجز الفت کے بود
قبلهٔ هر دو جهان کعبهٔ ابروی تو بود

خرمن جان جهان برق نگاهت بسوخت
عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

مخمس

فخر خلا نور خدا و شرف جمله نبی
حبذا ختم رسل انت بامی و ابی

اے خوشا مولد و ماوا و معلی نسبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت که عجب خوش لقبی

اے مؤخر بتو بخشید خدا اقدم را — بهر ایجاد تو ایجاد کند عالم را

گو اضافت باب جد این رسیده هم را — نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

حسن صورت چه کنم عرض فدایت جانم — افضل از بو البشر و غیرت یوسف خوانم

این چه حرف ست ترا نور خدا می دانم — من بیدل به جمال تو عجب حیرانم

الله الله چه جمال ست بدین بوالعجبی

دل پر درد من تلخ ز دردم بس منفعلم — عقل خود را ز خود آزردم و بس منفعلم

به تعلی لقبی بردم و بس منفعلم — نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت به سگ کوی تو شد بی ادبی

ما همه تفته روانیم و توئی آب حیات — ما همه سوخته جانیم و توئی آب حیات

ما همه خشک زبانیم و توئی آب حیات — ما همه تشنه لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما که ز حد می گذرد تشنه لبی

اے خوشا تربت رضی که بذیری تو قیام — مرجع خلق شود مهبط وحی و الهام

تا قیامت نبود منفعت عام مقام — نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام

زان شده شهره آفاق به شیرین رطبی

به فدائے تو شود روح و دل و جان بنگر — بنگر ای سبب عالم امکان بنگر

جرأت عرض بخشا و بد نیسان بنگر — چشم رحمت بفگن سوی غریبان بنگر

ای قرشی لقبی ہاشمی و مطلبی

که باوج شرف ذات تو ادراک گذشت — نور خالق شدی و اسم تو از خاک گذشت

باکثافات عناصر همه تن پاک گذشت — روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکه رسیدی نرسید ہیچ نبی

یا محمد عربیا مدنیا قرشی — لطف کردی بمن عاشق زار و خاطی

چه شود گر سخنم در حق دیگر شنوی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمده سوی تو قدسی پئی درمان طلبی

تمت

قطعه تاریخ طبع مکرر دیوان جناب نواب میرزا والاجاه بهادر طاب الله ثراه وجعل الجنة مثواه المتخلص به عاشق طبع زاد منشی وهن پت رای مختار سرکار نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر خلد الله حشمته و ابد عظمته

بوصف خوبی دیوان عاشق — زبان واصف سطر لیست قاصر

چو پرسیدم سن طبعش ز ہاتف — ندا آمد بگو منظوم نادر

۱۲۹۱ھ

ولہ

دیوان بی مثال عالی جناب عاشق — مطبوع شد مکرر با خوبی و لطافت

کردم چو فکر سال ہجری برای طبعش — آمد ندا ز ہاتف گو گلشن متانت

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از شیخ اشرف علی متخلص بہ اشرف

بفضل حق عجب مطبوع گردید	بیان شاعر شیرین مقالے
نوشتہ کلک اشرف بہر سالش	کلام عاشقِ نازک خیالے

۱۲۹۱ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلّمہ البیان کہ این دیوان فیض نشان جستہ بیاضش افصح فصحاء العصر فی کشف الاستار ابلغ بلغاء الدہر فی انشاد الاشعار حاجی حرمین الشریفین زائر حضرت ابا عبد اللہ الحسین افضل الزمان اکمل الدوران نواب میرزا مہدی حسین خان بہادر متخلص بہ فکر دام عزہ و دولتہ و زاد ارتقاؤہ خلف نواب جنت مآب میرزا والا جاہ بہادر انار اللہ برہانہ و نور مرقدہ باہتمام بندۂ ہیچمدان ضعیف البنیان محمد عبد الواحد خان ولد محمد مصطفے خان مرحوم در عہد زمان و احسن اوان رونق طبع یافتہ بتاریخ غرہ شہر ذی الحجہ ۱۲۹۱ ہجری حلیۂ اختتام پوشیدہ مطبوع طبائع شاعران روزگار و منظور خواطر ضمائر ناظمان ہر دیار گردید فقط

